شہید کربلا

البدایہ والنہایہ لابن کثیر اردو

ترجمہ

ہدایت اللہ ندوی

ناشر

حافظ شبیر حسن بھوجیانی میاں چنوں (خانیوال)

شہید کربلا

البدایہ والنہایہ اردو
لابن کثیر

ترجمہ
ہدایت اللہ ندوی

نگینہ

ناشر: حافظ شبیر حسن بھوجیانی میاں چنوں (خانیوال)

قیمت: ۱۵ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

تاریخ ابن کثیر (م ۷۷۴ھ) البدایہ والنہایہ بڑے سائز کی چودہ جلدوں میں ہے اس کے مجموعی صفحات چھ ہزار سے زائد ہیں۔

ابتدائے آفرینش سے لے کر ۷۶۷ھ کے حالات و حوادث پر مشتمل ہے یہ ایک مستند تاریخ عجوبۂ روزگار قصص قرآن ذخیرہ احادیث و آثار قابل اعتماد سیر و سوانح دل آویز دستاویز اور ارباب علم و دانش کا مرجع و ماخذ ہے۔

آغاز عالم تا عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و سوانح حیات کے ترجمہ کی دو سیرت انبیاء علیہم السلام کے نام سے الحمد للہ کتابت ہو چکی ہے۔ بظاہر نوک پلک کی درستگی اور کتابت کی اغلاط طباعت میں حائل ہیں قارئین کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ حق تعالیٰ موانع رفع فرما کر طباعت کی توفیق فرمائے

یہ پیشِ نظر کتابچہ شہید کربلا ج ۸ ص ۱۴۶ تا ۲۱۱ کا ترجمہ ہے۔ اقوال و آثار اور احادیث میں راویوں کے درمیان جو عنعن وغیرہ اصطلاحی الفاظ مستعمل ہیں ان کو حذف کر کے ترتیب وار شمار کر دیا ہے۔

باقی رہا ترجمہ اور اس کی سلاست و روانی تو جو کچھ بھی ہے محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے ورنہ میں کیا اور میرا قلم کیا۔ وما توفیقی الا باللہ

ان تجد عیباً فسد الخلل — فجل من لا عیب فیہ وعلا

والسلام

ہدایت اللہ ندوی

میاں چنوں (خانیوال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد بعمر ۳۴ سال رجب ۶۰ھ میں یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا اس نے خداداد ذہانت و ذکاوت کے باعث سب عمال حکومت اور حکام کو بدستور قائم رکھا۔

ہشام بن محمد بن سائب کلبی ۲۰۶ھ ابو مخنف لوط بن یحیٰ کوفی اخباری ۱۷۰ھ سے بیان کرتا ہے کہ اس دوران ملک میں حسب ذیل امیر اور گورنر تھے۔ مدینے کا امیر ولید بن عتبہ بن ابی سفیان ۶۵ھ تھا کوفے کا امیر نعمان بن بشیر انصاری ۶۵ھ، عبداللہ بن رواحہ شہید موتہ کا بھانجا تھا امیر بصرہ ابن زیاد ۶۷ھ تھا امیر مکہ عمرو بن سعید بن عاص بن امیہ ۶۹ھ تھا۔

یزید کے مدِّنظر اب سب سے اہم کام ان لوگوں سے بیعت لینا تھا جنہوں نے اس کی ولی عہدی کی بیعت سے انکار کر دیا تھا چنانچہ یزید نے ولید بن عتبہ کو لکھا

اما بعد۔ امیر معاویہ اللہ تعالیٰ کا بندہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسے خلافت و حکومت کا اعزاز بخشا وہ قضائے الٰہی سے فوت ہو چکا ہے خدا اس پر رحمت کرے اس نے عمدہ طریق سے زندگی بسر کی اور نیک و پارسا فوت ہوا۔ والسلام۔

نیز ایک اور مختصر سا حکم لکھا حسین ابن عمر اور ابن زبیر پر گرفت مضبوط کر و کہ وہ بیعت کر لیں والسلام۔

مراسلہ موصول ہوا تو وہ سخت رنجیدہ اور فکر مند ہوا۔ فوراً مروان بن حکم ۶۵ھ کو بلا کر یہ بتایا اور اس سے مشورہ طلب کیا تو اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو فوراً بیعت کی دعوت پیش کیجئے قبل ازیں کہ ان کو امیر معاویہ کی موت کی اطلاع ہو اگر بیعت کر لیں تو بہتر ورنہ تہ تیغ کر دیئے جائیں چنانچہ اس نے فوراً عثمان غنی کے پوتے عبداللہ بن عمرو کو حسین اور ابن زبیر کے پاس بھیجا وہ اتفاقاً مسجد میں تھے اس نے کہا کہ آپ کو امیر مدینہ یاد کر رہے ہیں "اجیبا الامیر" انہوں نے کہا آپ چلیئے ہم ابھی آئے وہ چلا گیا تو حسینؓ نے ابن زبیر

سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ امیر معاویہ فوت ہو چکے ہیں۔ ابن زبیر نے کہا میرا بھی خیال یہی ہے۔ پھر حسینؓ اپنے غلاموں، خادموں اور ہم نواؤں کو ساتھ لے کر امیر کے محل پر پہنچے ان کو باہر بیٹھا کر تاکید کی کہ اگر کوئی ناگوار بات سنو تو فوراً اندر چلے آؤ اور خود تنہا قصر امارت میں داخل ہو گئے سلام کہہ کر وہاں بیٹھ گئے مروان بھی وہاں موجود تھا۔

امیر مدینہ نے مراسلہ دکھایا تو حسینؓ نے کلمۂ استرجاع اور انا للہ پڑھ کر امیر معاویہ کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کی اور تعزیت کی۔ پھر امیر نے آپ کو بیعت کی دعوت پیش کی تو حسینؓ نے کہا میرے جیسا سربرآوردہ شخص خفیہ بیعت نہیں کر سکتا نیز آپ کو یہ کافی بھی نہ ہوگا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو ہمیں بھی کہنا اس طرح معاملہ یک وقت طے پا جائے گا۔ امیر مدینہ نے کہا (جو طبعاً عافیت پسند شخص تھا) اچھا اب چلے جائیے لوگوں کے ساتھ ہی تشریف لے آنا۔

مروان نے امیر مدینہ سے کہا اب یہ بلا بیعت چلا گیا تو یاد رہے خوب قتل و غارت ہوگی اسے روک لو۔ بیعت کے بغیر باہر جانے نہ پلٹے اگر انکار کرے تو سر تن سے جدا کر دیا جائے۔ حسینؓ نے اٹھتے ہوئے کہا، اے مروان اے ابن زرقاء تو مجھے قتل کرے گا؟ واللہ تو جھوٹا اور خطاکار ہے پھر حسینؓ واپس چلے گئے تو مروان نے کہا واللہ وہ غائب اور روپوش ہو جائے گا تم اسے دیکھ نہ سکو گے۔ تو ولید نے مروان کو کہا واللہ، مجھے اگر قتل حسین کے عوض تمام کائنات بھی مل جائے تو مجھے پسند نہیں، خدا پناہ! کیا میں حسینؓ کو صرف بیعت سے انکار کرنے پر قتل کر دوں۔ واللہ، میرا گمان ہے کہ حسینؓ کے قاتل کا نامۂ اعمال قیامت کے روز ہلکا اور بے وزن ہوگا۔ بعد ازاں امیر مدینہ نے ابن زبیر کے پاس قاصد بھیجا تو اس نے پورا ایک شب و روز ٹال مٹول سے کام لیا۔ دریں اثنا اپنے غلاموں اور جعفر بن زبیر کو ہمراہ لے کر فرع کے راستہ مکہ مکرمہ کی سمت روانہ ہو گیا۔

امیر مدینہ نے ان کے تعاقب میں لوگوں کو روانہ کیا مگر وہ ان کو واپس نہ لوٹا سکے جعفر بن زبیر نے راستہ میں صبرہ حنظلی کا یہ شعر بطور تمثیل پڑھا کہ لوگ عنقریب رات بسر

کریں گے اور ان کی نسل میں سوائے ایک آدھ کے کوئی زندہ نہ بچے گا۔

کل بنی آدم سیمسون لیلۃ　　ولم یبق من اعقابہم غیر واحد

تو ابن زبیر نے کہا، واہ! آپ کا کیا مطلب ہے تو اس نے عرض کیا واللہ! میرا آپ سے کوئی ناگوار بات کہنے کا ارادہ نہیں تھا تو ابن زبیر نے کہا گو آپ نے بے ساختہ پڑھا ہے مگر مجھے یہ شاق گزر رہا ہے اسے بدشگون ہوا اور منحوس سمجھتا ہوں امیر مدینہ، ابن زبیر کے معاملہ میں مصروف تھا اور ان کی ٹال مٹول سے دوچار تھا کہ حسین اتوار کی رات ۲۸، رجب ۶۰ھ ابن زبیر کے آغاز سفر کے ایک رات بعد، سب اہل و عیال کو لے کر مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ ہاں! صرف محمد بن حنفیہ ساتھ جانے پر آمادہ نہیں ہوئے انہوں نے عرض کیا۔ حسین بھائی! واللہ آپ مجھے سب سے عزیز اور پیارے ہیں میں صرف ایک بات کہتا ہوں کہ کسی شہر میں رہائش نہ اختیار کیجئے۔ دیہات میں تشریف لے جائیے پبلک میں دعوت پیش کیجئے۔ جب وہ آپ کی بیعت کر لے تو کسی شہر میں چلے آئیے اگر آپ کسی شہر میں سکونت اختیار کرنا چاہتے ہیں تو مکہ مکرمہ تشریف لے جائیے اگر حالات سازگار اور ماحول موافق ہو تو بہتر ورنہ وہاں بھی قیام نہ کیجئے حسینؓ نے کہا بھائی! جزاک اللہ۔ واقعی آپ نے خوب پتے کی بات کہی۔ اور خیر خواہی کی چنانچہ حسینؓ اور ابن زبیر دونوں مکہ مکرمہ میں تشریف لے آئے بعد ازاں امیر مدینہ نے، ابن عمرؓ سے کہا آپ یزید کی بیعت کیجئے تو اس نے عرض کیا جب پبلک بیعت کر لے گی تو میں بھی کر لوں گا۔ کسی نے کہا آپ کا ارادہ ہے کہ پبلک میں اختلاف و انتشار پیدا ہو جائے وہ جنگ و جدال میں موت کی گھاٹ اتر جائیں پھر باقیماندہ آپ کی بیعت کر لیں۔

ابن عمر نے کہا واللہ میرا یہ ارادہ نہیں ہاں جب سب لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ بقول مورخ واقدی، مدینہ منورہ میں ابن عمر اس وقت موجود نہ تھے وہ اور ابن عباس دونوں مکہ میں تھے وہاں سے مدینہ منورہ

واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں حسین اور ابن زبیر سے ملاقات ہوئی ان سے مدینہ منورہ کے حالات دریافت کیئے تو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ وفات پا چکے ہیں اور یزید کی بیعت ہو چکی ہے پھر ابن عمر نے کہا (اتقیا اللہ ولا تفرقا بین جماعۃ المسلمین) خدا سے ڈرو اور مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالو۔

ابن عمر اور ابن عباس مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے (فلما جائت البیعۃ من الامصار) جب تمام علاقے میں بیعت ہو چکی تو ابن عمر نے بھی بیعت کر لی۔ ادھر مکہ میں حسین اور ابن زبیر نے امیر مکہ کے خوف سے کہا ہم بیت اللہ میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کی خاطر حاضر ہوئے ہیں۔ انا جئنا عواذا بھذا البیت۔

رمضان ۶۰ھ میں یزید نے امیر مدینہ ولید بن عتبہ کو کوتاہی اور غفلت کی بنا پر معزول کر دیا اور مدینہ بھی امیر مکہ کے ماتحت اور زیر فرمان کر دیا وہ خود پسند اور متکبر قسم کا آدمی تھا اس نے عمرو بن زبیر کو ابن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیئے تعینات کر دیا جو اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کا بدترین مخالف تھا اور خود یہاں سے مکہ مکرمہ کمک اور امدادی فوج بھیجنے لگا تو ابو شریح خزاعی ۶۸ھ نے کہا جناب امیر! اجازت ہو تو میں ایک حدیث آپ کے گوش گزار کروں جو آنحضورؐ نے فتح مکہ کے دوسرے دن بیان فرمائی تھی وہ میں نے خود سنی ہے اور مجھے خوب یاد ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: مکہ مکرمہ حرم ہے اس کو لوگوں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے یہاں مجھ سے قبل کسی کو قتل و قتال حلال نہ تھا اور نہ میرے بعد ہی کسی کو روا ہوگا اور مجھے بھی محض ایک ساعت کے لیئے اجازت ملی پھر اس حرم کے احترام و اہتمام کے سابقہ احکامات نافذ ہو گئے، سنو! یہاں حاضر اور موجود شخص غیر حاضر اور غائب کو بتا دے۔ ابو شریح سے کسی نے پوچھا اس نے کیا جواب دیا آپ نے بتایا وہ کہنے لگا جناب! ہم آپ سے زیادہ جانتے ہیں۔ سنیئے! حرم کسی فتنہ انگیز

نافرمان اور قاتل کو پناہ نہیں دیتا۔ واقدی کے مطابق امیر حرمین نے عمرو بن زبیر کو پولیس اور شرطہ کا سربراہ مقرر کر دیا (نیز بقول واقدی یہ تقرری یزید نے خود کی) چنانچہ اس نے ابن زبیر کے حواریوں اور بہی خواہوں کی خوب پٹائی کی - منذر بن زبیر ۲ محمد بن منذر ۳ عبدالرحمان بن اسود بن عبدیغوث ۴ عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام ۵ خبیب بن عبداللہ بن زبیر ۶ محمد بن عمار بن یاسر وغیرہ پر چالیس سے پچاس ساٹھ تک کوڑے برسائے۔ عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی اور عبدالرحمان بن عمرو بن سہیل وغیرہ چند افراد فرار ہو گئے۔ بعد ازاں یزید نے عمرو بن سعید بن عاص امیر حرمین کو ایک ضروری حکم ارسال فرمایا کہ اب ابن زبیر سے بیعت نہ لی جائے اس کے گلے میں چاندی یا سونے کا طوق "جامعہ" لباس کے نیچے پہنا کر میرے سامنے پیش کیا جاوے۔ حرم میں ابن زبیر نے حارث بن خالد مخزومی سے ۔۔ کو نماز کی امامت سے روک دیا تھا بنا بریں امیر حرمین نے مکہ مکرمہ پر فوج کشی کا مصمم ارادہ کیا اور اس نے عمرو بن زبیر سے مشورہ کیا کہ ابن زبیر سے محاذ آرائی کے لیئے کس کو بھیجا جائے تو اس نے کہا اس کے مقابلے میں میرے بغیر کوئی بھی مؤثر نہیں ہو سکے گا۔ چنانچہ سات سو افراد پر مشتمل فوجی دستہ اس کی کمان میں روانہ کر دیا جس کے ہراول دستہ اور مقدمہ میں انیس بن عمرو اسلمی تھا جو مدینہ میں جرف کے مقام پر فروکش تھا۔

مروان نے امیر حرمین کو مشورہ دیا کہ آپ مکہ میں جنگ نہ کریں ابن زبیر کو اس کے حال پر چھوڑ دیں وہ عنقریب قتل نہ ہوا تو اپنی موت مر جائے گا۔

عمرو بن زبیر نے طیش میں آکر کہا۔ واللہ ہم اس سے کعبہ کے اندر بھی نبرد آزما ہوں گے خواہ کسی کو ناگوار گذرے تو مروان نے کہا واللہ یہ تو ایک حسرت انگیز خبر ہے، انیس اسلمی سات سو فوجی دستہ سے کر روانہ ہوا اور ذی طوی میں فروکش ہوا۔ عمرو بن زبیر ۱۲ سو جوانوں کا لشکر لے کر ابطح یا صفا کے پاس اپنے محل میں مقیم ہوا۔

عمرو بن زبیر بیت اللہ میں امامت کے فرائض سرانجام دیتا تھا اور ابن زبیر ان کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تھے۔ عمرو بن زبیر نے ابن زبیر کو پیغام بھیجا کہ آپ خلیفہ کی قسم کو پورا کیجئے آپ سیم وزر کا طوق گلے میں پہن کر اس کی خدمت میں حاضر ہو جائیے لوگوں میں فتنہ و فساد نہ برپا کیجئے خدا سے ڈریئے آپ حرم میں مقیم ہیں اس کا احترام کیجئے۔

ابن زبیر نے پیغام بھیجا کہ بیت اللہ میں ملاقات ہوگی تشریف لائیے۔ ادھر ابن زبیر نے عبداللہ بن صفوان بن امیہ کے زیر کمان انیس اسلمی کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لئے ایک لشکر روانہ کر دیا جس نے انیس اسلمی کو بری طرح شکست دی یہ سن کر عمرو بن زبیر کا لشکر بھی فرار ہو گیا اور وہ بھاگ کر دار ابن علقمہ میں جا گھسا اور عبیدہ بن زبیر نے اس کو پناہ دی۔ پناہ دینے پر ابن زبیر نے عبیدہ کو سخت ڈانٹ پلائی تو ایسے مجرم کو پناہ دیتا ہے جس کے ذمہ لوگوں کے حقوق ہیں۔ پھر جن افراد پر عمرو بن زبیر نے کوڑے برسائے تھے ماسوائے منذر اور ان کے بیٹے محمد کے سب نے بدلہ اور قصاص لیا پھر ان کو عارم کے ہمراہ جیل میں بند کر دیا پھر یہ جیل سجن عارم کے نام سے معروف ہو گئی۔ اور بقول بعض وہ کوڑوں اور مار سے فوت گیا۔ واللہ اعلم۔

حضرت حسین

حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب بن ہاشم، کنیت ابو عبداللہ شہید کربلا۔ فاطمۃ زہراؓ بنت رسولؐ کے فرزند ارجمند اور گل سرسبد ہیں۔ حسن ابن ۳ھ میں پیدا ہوئے کے بعد ۵ شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے اور بقول قتادہ سنہ ہجری چھٹے سال کے ۵½ ماہ بعد متولد ہوئے بروز جمعہ دس محرم ۶۱ھ میں جام شہادت نوش فرمایا اس وقت ان کی عمر ۵۴ سال ½۶ ماہ تھی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضورؐ نے حسین کو گھٹی دی اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دھن ڈالا دعا دی اور حسین نام رکھا قبل ازیں حضرت علیؓ ان کا نام حرب یا جعفر تجویز کر چکے تھے بقول بعض ساتویں روز نام

رکھا اور عقیقہ کیا۔ حضرت علی سے منقول ہے کہ حسن آنحضورؐ کے از سینہ تا سر مشابہ تھے۔ اور حسین باقی جسد اطہر کے۔ زبیر بن بکار محمد بن ضحاک حزامی سے بیان کرتے ہیں کہ حسن رضؓ کا چہرہ آنحضورؐ کے رخ انور کی کاپی تھا اور حسین کا جسم آنحضور کے جسد معطر کے موافق تھا۔

محمد بن سیرین اور حفصہ بنت سیرین انس رضؓ سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضؓ کا سر مبارک جب ابن زیاد کے پاس لایا گیا، میں بھی وہاں موجود تھا وہ آپ کے ناک مبارک پہ چھڑی لگا کر کہنے لگا میں نے اس جیسا خوبرو نہیں دیکھا میں نے کہا رسول اللہؐ کے ساتھ یہ سب سے مشابہ تھے۔

سفیان کہتے ہیں میں نے ابن زیاد سے پوچھا تم نے حسین رضؓ دیکھا ہے اس نے کہا جی ہاں! ان کے سر اور داڑھی کے بال سیاہ تھے ماسوائے داڑھی کے چند بالوں کے۔ یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے سیاہ خضاب لگایا تھا اور ان چند بالوں پہ رسول اللہؐ کی مشابہت کی خاطر خضاب نہ لگایا ہو یا صرف یہی چند بال ہی سفید ہوئے ہوں۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عطا کا قول ہے کہ وہ وسمہ لگایا کرتے تھے قریبًا ۶۰ سال عمر تھی سر اور داڑھی کے بال خوب سیاہ تھے۔

یہ حدیث جو دو ضعیف سند مروی ہے کہ فاطمہؓ نے رسول اللہؐ سے مرض موت میں التجا کی تھی کہ حسن اور حسین کو عطیہ فرما دیں تو آپ نے فرمایا میری ہیبت و شرافت اور بزرگی حسن کا نصیب ہے اور میری جرأت و جسارت اور سخاوت حسین کا حصہ ہے یہ حدیث درست نہیں اور نہ ہی کسی معتبر کتاب میں مروی ہے۔

حضرت حسینؓ نے آنحضورؐ کی حیات طیبہ کا قریبًا پانچ سال کا عرصہ پایا اور آپ سے احادیث روایت کیں اور آپ کو آنحضور کی رؤیت کا شرف حاصل ہے قالہ مسلم بن حجاج۔ صالح بن احمد نے اپنے والد امام احمد سے حسن کے بارے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ تابعی تھے یہ عجیب قول ہے پھر حسینؓ تو بطریق اولیٰ تابعی ہونگے الغرض حضرت حسین رضؓ نے عہد رسالت پایا گو آپ کم سن تھے۔ اور آنحضورؐ

آپ ان سے دم حال تک خوش اور راضی رہے۔ خلفائے ثلاثہ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ جنگ جمل اور صفین وغیرہ میں آپ اپنے والد ماجد حضرت علی کے ساتھ رہے اطاعت شعار فرزند تھے۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد خلافت کا بوجھ حسنؓ کے کندھوں پر آپڑا تو انہوں نے معاویہ سے مصالحت کا ارادہ کیا تو یہ ان کو شاق گزرا اور اس رائے کو درست اور صحیح نہ سمجھا بلکہ معاویہ سے برسرپیکار رہنے پر آمادہ کیا تو حسنؓ نے کہا۔ واللہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کو ایک کمرے میں بند کر کے مقفل کردوں صلح سے فراغت کے بعد کمرہ کھول دوں پھر حسینؓ ان کا اس قدر پختہ عزم دیکھ کر خاموش ہو گئے۔ صلح کے بعد حسینؓ اپنے برادر حسنؓ کے ہمراہ امیر معاویہؓ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے وہ ان کی نہایت درجہ عزت و احترام کرتے تھے اور آپ کو خوش آمدید کہتے اور بہت مال و دولت عطا فرماتے چنانچہ صرف ایک روز میں ہی دو لاکھ کا عطیہ عطا فرمایا اور عرض کیا ابن ہند کا عطیہ قبول فرمایئے۔ واللہ قبل ازیں آپ کو اس قدر تحفہ ملا ہے نہ ملے گا۔ حسینؓ نے کہا واللہ آپ بھی بعد ازیں ہم سے کسی اعلیٰ شخص کو نہ دے سکیں گے۔

حسن کی وفات کے بعد بھی حضرت حسینؓ ہر سال برابر معاویہ کے پاس جاتے رہے وہ نہایت تعظیم و تکریم سے آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرتا اور غزوہ قسطنطنیہ ۵۱ھ میں یزید کے ہمراہ آپ بھی لشکر میں شامل تھے۔

امیر معاویہ نے جب یزید کو اپنی زندگی میں ولی عہد مقرر کر دیا تو حسینؓ ابن زبیر۔ ابن عمر۔ ابن عباس اور عبدالرحمان بن ابی بکر ۵۶ھ نے بیعت سے انکار کر دیا۔ جب امیر معاویہ ۶۰ھ میں فوت ہوئے اور یزید مسند خلافت پر متمکن ہوا تو ابن عمر اور ابن عباس نے بیعت کر لی۔ حسین اور ابن زبیر مدینہ منورہ کی سکونت ترک کر کے مکہ مکرمہ میں منتقل ہو گئے اور یزید کی مخالفت کا مصمم ارادہ کر لیا۔ حسینؓ پبلک میں بہت مقبول اور ہر دلعزیز شخصیت تھے عوام اور خواص کا مرجع تھے۔

حضرت حسینؓ کی موجودگی میں ابن زبیر در خور اعتنا اور وقیع نہ تھے۔ گاہے گاہے آپ کی ملاقات کے لئے آتے مگر حضرت حسینؓ کی قدر و منزلت کے پیش نظر ضمیر کی بات زبان پر نہ لا سکتے تھے۔ اکثر و بیشتر وقت بیت اللہ کے پاس عبادت و ریاضت میں ہی بسر کرتے کیونکہ اس وقت روئے زمین پر حضرت حسینؓ کا کوئی مثیل اور ہمسر نہ تھا لیکن موجودہ حکومت کو آپ سے سخت پرخاش اور عداوت تھی۔ حضرت حسینؓ کو عراق کے علاقہ سے بکثرت خطوط و مکتوب موصول ہوئے جن میں ان کو وہاں تشریف لانے کی پیش کش تھی اور ان کے لیئے چشم براہ ہیں کہ یزید کی بجائے وہ ان سے بیعت کریں گے اور وہ امیر معاویہ کی وفات سے خوش و خرم ہیں۔ سب سے پہلے مورخہ ۱۰ رمضان ۶۰ھ کو حضرت حسینؓ کی خدمت میں عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن دال حاضر ہوئے اور ایک مکتوب پیش کیا جس میں امیر معاویہ کی موت کا مژدہ تھا۔

ازیں بعد قیس بن مسہر صدائی ۲ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الکوا الارحبی ۳ اور عمارہ بن عبداللہ سلولی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے پاس حضرت حسینؓ کے نام قریباً ۱۵۰ خطوط تھے۔ پھر کوفیوں نے ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو ایک مکتوب دے کر روانہ کیا جس میں ان کو کوفہ میں بعجلت تمام آنے کی تاکید تھی پھر شبث بن ربعی ۲ حجار بن ابجر ۳ یزید بن حارث بن رویم ۴ عمرو بن حجاج زبیدی ۵ اور محمد بن یحیٰی تیمی نے یہ مکتوب تحریر کیا۔

اما بعد۔ فقد اخضرت الجنان و اینعت الثمار و طمت الجمام فاذا شئت فاقدم علی جند لک مجندۃ والسلام۔ حمد و ثنا کے بعد گزارش ہے کہ باغات سر سبز و شاداب ہیں پھل پختہ ہو چکے ہیں اور پیمانہ لبریز ہو چکا ہے جب چاہو ایک مضبوط اور مستعد لشکر کے پاس تشریف لے آؤ۔ والسلام۔

یہ سب قاصد بمع خطوط آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ موجودہ حکومت پر تنقید کرتے تھے اور آپ کو ہر وقت کوفے چلنے پر آمادہ کرتے تھے کہ یزید کی

بجائے آپ کی بیعت کریں ہنوز انہوں نے کسی کی بیعت نہیں کی وہ صرف آپ کے لیئے سراپا انتظار اور چشم براہ ہیں۔

دریں اثنا آپ نے حقیقت حال کے انکشاف اور جائزہ لینے کے لیئے مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا حالات سازگار اور ماحول موافق ہو تو وہ پیغام کے بعد اہل وعیال کو ہمراہ لے کر وہاں چلے آئیں گے۔ اور لوگوں پر فتح یاب ہوں گے نیز آپ نے ایک مکتوب بھی اہل کوفہ کے نام ان کے ہمراہ کر دیا۔

مسلم مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچے تو وہاں سے دو راہ آموز اور رہبر ساتھ لیئے وہ بیابان میں غیر معروف اور متروک راستہ پر چل پڑے ان میں سے ایک غبیت کے علاقہ میں مضیق کے مقام پہ پیاس کی شدت سے ہلاک ہوگیا مسلم نے اس سانحہ سے بدشگون لیا معمولی وقفہ کے بعد دوسرا راہ آموز بھی چل بسا ان حالات سے دل گرفتہ ہو کر حضرت حسین سے بذریعہ مکتوب مشورہ طلب کیا حضرت حسینؓ نے ان کو کوفہ جانے کی مزید تاکید کی اور ان کا جائزہ لینے کے لیئے آمادہ کیا۔ جب آپ کوفہ میں پہنچ گئے تو مسلم بن عوسجہ اسدی یا۔ بروایت دیگر مختار ثقفی کے ہاں مہمان ٹھہرے واللہ اعلم۔

جب اہل کوفہ کو آپ کی آمد کا علم ہوا تو جوق در جوق آئے اور حسینؓ کی امارت پر اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور جان ومال سے تعاون کرنے کا یقین دلایا اور حلف اٹھایا چنانچہ ۱۸ ہزار افراد نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی ان حوصلہ افزا حالات کے پیش نظر مسلم بن عقیل نے آپ کو یہاں تشریف لانے کے لیئے تحریر کیا کہ آپ کی بیعت ہو چکی ہے اور باقی امور طے پا چکے ہیں خط موصول ہونے پر حضرت حسینؓ نے مکہ سے کوفہ کی جانب رخت سفر باندھ لیا جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔

نعمان بن بشیر امیر کوفہ کو بھی رفتہ رفتہ معلوم ہوگیا اور کسی نے اس کو اطلاع کر دی تو اس نے چشم پوشی کی' بات کو نظر انداز کر دیا اور قابل توجہ نہ سمجھا۔

مگر عوام کو خطاب کیا اختلاف اور فتنہ فساد سے منع کیا اتفاق و اتحاد کی تاکید کی نیز فرمایا جو مجھ سے جنگ و جدال نہیں کرے گا میں بھی اس سے اعراض کروں گا جو مجھ پر حملہ آور ہو گا میں بھی اسے معاف نہیں کروں گا۔ سنو! محض شک و شبہ اور بدگمانی کی بنا پر گرفت نہیں کروں گا واضح رہے! مجھے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی قسم اگر تم نے امام کی بیعت فسخ کر دی اور اس سے برگشتہ ہو گئے اور غیر کی بیعت کر لی تو جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا دستہ قائم رہا میں تم سے برسرپیکار رہوں گا۔ تو عبداللہ بن مسلم بن شعبہ اسدی نے عرض کیا جناب امیر! آپ کا یہ رویہ نہایت بزدلانہ اور کمزور ہے تشدد اور سختی کے بغیر یہ معاملہ نہ سلجھے گا۔ نعمان نے کہا مجھے اللہ کی رضا و خوشنودی اور طاعت میں نرم پالیسی اختیار کرنا بہتر ہے بہ نسبت اس کی معصیت و نافرمانی میں سخت گیری اور ظلم و تشدد سے۔ اس خطاب اور کوفہ کے سیاسی حال سے اس کے علاوہ عمارہ بن عقبہ اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی حکومت کو اطلاع بہم پہنچائی۔ تو یزید نے نعمان کو معزول کر کے امیر بصرہ عبیداللہ بن زیاد کو امیر کوفہ بھی نامزد کر دیا یزید نے اپنے غلام سرجون سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تو اس نے عرض کیا جناب! امیر معاویہ حیات ہوتے تو آپ ان کا مشورہ قبول کر لیتے؟ یزید نے کہا ضرور، تو اس نے گزارش کی کہ کوفہ کی امارت و نیابت کے لیے صرف ابن زیاد ہی بہتر اور مناسب ہے۔ ابن زیاد کو یزید پسند نہیں رکھتے تھے اسے بصرہ سے بھی معزول کرنا چاہتے تھے ناچار بصرہ کے علاوہ کوفہ کی بھی نیابت سونپنی پڑی اور مسلم بن عمرو باہلی کو ابن زیاد کی طرف یہ دستی مراسلہ دے کر روانہ کیا۔

اذا قدمت الكوفة فاطلب مسلم بن عقيل فان قدرت عليه فاقتله او انفه

کہ کوفہ میں پہنچ کر مسلم کو تلاش کر کے قتل کر دیا جلا وطن کر دو۔ ابن زیاد بصرہ سے رفقا کے ہمراہ روانہ ہوا اور سیاہ رنگ کا ڈھاٹا باندھ کر کوفہ میں داخل ہوا اسے جو کوئی راہ میں ملتا سلام کہتا، وہ حسین سمجھ کر کہتا "وعلیکم السلام" "مرحبا اے نواسہ رسول" ان کو مسلم بن عمر نے کہا۔ پیچھے ہٹو! یہ امیر کوفہ ابن زیاد ہیں یہ معلوم کر کے وہ سخت حیران و بد ایشان اور رنجیدہ خاطر ہوئے۔

ابن زیاد قصر امارت میں قیام پذیر ہو گیا اور اپنے غلام ابودرہم یا معقل کو ابن عقیل کی جاسوسی کے لیئے تیس ہزار درہم کی خطیر رقم دے کر حمص سے قاصد کے روپ میں روانہ کر دیا وہ مسلسل مسلم بن عقیل کے "بیعت خانہ" کی جستجو میں رہا تا آنکہ وہ کامیاب اور بامراد ہو گیا اور ہانی بن عروہ مرادی کے مکان میں پہنچ گیا جہاں اس نے مسلم بن عقیل سے بیعت کی اور وہاں چند روز قیام کے بعد ان کے جملہ امور سے آگاہ ہو گیا اور یہ تین ہزار کا نذرانہ مسلم بن عقیل کے حکم سے ابو ثمامہ عامری کے حوالے کر دیا جو ان کا خزانچی تھا اور حربی ضروریات کے لیئے سازو سامان فراہم کیا کرتا تھا اور مشہور و معروف شہسوار تھا۔ اس جاسوس غلام نے ابن زیاد کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ مرادی کے مکان سے منتقل ہو کر شریک بن اعور کے محل میں رہائش پذیر ہو گئے جو کوفہ کا ایک امیر ترین شخص اور رئیس تھا وہ مریض اور علیل تھا۔ ابن زیاد نے اس کی مزاج پرسی اور عیادت کے لیئے آنے کا پیغام بھیجا تھا ایک سازش کے تحت اس نے مسلم کو یہاں ٹھہرایا اور اسے کہا آپ خیمے میں ٹھہر یئے جب ابن زیاد بیٹھ جائے میں پانی طلب کروں گا اور یہ آپ کو اشارہ ہو گا فوراً باہر نکل کر قتل کر ڈالیئے۔

عبید اللہ شریک کے بستر پہ بیٹھ گیا اور اس کے سامنے اس کا غلام "مہران" دست بستہ کھڑا تھا وہاں ہانی بھی موجود تھا تھوڑی دیر ابن زیاد بات چیت میں معروف رہا تو شریک نے پانی مانگا مگر مسلم نے بزدلی کا مظاہرہ کیا لڑکی خیمہ میں پانی لے کر آئی تو مسلم کو دیکھ کر شرما گئی اور واپس چلی گئی اس نے بار بار سہ مرتبہ پانی مانگا بالآخر کہا مجھے پانی پلا دو خواہ میری جان چلی جائے موت واقع ہو جائے مہران اس سازش کو بھانپ گیا اس نے ابن زیاد کو جھنجھوڑ دیا اور وہ فوراً اٹھ کر محل سے باہر چلے گئے۔ شریک نے کہا۔ جناب! میں آپ کو ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا پھر کبھی آؤں گا۔ چنانچہ مہران اسے سواری پہ فوراً قصر امارت میں لے گیا اور کہنے لگا ان کا ارادہ آپ کو قتل کرنے کا تھا اس نے کہا افسوس!

ہیں تو ان سے اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرتا تھا پھر شریک نے مسلم سے کہا اس کے قتل سے آپ کو کیا مانع پیش آیا اس نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ "الایمان قید الفتک لا یفتک مومن" ایمان غفلت میں مار ڈالنے کے متضاد اور منافی ہے مومن غفلت میں کسی کو قتل نہیں کرتا۔ دیگر آپ کے گھر میں، میں نے اس کا قتل پسند نہیں کیا۔ شریک نے کہا آپ اس کو قتل کر دیتے تو قصر امارت میں مسند سنبھال لیتے وہاں آپ سے مزاحمت کرنے والا کوئی فرد نہ تھا اور بصرہ بھی آپ کے تابع ہو جاتا۔ اگر آپ اس کو قتل کر دیتے تو واقعی ایک فاسق و فاجر اور ظالم انسان کا قلع قمع کر دیتے پھر تین دن کے بعد شریک بن اعور فوت ہو گیا۔

ابن زیاد ٹھاٹھ باندھے قصر امارت کے پاس پہنچا تو امیر کوفہ نعمان نے سمجھا کہ حسین آ گئے وہ قصر امارت مقفل کر کے کہنے لگا یہ میں آپ کے حوالے نہیں کروں گا اس نے کہا کھولیئے تو اس نے حسین سمجھ کر دروازہ کھول دیا جب اس نے غور سے دیکھا کہ یہ تو عبید اللہ ہے تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ سخت پریشان و حیران ہوا۔ ابن زیاد نے قصر امارت میں داخل ہوتے ہی ہنگامی اجلاس کا اعلان کروا دیا (الصلوٰۃ جامعۃ) لوگ جمع ہو گئے تو اس نے حمد و ثنا کے بعد کہا امیر المومنین یزید نے مجھے آپ کے امور حدود و مال غنیمت اور کوفے کا امیر مقرر کر دیا ہے مجھے مظلوم سے انصاف کرنے اور محروم کو عطا کرنے نیز تابع اور مطیع کے ساتھ حسن سلوک کرنے، عاصی اور نافرمان سے سخت برتاؤ کرنے کا حکم ہوا ہے میں اس کے احکام کا نفاذ کروں گا۔ اور اس کے ارشادات بجا لاؤں گا۔ پھر اس نے ممبر سے اتر کر عرفاء اور حکومت کے نمائندوں کو حکم دیا کہ ہر کوئی عریف اپنے محلے کے مشکوک افراد، اختلاف پرور اشخاص کی فہرست مجھے مہیا کرے جس نے مکمل فہرست تیار نہ کی اس کا نام سرکاری نمائندگی سے خارج کر دیا جائے گا۔ مزید برآں قتل کر دیا جائے یا جلا وطن کر دیا جائے گا۔

ہانی ایک امیر کبیر اور رئیس شخص تھا وہ بیماری کا بہانہ بنا کر اس نمائندہ اجتماع میں شامل نہ ہوا تو ابن زیاد نے پوچھا کیا وجہ ہے جناب ہانی تشریف نہیں لائے حاضرین نے کہا وہ علیل اور مریض ہے تو ابن زیاد نے کہا مجھے معلوم ہوا کہ وہ اپنے محل کے پھاٹک پر بیٹھا رہتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شریک اعور کی عیادت سے قبل ابن زیاد نے ہانی کی بھی مزاج پرسی کی تھی۔ اور اس نے اپنے گھر میں مسلم کو اس پر حملہ کرنے سے روک دیا تھا۔ پھر بعض عریف اس کو سمجھا بجھا کر ابن زیاد کے پاس لے آئے تو اس نے قاضی شریح کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

ارید حیاته ویرید قتلی عذیرك من خلیلك من مراد

یں تو اس کی زندگی کا خواہاں ہوں اور وہ میرے قتل کے در پے ہے ہانی نے داخل ہوتے ہی سلام کہا تو ابن زیاد نے کہا جناب! ابن عقیل کہاں ہے؟ اس نے کہا حضور! مجھے معلوم نہیں معاً وہی غلام آگیا جس نے حمص کے قاصد کا روپ دھارا تھا اور ہانی کے گھر میں ابن عقیل کی موجودگی میں بیعت کی تھی اور تین ہزار کا نذرانہ پیش کیا تھا ہانی اسے دیکھ کر سخت حیران و پریشان ہوا ابن زیاد نے کہا کیا آپ اسے جانتے ہیں تو اس نے کہا جی ہاں جانتا ہوں۔ لیکن بخدا میں نے اسے اپنے گھر بلایا نہیں وہ خود بخود آیا۔ اور میرے پاس ٹھہر گیا تو ابن زیاد نے کہا اب اسے حاضر کر دو تو اس نے کہا آپ حاضر کرنے کا کہتے ہیں واللہ وہ اگر میرے پاؤں تلے بھی ہوتا تو میں اس سے پاؤں نہ سرکاتا۔ ابن زیاد نے اسے قریب کرنے کا حکم دیا تو اس کے چہرے پہ برچھی ماری ابرو اور ناک زخمی کر دیا۔ دریں اثنا ایک سپاہی سے ہانی تلوار چھین کر سونتنے لگا تو حاضرین اٹھ کے آ گئے پھر ابن زیاد نے کہا، تمہارا قتل مجھے حلال ہے کہ تم خارجی ہو پھر اسے ایک کمرہ میں بند کر دیا گیا ہانی کی قوم کو یہ معلوم ہوا تو وہ عمرو بن حجاج

کی قیادت میں قصر امارت کے پاس جمع ہو گئے ابن زیاد نے شور و غوغا سن کر قاضی شریح سے کہا انہیں بتا دیجئے کہ امیر نے اس کو محض ابن عقیل کے بارے پوچھ گچھ کے لیئے روکا ہے۔ چنانچہ قاضی شریح نے کہا:۔ وہ زندہ ہیں معمولی چوٹ آئی ہے تم یہاں سے چلے جاؤ اپنی اور اپنے رئیس کی جان خطرے میں نہ ڈالو یہ سن کر وہ سب واپس چلے گئے۔

ابن عقیل نے یہ ماجرا سنا تو اپنے حربی شعار "یامنصور امت" کا نعرہ لگاتا ہوا میدان میں آ گیا یکایک چار ہزار کا جم غفیر اس کے گرد جمع ہو گیا مختار ثقفی کے پاس سبز رنگ کا علم تھا عبداللہ بن نوفل بن حارث کے پاس سرخ علم تھا ان کو میمنہ اور میسرہ پر متعین کیا اور خود قلب میں اس ہجوم سے جو قصر امارت کی طرف بڑھ رہا تھا ہانی کے متعلق خطاب فرما رہے تھے اختلاف و افتراق اور انتشار سے باز رہنے کی تلقین فرما رہے تھے۔

ابن زیاد نے تماشائیوں کا یہ شور و غوغا سن کر کہ ابن عقیل آیا فوراً دروازہ مقفل کروا دیا۔ مسلم نے قصر امارت کی طرف پیش قدمی کر کے اس کا محاصرہ کر لیا تو قوم کے روسا اور زعما نے جو قصر امارت میں عبیداللہ کے ہمراہ تھے ہجوم کو فرار اور انحراف پر برانگیختہ کیا اور اپنے زیر اثر افراد کو ڈانٹا ڈپٹا مزید برآں ابن زیاد نے قصر امارت سے بعض زعماء کو نکال کر گلی کوچوں میں گشت کرنے کے لیئے کہا چنانچہ ایک خاتون آتی اور اپنے بھائی اور بیٹے سے کہتی واپس گھر چلو یہ لوگ کافی ہیں۔ ادجع الی البیت والناس یکفونک مرد آتا وہ اپنے بھائی اور بیٹے کو کہتا کل شامی فوج آ گئی تو کیا بنے گا؟ چنانچہ ہجوم ادھر اُدھر بکھرنے لگا حتیٰ کہ صرف تین سو افراد باقی رہ گئے پھر مغرب کی نماز صرف تیس افراد نے آپ کے ساتھ ادا کی پھر بعد اذاں آپ باب کندہ میں سے دس افراد کے جلو میں نکلے وہ بھی تتر بتر ہو گئے نہ کوئی رفیق رہا نہ کوئی انیس اور راہ آموز تا اندھیرا ہو گیا اور تاریکی چھا گئی نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن جدھر کو آیا چل دیئے راستے میں

ایک کواٹر پر دستک دی تو گھر سے مسماۃ طوعہ برآمد ہوئی جو اشعث بن قیس (ابوبکر صدیقؓ کے بہنوئی متوفی سنہ ۴۰ھ کی ام ولد تھی اس کا ایک بیٹا بلال بن اسید تھا وہ مسلم بن عقیل کی فوج میں شامل تھا وہ اس کی منتظر تھی مسلم نے اسے کہا پانی پلا دیجئے وہ پانی پیش کر کے چلی گئی پھر واپس آکر پوچھا ابھی تم نے پیا نہیں اس نے کہا پی لیا ہے تو خاتون نے کہا خدا خیر کرے اپنے گھر چلے جائیے یہاں دروازے پر بیٹھنا مناسب نہیں معلوم ہوتا اس نے کھڑے ہو کر کہا یا امۃ اللہ اے اللہ کی بندی اس شہر میں نہ کوئی میرا ٹھکانہ ہے نہ خاندان، کیا آپ مجھ سے نیکی اور بھلائی کر سکتی ہیں ہم انشاء اللہ اس احسان کا نیک بدلہ دیں گے اس نے کہا وہ نیکی کیا؟ تو آپ نے تعارف کرایا کہ میں مسلم بن عقیل ہوں کوفیوں نے مجھ سے دھوکہ اور فریب کیا ہے تو اس نے کہا آپ ہی مسلم ہیں آپ نے کہا جی ہاں: پھر خاتون نے کہا اندر آجائیے۔ چنانچہ اس نے ایک علیحدہ کمرے میں بستر لگا دیا اور کھانا پیش کیا مگر آپ نے تناول نہیں فرمایا بعد ازیں فوراً ہی اس کا بیٹا بلال آگیا اس نے دیکھا کہ وہ کمرے میں بار بار آتی جاتی ہے پوچھا کیا بات ہے کہا بیٹا کچھ نہیں اس نے اصرار کیا تو والدہ نے اس سے یہ عہد لے کر کہ کسی کو بتانا نہیں مسلم کا سارا قصہ سنا دیا چنانچہ وہ صبح تک خاموش لیٹا رہا۔ ازیں بعد ابن زیاد رؤساء اور زعماء کے جلو میں قصر امارت سے اتر کر جامع مسجد میں آیا اور عشاء کی نماز کے بعد خطاب کیا اور مسلم بن عقیل کی تلاش کا مطالبہ کیا کہ جس کے پاس وہ ہوا اور اس نے اطلاع فراہم نہ کی تو وہ واجب القتل ہے اور جو اسے پیش کرے گا وہ بقدر دیت انعام کا مستحق ہوگا پولیس کو اس امر پر تعینات کیا اور خوب چوکس رہنے کی تاکید کی۔

طوعہ کے بیٹے بلال نے علی الصبح عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث بن قیس کو بتلا دیا کہ ابن عقیل ان کے گھر موجود ہے عبدالرحمٰن نے اپنے باپ کو جو ابن زیاد کی مجلس میں تھا چپکے سے بتا دیا ابن زیاد نے کہا یہ کیا راز داری ہے اس نے ساری بات بتا دی تو ابن زیاد نے اس کے پہلو میں ہلکی سی چھڑی مار کر کہا فوراً لائیے ابن زیاد

نے محمد بن اشعث اور عبدالرحمان بن محمد کے ہمراہ عمر بن حریث پولیس کے سربراہ کو ستر اسی افراد کے ساتھ روانہ کر دیا جب گھر کا محاصرہ ہو گیا تو ابن عقیل کو پتہ چلا انہوں نے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور سہ مرتبہ ان کو گھر سے باہر دھکیل دیا دریں اثناء بکیر بن حمران نے آپ کے دونوں ہونٹ زخمی کر دیئے دور سے پتھر مارنے لگے اور آگ جلا کر اندر پھینکنے لگے بالآخر آپ مجبور ہو کر باہر نکل آئے اور تلوار سے مزاحمت کرنے لگے پھر عبدالرحمن بن محمد نے اس کو پناہ دی تو آپ نے ہاتھ کھڑے کر دیئے انہوں نے تلوار اور اسلحہ چھین لیا اور خچر پر سوار کر کے قصر امارت کی طرف چل پڑے وہ رونے لگے اور سمجھ گئے تھوڑی دیر کے مہمان ہیں زندگی سے مایوس ہو گئے اور انا للہ پڑھا تو کسی نے کہا حکومت کے طلبگار اور خلافت کے خواہاں اشخاص سنگین حالات میں رویا نہیں کرتے تو فرمایا واللہ مجھے اپنی جان کی پرواہ نہیں میں تو حسینؓ اور آل حسینؓ پر اشکبار رہوں وہ آج بالکل مکہ سے ادھر روانہ ہو چکے ہیں پھر آپ نے محمد بن اشعث ۶۰ھ سے کہا اگر آپ میری طرف سے حسینؓ کو مکہ واپس چلے جانے کا پیغام پہنچا سکتے ہیں تو خدارا پہنچا دیجئے چنانچہ محمد نے حسینؓ کو واپس چلے جانے کا پیغام دیا مگر آپ نے اسے سچا نہ سمجھا اور فرمایا کل ما حم الالہ واقع جو مقدر میں ہے وہ ہو کر رہے گا۔ جب مسلم بن عقیل زخم خوردہ خون آلود وہ بے کسی کی حالت میں پیاس سے نڈھال قصر امارت کے دروازے پر پہنچے تو وہاں متعدد صحابہ کرامؓ کے فرزند موجود تھے جن سے آپ کی جان پہچان تھی وہ سب ابن زیاد کی ملاقات کے منتظر تھے وہاں ٹھنڈے پانی کا مٹکا پڑا تھا مسلم نے پانی پینا چاہا تو ابن عمرو باھلی نے کہا واللہ جہنم کا کھولتا ہوا پانی پینے سے قبل تو یہ پانی نہ پی سکے گا تو ابن عقیل نے کہا افسوس! اے ابن باھلہ! دوزخ کا پانی پینے اور اس میں جانے کا تو مجھ سے زیادہ اہل ہے پھر تھکان اور پیاس کی شدت سے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔

عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط نے اپنے غلام کو بھیج کر ٹھنڈا پانی منگوایا اور پیالہ میں پیش کیا آپ پیتے ہیں مگر خون آلود پانی کو حلق میں اتار نہیں سکتے دو تین دفعہ نیچے گرایا بالآخر آپ نے پیا تو اگلے دونوں دانت پانی میں گر پڑے شکر ادا کیا یہ پانی دنیا میں میرا مقسوم باقی تھا پھر آپ کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے سلام نہیں کیا۔ دربان نے کہا آپ نے امیر کو سلام کیوں نہیں کیا۔ فرمایا بالکل نہیں اگر وہ میرے قتل کے درپے ہے تو مجھے سلام کہنے کی قطعاً ضرورت نہیں اگر اس کا ایسا ارادہ نہیں تو یار زندہ صحبت باقی بکثرت سلام ہوں گے۔

پھر ابن زیاد نے کہا ہاں، اے ابن عقیل! لوگوں میں اتحاد و اتفاق تھا آپ ان میں بغاوت اختلاف اور انتشار پیدا کرنے کی خاطر آئے قتل و قتال برپا کرنے کے لیے آئے۔

خطبہ مسلم فرمایا میں ان اغراض کے لیے نہیں آیا مگر اہل کوفہ کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ان کے نیک اور متقی افراد کو قتل کیا ہے اور ان کا ناحق خون بہایا ہے اور ان پر قیصر و کسریٰ کے ظالمانہ قوانین نافذ کیے ہیں ہم عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے آئے ہیں اور کتاب و سنت کی دعوت پیش کرنے کی خاطر حاضر ہوئے ہیں۔

مکالمہ ابن زیاد نے کہا فاسقا! تیرا اور شرعی قوانین کا کیا واسطہ، تو جب مدینہ میں شراب نوشی کرتا تھا تو ان پر کیوں نہیں عمل پیرا ہوتا تھا۔ ابن عقیل نے نجیبانہ انداز میں کہا میں شرابی ہوں! بخدا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ تو اس بات میں سچا نہیں اور تیری یہ بات بلا دلیل و دلالت ہے میں ایسا نہیں جیسا تم سمجھتے ہو شراب نوشی کا مجھ سے زیادہ وہ دلدادہ ہے جو مسلمانوں کا خون پیتا ہے ناحق قتل کرتا ہے محض ظن و گمان کی بنیاد پر ہلاک کر ڈالتا ہے ایسے اہم امور کو کھیل تماشا سمجھتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا، فاسقا! اللہ تعالیٰ نے تمہاری امیدوں پر پانی پھیر دیا اور وہ تمہاری آرزوؤں کے درمیان حائل ہو گیا اور تم کو حکومت

کا اہل نہیں سمجھا۔ ابن عقیل نے فرمایا ہم نہیں تو بتائیے اس کا کون اہل ہے۔ ابن زیاد نے کہا اس کا اہل امیر المومنین یزید ہے تو مسلم نے کہا اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ہے ہم اسے اپنے اور تمہارے درمیان حکم تسلیم کرتے ہیں تو ابن زیاد نے کہا گویا تمہارا گمان ہے کہ حکومت و خلافت میں تمہارا کچھ عمل دخل ہے تو ابن عقیل نے کہا جناب! وہم و گمان ہی نہیں بلکہ یقین ہے۔

ابن زیاد نے کہا خدا مجھے ہلاک کرے اگر میں تجھے عجب اور نرالے انداز سے قتل نہ کروں تو ابن عقیل نے کہا واقعی تو اسلام میں بدعت وجدت ایجاد کرنے کا اہل ہے تو یقینا مثلہ اور بری طرح قتل کرنے سے باز نہیں آئے گا۔ اور اپنے خبث باطن سے دست بردار نہ ہو گا جو تمہارا موروثی حق ہے۔

پھر ابن زیاد حسینؓ علیؓ اور ان سے سب وشتم کرنے لگا اور ابن عقیل بالکل چپ چاپ خاموش تھے۔ یہ واقعہ اور بیان ابن جریر نے ابو مخنف وغیرہ شیعہ راویوں سے نقل کیا ہے۔ ازیں بعد ابن زیاد نے کہا میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے کہا بالکل! اس نے تصدیق کی تو ابن عقیل نے کہا مجھے کسی کو وصیت کرنے کی اجازت دیں! ابن زیاد نے کہا بخوشی۔ دیکھ کر کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں کے بیٹے تھے۔ کہ ہماری آپس میں رشتہ داری ہے مجھے آپ سے ایک ضرورت ہے میں علیحدگی میں ایک راز گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ابن زیاد کی اجازت کے بغیر اس نے علیحدہ ہونے سے انکار کر دیا پھر اجازت کے بعد ابن زیاد کے قریب ہی علیحدگی میں ابن عقیل نے کہا میں کوفہ میں فلاں کا سات سو درہم کا مقروض ہوں وہ ادا کر دیجئے میری لاش کو دفن کر دینا میں نے حسینؓ کو لکھا تھا کہ پبلک آپ کے ساتھ متفق ہے۔ میرے خیال میں وہ روانہ ہو چکے ہوں گے آپ اسے اطلاع کر دیجئے کہ تشریف نہ لاویں۔ پھر عمر بن سعد نے یہ ساری وصیت ابن زیاد کو بتائی اور اس نے منظور کر لی حسینؓ اگر ہم سے تعرض نہیں کریں گے تو ہم بھی دست درازی نہیں کریں گے اگر وہ ہماری طرف آئے تو ہم گریز نہیں

شخص مراد حضرت حسینؓ ابن سعد

کمریں گے۔ پھر ابن عقیل کو بحکم ابن زیاد قصر امارت کی سطح پہ لے گئے وہ تکبیر و تقلیل تسبیح و استغفار اور درود پڑھتے جا رہے تھے اور یہ دعا کی "الٰہی، ہمارے اور اس قوم کے درمیان جس نے ہمیں جھانسا دیا فیصلہ فرما پھر بکیر بن حمران نے آپ کا سر تن سے جدا کر کے قصر سے نیچے پھینک دیا۔ پھر سوق الغنم" میں ہانیؒ کو تہ تیغ کر کے کوفہ میں بمقام کناسہ لٹکا دیا گیا۔ ابن زیاد نے ان کے علاوہ چند اور اشخاص کو قتل کیا اور خصوصاً ان دونوں کے سر یزید کے پاس روانہ کر دیئے اور ایک خط میں پوری صورت حال بھی تحریر کر دی، کسی شاعر نے یہ سانحہ منظوم کیا ہے۔

فان کنت لا تدرین ما الموت فانظری	اگر تو موت کے منظر سے ناآشنا ہے تو
الی ھانیٔ فی السوق وابن عقیل	بحر منڈی میں ہانی کی لاش دیکھ اور ابن عقیل کی
اصابہما امر الامام فاصبحا	وہ امام کے حکم سے قتل ہو چکے ہیں
احادیث من یغشی بکل سبیل	ان کا قصہ ہر رہرو اور مسافر کی زبان پر ہے
الی بطل قد ھشم السیف وجھہ	ایک رعنا نوجوان کے چہرے کو تلوار نے زخمی کر دیا ہے
واخر یہوی فی طمار قتیل	اور دوسرے کی لاش بوسیدہ لباس میں لپٹی پڑی ہے
فان انتم لم تثأروا باخیکم	اگر تم اپنے بھائی کا قصاص اور بدلہ نہ لے سکو تو
فکونوا بغیا ارضیت بقلیل	تم فاحشہ اور بدکار عورت کی طرح ہو گے جو معمولی مال پر خوش ہو گئی ہو

بصرہ سے روانگی بصرہ سے روانہ ہونے سے قبل ایک روز ابن زیاد نے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں اختلاف و انتشار سے ڈرایا اور اتفاق و اتحاد اور ملی یکجہتی کی تلقین کی۔ اس خطاب کی ضرورت اس وجہ سے لاحق ہوئی کہ ہشام کلبی اور ابو مخنف صقعب بن زہیر کے واسطہ سے ابو عثمان نہدی سے بیان کرتے ہیں کہ حسینؓ نے بصرہ کے سربرآوردہ افراد کے نام ایک مکتوب اپنے غلام سلمان کے ہاتھ روانہ کیا۔ اما بعد۔ کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کو تمام کائنات سے منتخب فرمایا اور اس کو نبوت و رسالت سے سرفراز کیا اس مقدس فریضہ

کی ادائیگی کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے ہم اس کی آل اولاد ہیں اور اس کے وارث ہیں اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہم اس کے حقدار ہیں بلا استحقاق ہماری قوم اس منصب پر متمکن ہوئی ہم نے اسے پسند کر لیا افتراق وانتشار کو ناگوار سمجھا اور خیر و عافیت کو حرزجان بنایا ہم بخوبی جانتے تھے کہ ہم اس عہدہ جلیلہ کے ان سے زیادہ مستحق تھے تاہم انہوں نے اچھا سلوک کیا اور اصلاح سے کام لیا اور حق وصواب کے متلاشی رہے خدا ان پر رحمت کرے اور ہم سب کو مغفرت سے نوازے۔ میں نے آپ کی جانب یہ خط تحریر کیا ہے میں آپ کو کتاب وسنت کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ سنت مٹ چکی ہے اور بدعت وجدت کی آبیاری ہو رہی ہے میری بات سنو اور میرا حکم بجالاؤ اگر آپ نے مجھے امام تسلیم کر لیا تو راہ راست کی طرف راہنمائی کروں گا والسلام۔ میرے رحا فظ ابن کثیرؒ نزدیک اس مکتوب کا صحیح اور ثابت ہونا مشکوک امر ہے یہ ظاہر ہے کہ یہ کسی شیعہ راوی کی کارستانی معلوم ہوتی ہے۔ اس مکتوب کو جس نے بھی پڑھا صیغہ راز میں مخفی رکھا منذر بن جارود کو ملا تو اس نے سمجھا کہ ابن زیاد کی طرف سے دسیسہ اور ملمع کاری ہے چنانچہ اس نے یہ خط ابن زیاد کو پیش کر دیا اس نے حسین کے قاصد کا تعاقب کر کے پکڑ لیا اور اسے تہ تیغ کر دیا پھر ابن زیاد نے حمد و ثنا کے بعد خطاب کیا۔

اما بعد۔ مجھے مشکل اور دشوار امور میں مبتلا نہیں کیا جا سکتا اور اسلحہ کی کھڑکھڑاہٹ سے پریشان نہیں کیا جا سکتا میں اپنے غنیم کو عبرتناک سزا دیتا ہوں اور اپنے مد مقابل کے لیے تیغ دستان ہوں میں ایک مشاق تیر انداز اور جنگجو ہوں اے باشندگان بصرہ! امیر المومنین یزید نے مجھے کوفے کا گورنر نامزد کر دیا ہے میں صبح وہاں جا رہا ہوں میں نے اپنا نائب اور قائم مقام عثمان بن زیاد بن ابی سفیان کو منتخب کیا ہے اختلاف اور انتشار سے کنارہ کش رہو۔ بخدا اگر مجھے کسی قسم کی مخالفت اور اختلاف کی اطلاع پہنچی تو میں اس انتشار پسند کو اور

اس کے حلیف اور وارث کو قتل کرنے سے دریغ نہیں کروں گا ادنیٰ اور اقرب کو افضل اور ابعد کے جرم کی پاداش میں مواخذہ کروں گا تاآنکہ حالات سدھر جائیں اور تم میں کوئی مخالف اور سرکش باقی نہ رہے۔ سنیئے! میں ناموراین زیاد ہوں اور زیاد کے فضائل وعادات کا حامل ہوں ماموں اور چچا کا شبیہ نہیں ہوں پھر مسلم بن عمرو باھلی وغیرہ کو ساتھ لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔

ابو مخنف صقعب بن زہیر کے واسطے سے عون بن جحیفہ سے بیان کرتا ہے کہ مسلم بن عقیل کا خروج کوفہ میں بروز منگل ۸ ذوالحج ۶۰ھ کو ہوا اور بروز بدھ یوم عرفہ ۹ ذوالحج کو شہید ہو گئے۔ اور حسین رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے عراق کی طرف ۸ ذوالحج کو روانہ ہوئے تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے بروز اتوار ۲۸ رجب ۶۰ھ کو روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ میں جمعہ کی رات ۳ شعبان ۶۰ھ میں تشریف لائے اور وہاں بقایا شعبان۔ رمضان، شوال، ذیقعدہ اور ۸ ذوالحج تک قیام پذیر رہے بروز منگل یوم ترویہ ۸ ذوالحج کو وہاں سے کوفے کی طرف روانہ ہوئے ابن جریر کی ایک روایت کے مطابق کہ مسلم بن عقیل جب رونے لگے تو عبیداللہ بن عباس سلمی نے کہا کہ حکومت کے طلبگار اور خلافت کے امیدوار عالی ہمت اشخاص ایسے سنگین حالات میں بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا کرتے اور آنسو نہیں بہایا کرتے تو ابن عقیل نے کہا واللہ میں موت کے خوف سے آہ و بکا نہیں کرتا اور نہ مجھے قتل کی پرواہ ہے میں تو حسین رضی اللہ عنہ اور آل حسین رضی اللہ عنہ پہ اشکبار ہوں اور یہ میری آہ وفغان صرف ان کی وجہ سے ہے جو کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں پھر محمد بن اشعث کو مخاطب کیا میں سمجھتا ہوں کہ آپ میرے امان کا عہد و پیمان پورا کرنے سے قاصر ہیں کیا آپ کوئی میری طرف سے قاصد بھیج سکتے ہیں جو حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام پہنچا دیں۔ میرا خیال ہے وہ اہل وعیال سمیت آج یا کل کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں مجھے صرف اسی بات کی گھبراہٹ اور پریشانی ہے آپ قاصد کو بتائیں کہ ابن عقیل نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے وہ ان کے پاس اسیر ہیں معلوم نہیں

وہ صبح قتل ہو جائے یا شام وہ تاکید کرتا ہے کہ اپنے اہل وعیال سمیت واپس چلے جاؤ۔ کوفیوں کے جھانسہ میں نہ آنا وہ تیرے باپ کے دیرینہ رفیق ہیں جن سے وہ موت یا قتل بہر صورت علیحدہ ہونے کی آرزو رکھتے تھے کوفیوں نے ہم سے جھوٹے اور غلط وعدے کیئے دروغ گوئی رائے کی کوئی دقعت نہیں ہوتی تو ابن اشعث نے کہا واللہ میں یہ پیغام پہنچا دوں گا۔ اور ابن زیاد کو بتا دوں گا کہ میں آپ کو امان دے چکا ہوں۔ پھر محمد بن اشعث نے ایاس بن عباس طائی شاعر کو مذکورہ پیغام اور مکتوب دے کر روانہ کیا اس کے لیئے سواری کا انتظام کیا۔ اور اسکے اہل وعیال کے لیئے اخراجات مہیا کیئے وہ حضرت حسینؓ کو، کوفہ سے چار رات کے سفر پر زبالہ کے مقام پر جا ملا۔ ان کو مکتوب کے علاوہ کوفہ کی حقیقت حال سے بھی آگاہ کیا تو حضرت حسینؓ نے فرمایا کل ما حتم نازل، تقدیر نازل ہو کر رہے گی۔ ابن عقیل جب قصر امارت کے پاس پہنچے پانی پینا چاہا تو مسلم بن عمرو باہلی نے کہا دیکھتے ہو کس قدر خنک اور ٹھنڈا ہے واللہ تو اس کا ذائقہ نہیں چکھ سکے گا۔ حتیٰ کہ دوزخ کے گرم پانی کا ذائقہ چکھے۔ ابن عقیل نے اسے کہا تیرا ناس ہو، تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہ مرد ہوں جس نے حق وصداقت کو پہچان لیا جب کہ تم نے اس کو نہ پہچانا۔ میں وہ شخص ہوں جس نے امام کی خیر خواہی کی جب کہ تو نے اسے چکھ دیا میں وہ آدمی ہوں جس نے امام کی اطاعت و فرمانبرداری کی جب کہ تم نے معصیت و نافرمانی کی۔ میرا نام ہے مسلم بن عمرو باہلی تو ابن عقیل نے فرمایا تیری ماں کو افسوس اور رہے دیل ہو۔ تو کس قدر ستم گر تند خو اور سنگدل ہے۔ اے ابن باہلہ واللہ تم خود ہی جہنم کے سزاوار ہو

تیاری حضرت حسینؓ کو جب اہل کوفہ کے بے شمار خطوط موصول ہوئے اور متعدد پیغام رساں حاضر خدمت ہوئے اور مسلم بن عقیل کا مکتوب بھی موصول ہو چکا جس میں اہل وعیال سمیت آنے کی تاکید تھی۔ تو آپ یوم ترویہ ۸ ذوالحج ۶۰ھ کو مکہ سے روانہ ہوئے ابن عقیل کے قتل

سے ایک روز قبل، مگر حسینؓ اس صورت حال سے قطعاً بے خبر تھے جب لوگوں کو آپ کے سفر کی تیاری کا علم ہوا تو وہ پریشان ہوئے۔ دانشور اور عقلمند اصحاب نے کوفہ کی جانب سفر کرنے سے منع کیا اور عقیدت مند افراد نے مکہ میں قیام کی پیش کش کی اور کوفہ کی طرف سفر اختیار کرنے سے خطرات کا اظہار کیا والد ماجد اور برادر گرامی قدر کے ساتھ جو کچھ بیت چکا تھا وہ بیان کیا

ابن عباس سفیان بن عنیہ (۲) ابراہیم بن میسرہ (۳) طاؤس (۴) ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ کوفہ جانے کی نسبت حسینؓ نے مجھ سے مشورہ لیا میں نے کہا پبلک میں یہ بات معیوب نہ سمجھی جاتی تو میں تمہارے سر کے بال پکڑ لوں تمہیں جبراً روک لوں اور جانے نہ دوں حسینؓ نے مجھے جواب دیا کہ میں مکہ میں قتل ہونے کی نسبت کسی اور مقام میں قتل ہونا پسند کرتا ہوں۔

ابو مخنف، حارث بن کعب والبی کے واسطہ سے عقبہ بن سمعان سے بیان کرتا ہے کہ حسینؓ نے جب کوفہ جانے کا پختہ عزم کر لیا تو ابن عباس نے کہا اے ابن عم! لوگوں میں چرچا ہے کہ تم عراق کی طرف روانہ ہونے کو ہو، مجھے بتائیے۔ تمہارا کیا مقصد وارادہ ہے تو آپ نے کہا میں نے عزم کر لیا ہے آج ہی یا کل انشاء اللہ روانہ ہوتا ہوں تو ابن عباس نے کہا اگر انہوں نے امیر کے قتل، مخالفین کے جلا وطن علاقہ پر کنٹرول کرنے کے بعد آپ کو آنے کی دعوت پیش کی ہے تو بخوشی تشریف لے جائیے اگر ان کا امیر بقید حیات حکمران ہے اس کے اہلکار اور گماشتے برابر محاصل وصول کر رہے ہیں تو ان کا آپ کو بلانا درحقیقت جنگ وجدال کی طرف بلاتا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ عوام کے دل ودماغ کو بدل دیں اور آپ کے خلاف آمادہ ہو جائیں اور آپ کو دعوت پیش کرنے والا ہی آپ کا بدترین دشمن اور مخالف ہو جائے تو حسینؓ نے کہا میں استخارہ کروں گا اور اس بات پر غور کروں گا۔

ابن زبیر ازیں بعد عبداللہ بن زبیر تشریف لائے اور کہا معلوم نہیں ہم سے زیادہ اس خاندان میں کون سی فضیلت و منقبت ہے ہم صحابہ کرام کی اولاد ہیں ہم ہی امر حکومت کے حقدار ہیں اس میں ان کا کوئی حق نہیں۔ فرمائیے! آپ کا کیا پروگرام ہے حسین نے کہا کوفہ جانے کو جی چاہتا ہے وہاں سے شرفاء اور رفقاء کے متعدد خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ استخارہ کر رہا ہوں۔ ابن زبیر نے کہا میرے تو وہاں اس قدر ہم نوا ہوں تو میں کہیں اور نہ جاؤں۔ جب وہ تشریف لے گئے تو حسین نے کہا اسے معلوم ہے کہ میری موجودگی میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں لوگ اس کو میرے ہم سر نہیں سمجھتے اس کی خواہش ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور وہ تنہا باقی رہ جائے۔

ابن عباس شام یا صبح کو ابن عباس پھر تشریف لائے فرمایا۔ اے ابن عم میں صبر و سکون کی کوشش کرتا ہوں مگر صبر کر نہیں پاتا اس راہ میں مجھے آپ کی ہلاکت و بربادی کا خطرہ لاحق ہو رہا ہے عراقی غدار اور بے وفا ہیں آپ ان کے چھانسے میں نہ آئیے یہیں مکہ میں تشریف رکھئے۔ عراقی اپنے مخالفین اور دشمنوں کو نکال باہر کریں تو تشریف لے جانا اگر آپ مکہ سے جانا ہی چاہتے ہیں تو یمن چلے جائیے وہاں قلعے اور دشوار گذار پہاڑ ہیں وہاں آپ کے والد کے بہی خواہ ہیں خود لوگوں سے الگ رہیئے خطوں اور قاصدوں کے ذریعہ دعوت پھیلائیے مجھے وثوق ہے کہ اس طرح خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو گا حسینؓ نے کہا میں جانتا ہوں کہ آپ میرے خیر خواہ اور مہربان ہیں لیکن اب عزم کر چکا ہوں۔

ابن عباس نے کہا اگر آپ ضرور جانا ہی چاہتے ہیں تو بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جائیے مجھے اندیشہ ہے کہ آپ ان کے سامنے قتل کر دیئے جاؤ گے جس طرح عثمان اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے شہید کر دیئے گئے۔ پھر ابن عباس نے کہا واللہ تم نے حجاز کو چھوڑ کر ابن زبیر کو

کو خوش کر دیا اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی قسم اگر مجھے یقین ہو کہ آپ کی پیشانی کے بال پکڑ لوں یہ منظر دیکھ کر لوگ جمع ہو جائیں اور آپ باز آ جائیں تو میں یہ بھی کر گزرنے کو تیار ہوں پھر راستہ میں ابن زبیر سے ملاقات ہو گئی تو آپ نے کہا ابن زبیر خوش ہو جاؤ۔

یا لک من قنبرۃ بمعمر	معمر مقام میں اسے چنڈول!
خلا لک الجو فبیضی واصفری	تیرے لئے فضا ہموار ہے تو انڈے دے گنگنا
ونقری ماشئت ان تنقری	اور انڈوں کو جب تک چاہے سینا
صیادک الیوم قتیل فابشری	تیرا صیاد آج مقتول ہے، مبارک ہو

پھر ابن عباس نے کہا حسین کوفہ روانہ ہو رہے ہیں اور حجاز آپ کے لیے چھوڑ رہے ہیں۔

ابن عمر متعدد راوی، شبانہ بن سوار سے بیان کرتے ہیں کہ اسے یحییٰ بن اسماعیل بن سالم اسدی نے کہا کہ میں نے شعبی سے سنا ہے وہ بیان کرتے تھے کہ ابن عمر مکہ میں مقیم تھے آپ کو معلوم ہوا کہ حسینؓ کوفہ جا رہے ہیں پھر آپ کی ان سے تین رات کی مسافت پر ملاقات ہوئی تو آپ نے پوچھا کہاں کا قصد ہے فرمایا عراق کا۔ ان کے پاس پبلک کے خطوط اور مکتوب تھے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ان کے مکتوب ہیں اور ان کی بیعت ہے تو ابن عمر نے کہا آپ ان کے پاس نہ جائیے حسینؓ نے بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے فرمایا ایک حدیث سنیئے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے اور آپ کو دنیا اور آخرت دونوں میں سے کسی کو پسند کرنے کا اختیار دیا آپ نے دین اور آخرت کو پسند فرمایا اور دنیا کو پسند نہیں کیا اور آپ آنحضورؐ کے لخت جگر ہیں۔ واللہ آپ میں سے کوئی بھی تخت وتاج کا والی نہ ہو گا (واللہ ما یلیہا احد منکم ابداً) اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے آپ کو حکومت وخلافت سے محروم کر کے دین وآخرت کے بہترین سرمایہ سے سرفراز فرمایا ہے آپ پھر بھی باز نہ آئے تو ابن عمر روتے ہوئے آپ سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا میں ایک قتیل اور

شہید کو الوداع کہہ رہا ہوں۔ یحییٰ بن معین (۱) ابو عبیدہ (۲) سلیم بن حیان (۳) سعد بن مینا سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا کہ حسینؓ نے اپنے مقدر میں جلد بازی کی ہے۔ واللہ اگر میں موجود ہوتا تو اسے جانے نہ دیتا الا یہ کہ مجھ پہ غالب آجاتا بنی ہاشم سے ہی دین کا آغاز ہوا اور انہیں پہ اس کا اختتام ہوگا۔ کسی ہاشمی کو تاجدار اور تخت نشیں دیکھو تو سمجھو کہ دنیا زوال پذیر ہے (فاذا رأیت الهاشمی قد ملك فقد ذهب الزمان) حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس اثر اور ابن عمر کی سابقہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر کا فاطمی خاندان اپنے دعوی نسب میں دروغ گو تھا وہ حضرت فاطمہ زہراؓ کی نسل سے نہ تھا بلکہ دعی اور غلط نسب کا دعویدار تھا جیسے کہ متعدد نسب دان آئمہ کا بیان ہے۔

یعقوب بن سفیان (۱) ابو بکر حمیدی (۲) سفیان (۳) عبداللہ بن شریک (۴) بشر بن غالب سے بیان کرتا ہے کہ ابن زبیر نے حسینؓ سے پوچھا کن کے پاس تشریف لے جارہے ہیں ان لوگوں کے پاس جو آپ کے باپ کے قاتل اور بھائی پہ زبان طعن دراز کرتے ہیں تو حسینؓ نے کہا مجھے حرم کی بجائے کسی اور جگہ قتل ہونا پسند ہے مجھے اپنے قتل سے حرم کا احترام پامال ہونا پسند نہیں۔

زبیر بن بکار اپنے چچا مصعب بن عبداللہ سے بیان کرتا ہے کہ اسے کسی شخص نے ہشام بن یوسف سے بتایا کہ معمر کسی راوی سے بیان کرتا ہے کہ حسینؓ نے عبداللہ بن زبیر سے کہا کہ مجھے چالیس ہزار افراد کی پختہ بیعت موصول ہو چکی ہے تو ابن زبیر نے کہا کیا آپ اس قوم کے پاس جارہے ہیں جس نے آپ کے والد کو قتل کیا اور بھائی کو دربدر کیا بقول معمر اس کا استاذ ثقہ ہے۔ زبیر بن بکار بیان کرتے ہیں کہ میرے چچا مصعب بن عبداللہ کا بیان ہے کہ یہ قول بجائے ابن زبیر کے ابن عباس نے کہا ابن سعد، کاتب واقدی نے یہ سانحہ متعدد اسانید سے بیان ہے جو اس نے سب مقتل حسینؓ میں تحریر کی ہیں۔

بیعت سے

امیر معاویہ نے جب پبلک سے یزید کی ولی عہدی کی بیعت کی تکمیل کی تو حضرت حسینؓ نے اس کی بیعت نہیں کی تھی کوفہ کے باشندے امیر معاویہ کی خلافت کے دوران ہی حسینؓ کو کوفہ آنے کی دعوت پیش کرتے رہتے تھے آپ انکار اور معذرت کرتے رہتے تھے بعض کوفیوں نے محمد بن حنفیہ سے کوفہ تشریف لے جانے کا مطالبہ کیا آپ نے ان کا مطالبہ ٹھکرا دیا اور حضرت حسینؓ کو صورتحال سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا یہ لوگ ہمارے نام سے دنیا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اپنا نام پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا اور پبلک کا خون بہانا چاہتے ہیں۔

تردد

حضرت حسینؓ انہی افکار و ہموم میں متذبذب اور پراگندہ خاطر تھے کبھی ارادہ کرتے تھے کہ ان کے پاس چلے جائیں اور کبھی خیال کرتے کہ ان سے دور ہی رہیں۔ دریں اثنا ابو سعید خدری نے فرمایا جناب ابو عبداللہ! میں آپ کا مہربان ناصح ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ کوفی آپ کو کوفہ میں منتقل ہونے کی دعوت پیش کر رہے ہیں۔ آپ مت جائیے میں نے حضرت علیؓ سے کوفہ میں سنا ہے۔ وہ فرما رہے تھے واللہ! میں ان سے اکتا چکا ہوں اور ان کو پسند نہیں کرتا وہ مجھ سے اکتا چکے ہیں اور پسند نہیں کرتے وہ وفاداری سے تہی دامن ہیں جس کے نصیب میں یہ لوگ آئے وہ ناکام و نامراد ہے، واللہ! نہ ان کی نیت صادق ہے نہ عزم پختہ اور نہ میدان جنگ میں ثابت قدم۔

حضرت حسنؓ کی وفات کے بعد مسیب بن عتبہ فزاری اپنے چند رفقا کے ہمراہ حسین کی خدمت میں حاضر ہوا اور امیر معاویہؓ سے بغاوت کرنے پر اکسانے لگا کہ ہم آپ کی اور آپ کے بھائی حسنؓ کی رائے اور نظریہ سے خوب واقف ہیں تو حسینؓ نے فرمایا: امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مصالحت اور جنگ بندی پر اجر عظیم عطا فرمائے گا اور مجھے بھی ظالموں سے برسرپیکار ہونے کی نیت کا اجر دیگا

مکتوب

مروان نے امیر معاویہ کو تحریر کیا کہ مجھے خطرہ ہے کہ حسینؓ فتنہ کی آماجگاہ بن جائے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اس سے طویل جنگ ہوگی۔

امیر معاویہ نے حسینؓ کو تحریر کیا جو شخص اپنا عہد و پیمان اللہ تعالیٰ سے کر چکے اسے وفاداری نہایت ضروری ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ چند کوفیوں نے آپ کو اختلاف و بغاوت پر آمادہ کیا ہے آپ کوان کا خوب تجربہ ہے وہ آپ کے والد ماجد اور برادر بزرگوار کے وفادار نہ تھے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور عہد و پیمان کا خیال کرو۔ جب آپ داؤ پیچ سے کام لیں گے تو ہم بھی مجبور ہوں گے۔ حضرت حسینؓ نے جواب تحریر فرمایا مجھے آپ کا خط موصول ہوا میرے بارے میں جو آپ کی معلومات ہیں میں ان کا سزاوار نہیں نیک امور کی راہنمائی صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے میں نے کبھی آپ سے حرب و ضرب کا ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی اختلاف و افتراق کا مگر میں آپ سے نبرد آزما نہ ہونے کو اللہ کے ہاں معقول عذر نہیں سمجھتا اور آپ کی ولایت و حکومت سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں تصور کرتا تو امیر معاویہ نے کہا حسینؓ سے فتنہ و فساد ہی آشکار ہوتا ہے ایک مرتبہ امیر معاویہ نے بعض معلومات کی بنا پر یہ مکتوب ارسال فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دماغ میں کجی اور فتنہ و فساد کی طرف میلان ہے میری خواہش ہے کہ ایسا موقعہ آئے تو میں اسے نظر انداز کر دوں۔

وصیت یہ منقول ہے کہ مرگ کے قریب امیر معاویہ نے یزید کو بلا کر یہ وصیت کی کہ حسینؓ کے ساتھ خاص برتاؤ رکھنا وہ عوام میں خاصے مقبول اور محبوب ہیں ان سے صلہ رحمی کرنا اور اچھا سلوک رکھنا۔ تمہاری حکومت ٹھیک ٹھاک رہے گی۔ اگر ان کی جانب سے کچھ لغزش صادر ہو تو مجھے قوی امید ہے کہ کوفی ہی اس کے لیئے کافی ہوں گے جنہوں نے اس کے والد کو قتل کیا اور بھائی کو بے بس کر دیا اور بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔

امیر معاویہ ۱۵ رجب سنہ ۶۰ھ رات کو فوت ہوئے اور پبلک نے یزید کی بیعت کر لی تو یزید نے عبداللہ بن عمرو بن اویس عامری کو گشتی مراسلہ دیکر امیر مدینہ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے پاس روانہ کیا کہ عوام سے بیعت لیں۔

اور اعیان قریش میں سے سب سے اول حسینؓ بن علی سے بیعت لی جائے کیونکہ امیر معاویہ
نے مجھے ان کے ساتھ نرم برتاؤ اور اصلاح کا پہلو اختیار کرنے کو کہا تھا۔ چنانچہ
ولید امیر مدینہ نے فوراً رات کو ہی حسینؓ اور ابن زبیر کو معاویہ کی موت کی اطلاع
دی اور ان کو یزید کی بیعت کی دعوت پیش کی تو انہوں نے کہا صبح تک انتظار کرتے
ہیں اور عوام کا رویہ دیکھتے ہیں ولید نے درشت رویہ اختیار کیا تو حسینؓ نے
بھی اس کو نازیبا الفاظ کہے اور اس کے سر سے پگڑی اتار پھینکی حسینؓ جلدی
سے باہر چلے آئے اور ان کے ساتھ ابن زبیر بھی فوراً باہر نکل آئے فرمانے
لگے وہی یزید ہے جس کو ہم خوب جانتے ہیں اس میں نہ کوئی مروت ہے
نہ عزیمت ولید امیر مدینہ نے کہا فتنہ وفساد کو ہوا دے رہے ہو مروان یا کسی
اور رفیق نے کہا حسینؓ کو قتل کر ڈالیے تو ولید نے کہا یہ بنی عبد مناف میں قابل
احترام ہیں اور ان کا خون گرانا ہے۔ کہتے ہیں حسینؓ اور ابن زبیر رات کی تاریکی
میں مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے اور باقی پبلک نے صبح یزید کی بیعت کر لی حسینؓ اور ابن زبیر
کو تلاش کیا گیا مگر وہ مل نہ سکے مسور بن مخرمہ ۶۴ھ کہتے ہیں حسینؓ فوراً ہی مدینہ
سے نکل آئے اور ابن زبیر بھی مگر ابن زبیر ان کو مکہ مکرمہ سے برگشتہ کر رہے
تھے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تنہا رہ جائیں چنانچہ دونوں مکہ مکرمہ چلے آئے۔ حسینؓ نے
"دار العباس" میں قیام کیا اور ابن زبیر ہمہ وقت حطیم میں مقیم رہتے۔ اور بنی امیہ
کے خلاف پبلک کو برانگیختہ کرتے رہتے صبح شام حسینؓ کے پاس آتے جاتے
اور عراق چلے جانے کا مشورہ دیتے کہ وہاں آپ کے اور آپ کے والد ماجد
کے ہم نوا اور رفقا ہیں اور ابن عباس انکو کوفہ جانے سے منع کرتے رہتے
عبداللہ بن مطیع ۷۳ھ نے حسینؓ سے عرض کیا میں اور میرے ماں باپ آپ پر
فدا ہوں اپنی زندگی اور حیات کو ہمارے لیے مفید بنا لیجیے اور عراق مت
تشریف لے جائیے۔ واللہ ارباب اقتدار نے آپ کو اگر قتل کر دیا تو باقیماندہ
کو وہ اپنے غلام اور خادم ہی سمجھیں گے۔

کہتے ہیں کہ مقام "ابوا" پر حسینؓ اور ابن زبیر سے ابن عمر ۷۳ھ ابن عباس ۶۸ھ اور ابن ابی ربیعہ کی عمرہ سے واپسی پہ ملاقات ہوئی ان کو ابن عمر نے کہا خدارا آپ واپس چلے چلیں پبلک کے صالح اعمال اور نیک امور میں شرکت کریں اگر سب لوگ بیعت کر لیں تو آپ تشدد اور تشتت سے گریز کریں اگر اختلاف رونما ہو جائے تو وہی ہو گا جو تم چاہتے ہو۔

نیز آپ نے حسینؓ سے فرمایا آپ مکہ مکرمہ بالکل نہ جائیے کیونکہ رسول اللہؐ کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا گیا آپ نے آخرت کو ترجیح دی اور قبول فرمایا آپ ان کے لخت جگر ہیں لہٰذا تاج و تخت تک آپ کی رسائی نہ ہو گی۔ پھر آپ نے روتے ہوئے بغلگیر ہو کر الوداع کہا۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے حسینؓ مدینہ سے زبردستی نکل گئے۔ حالانکہ علیؓ اور حسنؓ کی زندگی ان کے لیے سرمایہ عبرت تھی ان کے عہد میں فتنہ و فساد دیکھ چکے تھے اور عوام کا ان کے ساتھ بے مروت ہونا اور سرد مہری کا مظاہرہ کرنا ایسے عبرتناک حالات کا مشاہدہ کر چکے تھے۔ ان کو چاہیئے تھا کہ وہ زندگی بھر ایسی حرکت نہ کرتے اور پبلک کے ساتھ ہی بیعت کر لیتے کیونکہ اجتماعی زندگی انفرادی زندگی سے بہتر ہے۔

ابن عباس نے کہا اے ابن فاطمہ! کہاں جا رہے ہیں آپ نے فرمایا عراق میں اپنے رفقاء کے پاس تو ابن عباس نے کہا میں تمہارے اس سفر کو ناگوار سمجھتا ہوں آپ ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جو آپ کے والد ماجد کے قاتل ہیں اور برادر بزرگ پر اس قدر طعن و تشنیع کرتے کہ وہ ان سے اکتا کر چلے آئے۔ خدارا آپ دھوکہ اور فریب میں نہ آئیں۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں حسینؓ مجھ سے زبردستی مدینہ سے باہر نکل آئے میں نے عرض کیا خدا سے ڈر بیٹے اپنے گھر میں سکونت اختیار کیجئے بغاوت نہ کیجئے۔

ابو واقد لیثی ۶۸ھ کہتے ہیں مجھے حسینؓ کے خروج کی خبر معلوم ہوئی تو میری ان سے مقام "ملل" میں ملاقات ہوئی میں نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا کہ خروج نہ کریں

باز آجائیں کیونکہ جو شخص بلاوجہ خروج کرتا ہے وہ اپنی جان کھو دیتا ہے۔

جابر بن عبداللہ ۷۸ھ کہتے ہیں میں نے حسینؓ سے گفتگو کی اور عرض کیا خوف خدا شعار بنائیے اور ایک دوسرے کو باہم دست وگریبان نہ کیجیے۔ واللہ تمہارے اس رویہ پر تعریف وستائش نہ ہوگی مگر انہوں نے ایک نہ مانی سعید بن مسیب کہتے ہیں حسینؓ اگر خروج نہ کرتے تو بہتر ہوتا۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمن ۹۴ھ کہتے ہیں کہ حسینؓ کو مناسب تھا کہ وہ عراقیوں کی افتاد طبع کو پہچانتے اور ان کی طرف نہ جاتے مگر ابن زبیر نے آپ کو آمادہ کیا مسور بن مخرمہ نے آپ کو ایک خط لکھا کہ آپ عراقیوں کے خطوط کے جھانسے میں نہ آئیے اور ابن زبیر کی باتوں میں نہ آئیے کہ آپ وہاں چلے جائیں وہ آپکے مددگار ہوں گے۔ ابن عباس نے کہا آپ حرم میں مقیم رہیں وہ ضرورت مند ہوئے تو خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ قوت وطاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جائیں گے حسین نے دعا دی اور کہا استخارہ کر دوں گا۔

عمرۃ بنت عبدالرحمن نے خط تحریر کیا جس میں اس نے آپ کے خروج کو ایک عظیم حرکت قرار دیا۔ طاعت اور التزام جماعت کو ضروری کہا اگر وہ باز نہ آئے تو نتیجہ قتل اور سیاہی وبربادی ہوگا نیز اس نے تحریر کیا میں نے عائشہ سے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فلابدلی اذا من مصرعی۔ اب تو مجھے اپنے مقتل کی طرف روانہ ہونا ہی ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام ۹۴ھ نے عرض کیا اے ابن عم! آپ کے باپ اور بھائی کے ساتھ عراقیوں نے جو بے وفائی اور دغابازی کی وہ آپ کو معلوم ہے اب آپ خود ان مفاد پرستوں کی طرف جا رہے ہو جنہوں نے آپ کی رفاقت کا وعدہ کیا ہے وہی آپ سے دست وگریبان ہوں گے۔ اور وقت آنے پر آپ کو بے یار ومددگار چھوڑ جائیں گے خدارا باز آجائیے تو آپ نے کہا جزاک اللہ اے بھائی جو مقدر ہے وہ ہو کر رہے گا تو ابوبکر نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

عبد اللہ بن جعفر نے مکتوب لکھا جس میں وہ کوفیوں کی افتادِ طبع سے آگاہ کر رہے تھے اور وہاں جانے سے روکنے کے لیئے خدا کا واسطہ دے رہے تھے حضرت حسینؓ نے جواب میں تحریر فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہؐ کو دیکھا ہے میں اس پر عمل پیرا ہوں میں اپنے عمل سے قبل کسی کو آگاہ نہیں کروں گا۔ عمرو بن سعید بن عاص امیر حرمین نے ایک خط تحریر کیا کہ میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو رشد و ہدایت سے نوازے اور ہلاکت و فلاکت سے محفوظ رکھے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا عراق جانے کا مصمم ارادہ ہے میں آپ کو اختلاف و انتشار سے خدا کی پناہ میں لاتا ہوں اگر آپ کو خطرہ لاحق ہے تو میرے پاس تشریف لے آئیں آپ کو امن و امان میسر ہوگا نیک سلوک اور صلہ رحمی ہوگی۔ حضرت حسین نے جواب تحریر فرمایا اگر آپ کا ارادہ میرے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر سے نوازے جس نے اللہ کے راہ کی طرف دعوت دی اور نیک اعمال کیئے اور اس نے مسلمانوں کے گروہ میں سے ہونے کا اعلان کیا تو وہ مخالفت اور بغاوت کرنے والوں میں سے نہیں ہے بہترین امن و امان اللہ تعالیٰ کا ہے جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے خائف نہیں رہا اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین نہیں ہم دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ایسے خوف و خشیت کے طالب ہیں جو قیامت کے روز امن و امان کا موجب ہو یزید بن معاویہ نے ابن عباس کے نام مکتوب تحریر کیا کہ حسینؓ مدینہ سے مکہ مکرمہ آ گئے ہیں میرا خیال ہے کہ عراقیوں نے اس کو خلافت کا لالچ دیا ہے آپ کو ان کا خوب علم اور تجربہ ہے اگر واقعی ایسا ہے تو انہوں نے قرابت کے مضبوط رشتہ کو قطع کر دیا ہے آپ خاندان کے رئیس اور بزرگ ہیں اور حسینؓ کے منظور نظر آپ انہیں افتراق و انتشار سے منع کیجئے امیر یزید نے یہ اشعار حسینؓ اہل مکہ اور اہل مدینہ کی خدمت میں ارسال کیئے۔

یا ایہا الراکب الغادی لطیتہ　　　علی عذافرۃ فی سیرھا قحم

اے طیبہ کے مسافر! جو طاقتور اونٹنی پر سوار ہے اس کی چال میں متانت ہے۔

ابلغ قریشا علی نائی المزار بہا   بیتی وبین حسین اللہ والرحم

قریش کو یہ پیغام پہنچا دے کیونکہ طویل مسافت کے باعث ملاقات دشوار ہے کہ میرے اور حسین کے درمیان اللہ اور قرابت کا واسطہ ہے۔

وموقف بفناء البیت انشدہ   عہد الالہ وما توفی بہ الذمم

اور صحن حرم میں قیام کا میں اسے اللہ تعالیٰ کا عہد دیتا ہوں اور ہر اس چیز کا جو ذمہ داری کے نبھانے میں معاون ہے۔

عنیتم قومکم فخرا بامکم   ام لعمری حصان برۃ کرم

اپنی ماں پر فخر کر کے تم نے قوم کو اذیت سے دوچار کیا ہے، میری زندگی کی قسم وہ ماں پاکدامن نیک اور باعزت ہے۔

ھی التی لا یدانی فضلہا احد   بنت الرسول وخیر الناس قد علموا

اس کے فضل و شرف کو کوئی ہمسر نہیں لوگ جانتے ہیں کہ وہ رسول اور سرور کائنات کی دختر ہے

وفضلہا لکم فضل وغیرکم   من قومکم لہم فی فضلہا قسم

اس کی فضیلت آپ کی فضیلت کا باعث ہے آپ کے علاوہ بھی دیگر لوگ اس کی شرافت سے بہرہ مند ہیں

انی لاعلم اوظنا کعالمہ   والظن یصدق احیانا فینتظم

مجھے معلوم ہے یا ظن غالب ہے بسا اوقات ظن سچا نکلتا ہے اور حقیقت بن کر سامنے آجاتا ہے

ان سوف یترککم ما تدعون بہا   قتلی تہاداکم العقبان والرخم

عنقریب تمہاری باغیانہ روش تمہیں موت کے گھاٹ اتار دے گی اور تمہاری لاشیں عقابوں اور کرگسوں کے لیے سامان ضیافت ہونگی۔

یا قومنا لا تشبوا الحرب اذ مکنت   ومسکوا بحبال السلم واعتصموا

اے میری قوم! تھمی ہوئی لڑائی کو مت بڑھکاؤ صلح کی رسی کو پکڑو اور اس پہ قائم رہو۔

وقد جرب الحرب من کان قبلکم   من القرون وقد بادت بہا الامم

صدیوں پہلے لوگ اس کا تجربہ کر چکے ہیں اور اس کے باعث اقوام عالم ہلاک ہو چکی ہیں

فانصفوا قومکم لا تهلکوا بحربها … فرب ذی برح زلت به القدم

اپنی قوم سے انصاف کرو اور کھلم کھلا ہلاکت میں نہ پڑو کیونکہ اکثر فریب خوردہ ٹھوکر کھا جاتے ہیں

جواب ابن عباس نے مراسلہ کا جواب دیا مجھے پختہ امید ہے کہ حضرت حسینؓ کا خروج کسی ناگوار امر کا باعث نہ ہوگا اور میں نصیحت کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھوں گا کہ الفت و محبت قائم رہے فتنہ اور ہنگامہ آرائی کی نوبت نہ آئے

مشورہ بعد ازں آپ نے حسینؓ سے طویل ملاقات میں عرض کیا خدارا آپ عراق تشریف نہ لے جائیے تباہ و برباد ہو جائیں گے اگر آپ ضرور جانا ہی چاہتے ہیں تو موسم حج تک یہاں قیام کریں لوگوں سے ملاقات کریں۔ اور حقیقت حال سے آگاہ ہوں پھر اس کی روشنی میں اپنا پروگرام مرتب کریں۔

یہ واقعہ ۱۰ ذوالحج کا ہے حضرت حسینؓ نے عراق جانے پر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا واللہ میرا خیال ہے کہ تو اپنے اہل و عیال کے سامنے قتل کر دیا جائے گا جیسے عثمانؓ اپنے اہل وعیال کے سامنے قتل ہوئے واللہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ عثمان کا قصاص تیری ذات سے لیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون تو حسینؓ نے کہا جناب! آپ سٹھیا گئے ہیں، تو ابن عباس نے کہا اگر آپ کے سر کے بال پکڑ کر جبراً روک لینا معیوب نہ ہوتا تو میں ایسا کر گزرتا اگر مجھے یقین ہوتا کہ ہم گتھم گتھا ہو جائیں اور آپ اپنے ارادہ سے باز آجائیں تو میں ایسا کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا مگر میرا غالب گمان ہے کہ یہ بات بھی آپ کے ارادے کو متزلزل نہ کر سکے گی۔ حسینؓ نے فرمایا مجھے مکہ میں شہید ہونے اور کعبہ کی بے حرمتی کرنے سے کسی اور جگہ شہید ہونا بہتر معلوم ہوتا ہے یہ جواب سن کر حضرت ابن عباس آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا تم نے ابن زبیر کو خوش کر دیا آپ غصہ میں باہر تشریف لائے تو دروازے پر ابن زبیر کو دیکھ کر کہا اے ابن زبیر! تیرے دل کی مراد بر آئی۔ خوش باش! یہ حسینؓ رخت سفر باندھ رہا ہے اور حجاز صرف تیرے لیے خالی ہے

یا لک من قنبرۃ بمعمر — خلا لک الجو فبیضی واصفری
ونقری ما شئت ان تنقری — صیادک الیوم قتیل فابشری

اہل وعیال

بعد ازیں حضرت حسینؓ نے کسی کو مدینہ بھیج کر سب اہل وعیال اور بال بچے منگوا لیئے جن کی تعداد (۱۹) تھی ان کے بعد محمد بن حنفیہ بھی تشریف لے آئے اور حسینؓ ہنوز مکہ میں ہی تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا آپ کا آج کوفہ روانہ ہونا کوئی عقل مندی نہیں حسین نے یہ نصیحت قبول فرمانے سے صاف انکار کر دیا تو ابن حنفیہ نے اپنی اولاد کو ان کے ہمراہ جانے سے روک لیا اور آپ کے دل میں ان کے متعلق کچھ ناراضگی سی پیدا ہوئی تو آپ نے فرمایا ان کا میرے ہمراہ جانا آپ کو پسند نہیں تو ابن حنفیہ نے کہا آپ کی اور ان سب کی مصیبت سے کیا حاصل! سنو تمہارا المیہ ان سب سے بڑھ کر ہے

خطوط

کہتے ہیں عراقیوں نے حسینؓ کی خدمت میں متعدد خطوط اور بہت سے وفود روانہ کیئے وہ ان کو کوفہ تشریف لانے کی دعوت پیش کرتے تھے چنانچہ آپ اہل وعیال سمیت کوفہ روانہ ہو گئے اور آپ کے ہمراہ ۶۰ کوفی بھی تھے یہ روانگی سوموار دس ذوالحج سنہ ۶۰ھ کو ہوئی ۔ مروان نے ابن زیاد کو یہ مکتوب ارسال کیا ۔ امابعد ۔ حسینؓ بن علیؓ آپ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں وہ فاطمہ زہراؓ کے فرزند ارجمند ہیں اور فاطمہؓ رسول اللہ کی لخت جگر ہے واللہ ہمیں حسین سے زیادہ پیارا اور محبوب کوئی شخص نہیں اللہ اس کو سلامت رکھے ۔ دیکھو! کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس کا تدارک مشکل ہو جائے بلکہ اس کو نظر انداز نہ کر سکے اور ہمیشہ یاد رکھے والسلام ۔

ابن زیاد کو عمرو بن سعید بن عاص نے تحریر کیا امابعد حسینؓ آپ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں ۔ ایسے مواقع میں انسان کی تمیز ہوتی ہے اچھا ہے کہ برا ۔

زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ مجھے محمد نے اپنے والد ضحاک سے بتایا کہ یزید نے بھی ابن زیاد کو مراسلہ روانہ کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؓ کوفہ کی طرف چلے آ رہے ہیں تمہارا

عہد نہایت آزمائش میں پڑچکا ہے اور تمہارا علاقہ مصائب میں مبتلا ہو چکا ہے اندریں حالات انسان کے اچھے برے کی تمیز ہوتی ہے بعد ازاں ابن زیاد نے آپ کا سر قلم کر کے یزید کے پاس بھیج دیا حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ صحیح روایت یہی ہے حسینؓ کا سر مبارک شام نہیں بھیجا گیا (کما سیاتی) مگر یہ محل نظر ہے)

مراسلہ ایک روایت میں ہے کہ یزید نے ابن زیاد کی طرف یہ مراسلہ روانہ کیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؓ عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں ۔ سرحدی چوکیوں کی ناکہ بندی کر دو نگران مقرر کر دو جن سے بدگمان ہو انہیں حراست میں لے لو مشتبہ افراد کو گرفتار کر لو لیکن صرف اسی کو قتل کرو جو تم سے برسرپیکار رہے ۔ جو واقعہ پیش آئے مجھے اس سے باخبر رکھنا والسلام ۔ قد بلغنی ان الحسین قد توجه الی نحو العراق فضع المناظر والمسالح واحترس واحبس علی الظنة وخذ علی التهمة غیر ان لا تقتل الا من قاتلك واكتب الی فی كل ما یحدث من خبر والسلام

زبیر بن بکار کہتے ہیں مجھے محمد ضحاک نے بتایا کہ حسینؓ جب مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو بیت اللہ کے دروازے کے پاس سے گزرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے

لا ذعرت السوام فی فلق الصبح — مجھے صبح سویرے چار پایوں پر کسی غارت گر کا خطرہ نہیں
مغیرا ولا دعیت یزیدا — تا موت کے خوف سے میں یزید کو نہ پکاروں گا
یوم اعطی مخافة الموت ضیما — موت کے اسباب میرے تعاقب میں
والمنایا یرصدننی ان احیدا — ہیں ادھر ادھر نہیں بھٹک سکتا ۔

عمرہ ابو مخنف (۲) ابو جناب یحییٰ بن ابی خثیمہ (۳) عدی بن حرملہ اسدی (۴) عبداللہ بن مسلم اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے کوفہ سے حج کی خاطر مکہ کا سفر اختیار کیا چنانچہ ۸ ذوالحج یوم ترویہ مکہ میں پہنچے وہاں حسینؓ اور ابن زبیر کو چاشت کے وقت حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے مابین کھڑے دیکھا ۔ ابن زبیر حسینؓ کو کہہ رہے تھے ۔ یہاں قیام کا عزم ہو تو قیام کیجئے اور خلافت کا عہد سنبھال لیجئے ہم آپ کی معاونت

(مساعدت کریں گے خیر خواہ ہوں گے اور آپ کے دست حق پرست پر بیعت کریں گے تو حسین نے فرمایا حضرت علیؓ نے مجھے بتایا تھا کہ ایک مینڈھا بیت اللہ کی حرمت پامال کرلے گا اور قتل ہو جائے گا میں وہ مینڈھا بننا پسند نہیں کرتا تو ابن زبیر نے عرض کیا آپ مجھے خلیفہ نامزد کیجئے اور یہیں قیام کیجئے آپ مطاع ہوں گے آپ کے حکم کی نافرمانی نہ ہوگی تو حسینؓ نے فرمایا میرا یہ بھی ارادہ نہیں پھر انہوں نے کچھ ایسی باتیں کیں جو ہم سن نہ سکے وہ برابر رازداری سے سرگوشی کرتے رہے حتیٰ کہ ہم نے دوپہر کے وقت منیٰ کی طرف بلانے والوں کی آوازیں سنیں۔ پھر حسینؓ نے طواف کے بعد سعی صفا مروہ کر کے بال کٹوائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر کوفہ کی سمت روانہ ہو گئے اور یہ دونوں راوی کہتے ہیں اور ہم لوگوں کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہو گئے

عزم

ابو مخنف (۲) حارث بن کعب والبی (۳) عقبہ بن سمعان سے نقل کرتے ہیں کہ حسین مکہ سے روانہ ہوئے تو امیر مکہ عمرو بن سعید بن عاص نے چند لوگوں کو اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کی زیر قیادت حسینؓ کو کوفہ کی طرف جانے سے روکنے کے لیے بھیجا تو انہوں نے کہا واپس لوٹ چلو۔ کہاں جا رہے ہیں آپ نے واپس ہونے سے انکار کر دیا تو فریقین میں دھکم پیل ہوئی اور آپس میں کوڑے اور لاٹھیاں چلیں پھر آپ نے سخت مقابلہ کے بعد اپنا راستہ لیا۔ پھر سعید بن یحییٰ نے کہا اے حسینؓ خدا کا خوف نہیں کرتے بغاوت کر رہے ہیں امت میں تفرقہ کا بیج بو رہے ہو تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لی عملی ولکم اعمالکم انتم بریؤن مما اعمل وانا بریٔ مما تعملون ۱۰/۴۱

تنعیم

جب حضرت حسینؓ تنعیم کے پاس پہنچے تو ان کو عامل یمن بجیر بن زیاد حمیری کا فرستادہ قافلہ ملا جو اس نے یزید کی طرف روانہ کیا تھا ان کے پاس ورس پارچات اور پوشاکیں تھیں حضرت حسین ان کو پکڑ کر ساتھ لے گئے شتر بانوں کو کوفے تک کا کرایہ ادا کیا۔

فرزدق ابومخنف "اسنادِ اول" سے بیان کرتے ہیں کہ فرزدق شاعر کی حضرت حسینؓ سے راستہ میں ملاقات ہوئی اس نے سلام کے بعد دعا دی آپؓ نے پوچھا تیرے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے فرزدق نے جواب دیا پبلک کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلوار بنی بنو امیہ کے ساتھ ہیں قضاء و قدر آسمان سے نازل ہوتی ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے آپ نے فرمایا سچ کہتا ہے سب امور اللہ کے دست قدرت میں ہیں جو وہ چاہتا ہے وہی کر گزرتا ہے ہر لمحہ ہمارا پروردگار کسی حکم فرمائی میں ہے اگر اسکی کی مشیت ہماری پسند کے موافق ہو تو تعریف و ستائش کریں گے اور شکر کی ادائیگی بھی اسی سے مطلوب ہے اگر امید کے خلاف ہوا تو نیک نیتی کا ثمرہ ملے گا تقویٰ اور خوف خدا جس کا شعار ہو وہی حق پر قائم ہے پھر اسلام علیکم کہہ کر آپ نے سواری کو ایڑ لگائی۔

عجلت ہشام بن کلبی (۱)، عوانہ بن حکم (۲) لیطر بن غالب (۳) اپنے والد غالب بن فرزدق سے بیان کرتے ہیں کہ میں سنہ ۶۰ھ میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج پر گیا حسینؓ سے ملاقات مکہ کے باہر ہوئی ان کے پاس تلواریں اور ڈھالیں تھیں میں نے عرض کیا اے نواسہ رسول آپ پر میرے والدین فدا ہوں ما اعجلك عن الحج ! حج چھوڑ کر کیوں جا رہے ہو جلد بازی سے کام لے رہے ہیں فرمایا لولم اعجل لاخذت - اگر میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا پھر آپ نے پوچھا تو کون ہے میں نے عرض کیا میں عراقی ہوں تو آپ نے مجھ سے پبلک کا حال احوال پوچھا تو میں نے عرض کیا دل آپ کی طرف مائل ہیں۔ اور تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔

فرزدق کا بیان ہے کہ میں نے حسینؓ سے مسائل حج دریافت کیئے آپ کی زبان میں برسام کی وجہ سے ثقل تھا پھر میں حرم میں داخل ہوا وہاں ایک بہترین خیمہ نصب تھا۔ اس میں عبداللہ بن عمرو بن عاص تشریف فرما تھے میں نے آپ کو حسینؓ کی ملاقات کا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا آپ ان کے ساتھ کیوں نہ چلے گئے کہ حسینؓ اور اس کے رفقا میں تلوار اثر انداز نہیں ہوتی ان کے جسم و بدن پر صرف

ہیں یہ سن کر فرزدق پشیمان ہوا اور اس بات سے متاثر ہو کر حسینؓ کے قافلہ میں شامل ہونے کا عزم کر لیا پھر اس نے انبیا علیہم السلام اور ان کے قتل کے بارے میں غور کیا تو قافلہ میں شامل ہونے سے رک گیا۔ عبداللہ بن عمرو کا خیال تھا کہ کارواں حسینؓ کامیاب و کامران ہوگا اور ان کے قول کا مطلب یہ تھا کہ وہی ہتھیار موثر ہوگا جو کاتب تقدیر کا نوشتہ ہے اور بعض کے مطابق آپ نے فرزدق سے مزاح کیا تھا پھر آپ وہاں سے روانہ ہو کر کہیں نہیں رکے اور سیدھے ذات عرق

ابن جعفر ابو مخنف، حارث بن کعب والبی کے واسطہ سے علی زین العابدین سے بیان کرتا ہے کہ ہم جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن جعفر نے اپنے صاحبزادوں "عون اور محمد" کو دستی مکتوب دیکر حضرت حسینؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اما بعد۔ خدارا آپ یہ خط دیکھتے ہی واپس چلے آئیے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ سفر آپ کی ہلاکت کا باعث ہو۔ اور اہل و عیال کی بربادی کا سبب خدانخواستہ اگر آپ اللہ کو پیارے ہو گئے تو نور اسلام بجھ جائے گا۔ کیونکہ آپ ہدایت یافتہ گروہ کے راہنما ہیں اور ایمانداروں کی امیدوں کا مرکز اور سہارا ہیں سفر میں عجلت سے کام نہ لیجئے۔ میں ابھی آیا، انتظار کیجئے۔ والسلام

بعد ازاں عبداللہ بن جعفر نے عمرو بن سعید امیر مکہ سے کہا آپ حسینؓ کو مراسلہ تحریر کریں اس میں ان کے لیئے امن و امان نیکی اور صلہ رحمی کا اظہار کریں اور واپس چلے آنے کی تاکید کریں اور ہر طرح سے مطمئن کردیں ممکن ہے وہ مطمئن ہو کر واپس لوٹ آئیں تو عمرو بن سعید نے کہا آپ حسب منشا خود خط لکھ لائیے میں اس پر مہر ثبت کر دوں گا چنانچہ عبداللہ بن جعفر اپنے حسب منشا امیر مکہ کی جانب سے خط لکھ کر لائے اور امیر مکہ نے اس پر مہر کر دی نیز آپ نے کہا آپ بطور امان کسی کو میرے ہمراہ روانہ کیجئے چنانچہ ان کے ساتھ یحییٰ بن سعید کو بھیجا انہوں نے حسین کی خدمت میں حاضر ہو کر خط دکھایا تو وہ بدستور اپنے ارادے پر جمے رہے اور واپس لوٹنے سے انکار

کر دیا فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ ؐ کو دیکھا ہے آپ نے مجھے وصیت فرمائی ہے میں اس پہ عمل پیرا ہوں انہوں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے فرمایا نہیں تا زلیست وہ کسی کے گوش گذار نہیں کرونگا

مکتوب حسینؓ

ابو مخنف، محمد بن قیس سے بیان کرتا ہے کہ حسینؓ جب علاقہ ذی امہا میں حاجر مقام پر فروکش ہوئے تو قیس بن مسہر صیداوی کو یہ دستی مکتوب دے کر روانہ کیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من الحسین بن علی الی اخوانہ من المومنین والمسلمین، سلام علیکم فانی احمد الیکم اللہ الذی لا الہ الا ھو اما بعد فان کتاب مسلم بن عقیل جائنی یخبرنی فیہ بحسن رأیکم واجتماع ملئکم علی نصرنا والطلب بحقنا فنسال اللہ ان یحسن لنا الصنیع وان یثیبکم علی ذالک اعظم الاجر وقد شخصت الیکم من مکۃ یوم الثلاثاء لثمان مضین من ذی الحجہ یوم الترویہ فاذا قدم علیکم رسولی فاکتموا امرکم وجدوا فانی قادم علیکم فی ایامی ھذہ انشاء اللہ تعالیٰ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

من جانب حسین بن علی بنام جمیع مسلمانان اہل کوفہ السلام علیکم میں آپ کی طرف اس ذات گرامی کی حمد وثنا کا ہدیہ اور تحفہ پیش کرتا ہوں جس کے بغیر کوئی معبود نہیں بعد ازیں گذارش ہے کہ مسلم بن عقیل کا خط میرے پاس پہنچ چکا ہے جس میں یہ خوشخبری ہے کہ آپ میرے متعلق حسن ظن اور اچھی رائے رکھتے ہیں اور ہماری نصرت وحمایت پر متفق ہیں اور ہمارے حق کے طلب کرنے پر اتفاق رائے رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اس مقصد کو سرانجام دے اور آپ کے تعاون پر اجر عظیم عطا فرمائے اور میں آپ کی طرف مکہ سے یوم ترویہ ۸ ذوالحج بروز منگل روانہ ہو چکا ہوں جب میرا قاصد پہنچے تو اس امر کو صیغہ راز میں رکھئے اور پھر پورے جدوجہد کیجئے میں انشاء اللہ آپ کے پاس انہی ایام میں پہنچ جاؤں گا السلام علیکم

مسلم کا خط مسلم بن عقیل کا محولہ بالا مکتوب ان کے شہید ہونے سے ۲۷ روز قبل پہنچ چکا تھا جس کا مضمون یہ تھا۔ اما بعد فان الرائد لا یکذب اھلہ و ان جمیع اھل الکوفۃ معک فاقبل حین تقرأ کتابی ھذا والسلام علیکم اما بعد: حالات حاضرہ سے باخبر انسان اپنے لوگوں سے غلط بیانی نہیں کر سکتا۔ سنو! سب اہل کوفہ آپ کے ساتھ ہیں آپ خط پڑھتے ہی میری طرف روانہ ہو جائیے والسلام علیکم۔

صیداوی قیس صیداوی حسینؓ کا مذکورہ بالا مکتوب لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوا قادسیہ پہنچا تو حصین بن نمیر نے اس کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تو ابن زیاد نے کہا قصر امارت پر چڑھ کر کذاب ابن کذاب حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو سب وشتم کر چنانچہ اس نے حمد وثنا کے بعد کہا لوگو! حسینؓ بن علیؓ اب ساری مخلوق سے افضل ہیں وہ رسول اللہ ؐ کے نواسہ ہیں۔ میں آپ کی طرف ان کا قاصد ہوں۔ میں جب چلا وہ "حاجر" مقام پر فروکش تھے تم اس کی سمع و طاعت اور فرمانبرداری کو لازم پکڑو پھر اس نے ابن زیاد باپ بیٹا دونوں پر لعنت بھیجی علیؓ اور حسینؓ دونوں کے لیئے دعاءِ مغفرت کی۔ پھر ابن زیاد نے اس کو اعانت جرم کی پاداش میں " قصر امارت سے نیچے پھینک دینے کا حکم صادر فرمایا چنانچہ وہ پاش پاش ہو کر ہلاک ہو گیا بعض کہتے ہیں ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور کچھ رمق باقی رہ گئی تو عبد الملک بن بجلی نے آگے بڑھ کر اس کی رگ گردن کاٹ دی ابن بجلی نے اس کی راحت کی خاطر یہ اقدام کیا ہے بعض کہتے ہیں وہ عبد الملک نہ تھا بلکہ کوئی اور شخص تھا جو اس کا شبیہ تھا۔ اور ایک بیان کے مطابق قاصد قیس صیداوی نہ تھا بلکہ حضرت حسینؓ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر تھا واللہ اعلم پھر وہاں سے حضرت حسینؓ حالات حاضرہ سے بے خبری کے عالم میں کوفہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

ابومخنف، بواسطہ ابوعلی انصاری، بکر بن مصعب مزنی سے بیان کرتا ہے

کہ حسینؓ جہاں خیمہ زن ہوتے وہاں سے ہی کچھ لوگ آپ کے ہمراہ ہو جاتے۔

ابو مخنف (۲) ابو جناب (۳) عدی بن حرملہ (۴) عبداللہ سلیم اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی سے نقل کرتا ہے کہ ہم جب فریضہ حج سے فارغ ہو گئے تو ہماری انتہائی کوشش یہی تھی کہ حضرت حسینؓ سے آملیں جب ہم آپ کے پاس پہنچے تو ایک اسدی کا وہاں سے گزر ہوا آپ نے اس سے حالات دریافت کرنے کا ارادہ کیا مگر پھر ارادہ ترک کر دیا ہم نے آگے بڑھ کر اس سے کوفے کے حالات دریافت کیئے تو اس نے کہا مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کے قتل کے بعد میں کوفہ سے روانہ ہوا ہوں لوگ ان کی ٹانگیں پکڑ کر بازار میں گھسیٹ رہے تھے پھر ہم نے یہ خبر حسینؓ کو بتائی تو آپ بار بار انا للہ پڑھتے رہے ہم نے عرض کیا احتیاط کیجئے تو فرمایا انکے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں ہم نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیئے خیر و برکت مقدر کرے۔ بعض رفقاءؓ نے کہا آپ ابن عقیل ایسے نہیں آپ ان سے افضل ہیں آپ کوفہ پہنچے تو لوگ آپ کی طرف دیوانہ وار لپکیں گے۔

بدلہ ان دو اسدیوں کے بغیر اور راوی کا بیان ہے کہ کاروان حسینؓ کو جب ابن عقیل کے قتل کی خبر سنی تو ان کے بھائی کہنے لگے واللہ جب تک ہم اپنا بدلہ اور انتقام نہ لے لیں گے واپس نہیں لوٹیں گے یا موت کے گھاٹ اتر جائیں

لا واللہ لا نرجع حتی ندرك ثارنا او نذوق ما ذاق اخونا۔

عام اعلان پھر آپ زرود کے مقام پر پہنچے تو آپ کو اپنے اس قاصد کے قتل کی خبر معلوم ہوئی جو آپ نے حاجر کے مقام سے روانہ کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا شیعہ اور ہمارے طرف داروں نے بے وفائی کا مظاہرہ کیا ہے جو شخص یہاں سے جانا چاہتا ہے بخوشی چلا جائے اس پر ہماری جانب سے کوئی پابندی نہیں یہ اعلان سنتے ہی لوگ دائیں بائیں راہ فرار اختیار کرنے لگے یہاں تک کہ صرف وہی باقی رہ گئے جو آپ کے ہمراہ مکہ سے چلے تھے آپ نے یہ اعلان اس بنا پر کیا کہ جو لوگ آپ کے ہمراہ اِدھر اُدھر سے

جمع ہو گئے ہیں وہ سمجھتے تھے کہ ہم وہاں آرام و راحت سے زندگی بسر کریں گے جب حالات دگرگوں ہو گئے تو آپ نے ان کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔ کہ وہ سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھائیں۔ پھر آپ نے ساتھیوں کو سحری کے وقت فرمایا کہ پانی سے خوب سیر ہو جائیں بعد ازاں وہاں سے روانہ ہو کر بطن عقبہ میں فروکش ہوئے

بے وفا

ابن سعد (۱) موسیٰ بن اسماعیل (۳) جعفر بن سلیمان (۴) یزید رشک کسی ایسے شخص کا بیان نقل کرتے ہیں جو حضرت حسین سے ہم کلام ہوا کہ میں نے دشت بیابان میں خیمے نصب دیکھ کر پوچھا یہ کس کے خیمے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت حسینؓ کے خیمے ہیں میں خیموں کے پاس پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ ایک شیخ قرآن پاک تلاوت فرما رہے ہیں ان کے رخساروں اور ریش مبارک کے بالوں پر آنسو ٹپک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے نواسۂ رسول! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ اس بیابان اور لق و دق صحرا میں کیونکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا اہل کوفہ کے یہ مکاتیب اور دعوت نامے میرے پاس ہیں اب معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے قتل کے درپے ہیں۔

هذه كتب اهل الكوفة الى ولا اراهم الا قاتلي. میرے قتل کے بعد وہ جملہ جرائم کے مرتکب ہوں گے اللہ تعالیٰ ان پر ایسے اشخاص مسلط کرے گا جو ان کو لونڈی کے دوپٹہ سے بھی ذلیل سمجھیں گے۔

غنة

علی بن محمد (۲) حسن بن دینار (۳) معاویہ بن قرہ سے بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ واللہ تم مجھ پر اس قدر ظلم و تعدی کرو گے جیسے بنی اسرائیل نے یوم سبت میں کیا۔ علی بن محمد جعفر بن سلیمان ضبعی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نے فرمایا واللہ وہ میرے خون کے پیاسے ہیں جب انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسا حاکم مسلط کرے گا جو ان کو کنیز کی اوڑھنی اور دوپٹہ سے بھی ذلیل سمجھے گا۔ چنانچہ آپ نینوی میں یوم عاشورہ ۶۱ھ میں شہید ہو گئے۔ یعقوب بن سفیان ۲، ابوبکر حمیدی

(۳) سفیان (۴) شہاب بن حراش (۵) اپنے کسی ہم قوم سے بیان کرتے ہیں کہ میں اس لشکر میں شامل تھا جس کو ابن زیاد نے حسینؓ کی طرف روانہ کیا وہ چار ہزار افراد پر مشتمل تھا جس کو ابن زیاد نے دیلم کے مقابلہ کے لیے منتخب کیا تھا۔ میری حضرت حسینؓ سے ملاقات ہوئی ان کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ تھے میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے وعلیکم السلام کہہ کر فرمایا (حسینؓ کی آواز میں غنہ تھا) رات سے تم میں چور رچکر لگا رہے ہیں شہاب بن حراش کہتا ہے کہ میں نے یہ بات زید بن علی کو بتائی تو وہ بہت خوش ہوئے کہ ان کی آواز میں بھی غنہ تھا سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ غنہ اور ناک سے آواز نکلنا آلِ حسینؓ میں معروف تھا

دعا | ابو مخنف ابو خالد کاہلی سے بیان کرتا ہے کہ جب دشمن کے شہسوار آگے بڑھے تو حسینؓ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ [اللھم انت ثقتی فی کل کرب، ورجائی فی کل شدۃ وانت لی من کل امر نزل ثقۃ وعدۃ نکم من ھم یضعف فیہ الفؤاد وتقل فیہ الحیلۃ ویخذل فیہ الصدیق ویشمت فیہ العدو فانزلتہ بک وشکوتہ الیک رغبۃ فیہ الیک عمن سواک ففرجتہ وکشفتہ وکفیتہ، فانت لی ولی کل نعمۃ و کل حسنۃ ومنتھی کل غایتہ۔

۔ الٰہی ہر مصیبت میں تجھ پر میرا بھروسہ ہے اور ہر شدت میں تجھ سے میری امید وابستہ ہے اور ہر آنے والی سختی میں تو میرا معتمد اور سہارا ہے۔ کتنے ہی رنج و الم پیش آئے جن سے دل کمزور ہو گیا اور تدبیر ناکام ہو گئی۔ دوست نے بے وفائی کی دشمن نے خوشی منائی۔ میں نے وہ تیری بارگاہ میں پیش کیے اور ما سوا سے بے نیاز ہو کر صرف تجھ ہی سے التجا کی تو نے وہ آسان کر دیئے اور وہ مشکل امور رفع کر دیئے اور ان میں میری دستگیری فرمائی تو ہر نعمت کا مالک ہے تو ہی محسن اور احسان کرنے والا ہے اور تو ہی ہر

غایت اور انجام کا منتہی اور آخری سہارا ہے۔

کربلا ابو عبید قاسم بن سلام (۲) حجاج بن محمد (۳) ابو معشر (۴) نا معلوم شیخ سے بیان کرتے ہیں کہ جب کربلا میں پہنچے تو حسین نے پوچھا ما اسم ھذہ الارض اس مقام کا نام کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کربلا، آپ نے یہ جواب سن کر فرمایا۔ کرب وبلاء یعنی مصیبت اور ابتلاء۔

شرائط صلح ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حسین کے ساتھ جنگ وجدال کے لئے بھیجا تو حسین رض نے کہا اے عمر! ان تین امور سے جو چاہو پسند کر لو، آپ مزاحمت نہ کریں جیسے آیا ہوں واپس چلا جاتا ہوں ۱ما ان تترکنی ارجع کما جئت (۲) یہ منظور نہ ہو تو مجھے یزید کے پاس جانے دو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔ میرے متعلق وہ جو چاہے فیصلہ کرے

فان ابیت ھذہ فسیرنی الی یزید ۔ فاضع یدی فی یدہ فیحکم فی ما رای

(۳) اگر یہ بھی قبول نہ ہو تو مجھے ترک کی سرحد پر چلے جانے دو میں تا زیست ان سے برسر پیکار رہوں گا فان ابیت ھذہ فسیرنی الی الترک فاقاتلھم حتی اموت چنانچہ عمر نے ابن زیاد کو خط ارسال کیا خط پڑھ کر ابن زیاد نے حسین کو یزید کے پاس روانہ کر دینے کا اظہار کیا تو شمر بن ذی الجوشن ۶ھ نے کہا بالکل نہیں الا یہ کہ وہ آپ کا حکم تسلیم کرے چنانچہ اس نے حسین کو یہ پیغام بھیجا تو حسین نے قطعی انکار فرمایا واللہ لا افعل۔

ابن سعد حسین کے ساتھ جنگ کرنے میں لیت ولعل سے کام لے رہے تھے کہ کوئی سلامتی کا راستہ نکل آئے۔ چنانچہ ابن زیاد نے شمر کو یہ پیغام دے کر روانہ کیا ان تقدم عمر فقاتل والا فاقتلہ وکن مکانہ فقد ولیتک الامرۃ اگر عمر لڑائی پر امادہ ہو جائے تو بہتر ورنہ اسے قتل کر دو اور اس کی بجائے تم امیر ہو۔ میں نے تجھے امیر نامزد کر دیا ہے۔

عمر بن سعد کے ہمراہ قریباً تیس افراد اعیان کوفہ میں سے تھے۔ انہوں نے عمر سے کہا کیا آپ نواسۂ رسولؐ کی پیش کردہ صورتوں میں سے کسی کو بھی قبول نہیں کرتے چنانچہ وہ اس رویہ سے بدظن ہو کر حسینؓ کے ساتھ آملے۔

لاکھ ابو زرعہ (۲) سعید بن سلیمان (۳) عباد بن عوام (۴) حصین (۵) شاہد معرکہ (۶) سعد بن عبیدہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حسینؓ کو دیکھا وہ دھاریدار جبہ زیب تن کیے تھے عمرو بن خالد طہوی نے آپ کو ایک تیر مارا جو آپ کے جبہ میں پیوست ہو گیا۔ ابن جریر (۲) محمد بن عمار رازی (۳) سعید بن سلیمان عباد بن عوام (۵) حصین سے نقل کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حسینؓ کو یہ مکتوب بھیجا کہ ایک لاکھ افراد آپ کا منتظر ہے۔ چنانچہ آپ نے ابن عقیل کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے ان کے پاس بھیجا جیسے کہ پہلے بہ تفصیل بیان ہو چکا ہے۔

چوکیاں حصین، ہلال بن یساف سے بیان کرتا ہے کہ ابن زیاد نے پبلک کو حکم دیا کہ مقام واقصہ کے درمیان میں سے طریق شام اور طریق بصرہ تک محافظ اور نگران مقرر کر دیں ہر مسافر اور راہرو کی نقل و حرکت اور آمد و رفت پر پابندی لگا دیں ادھر حسینؓ برابر چلے آ رہے ہیں آپ کو کسی قسم کا علم نہیں راستہ میں آپ کو چند دیہاتی ملے آپ نے ان سے کوفیوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا اب آپ کوئی نقل و حرکت نہیں کر سکیں گے اور یہاں سے پس و پیش نہیں ہو سکیں گے۔

یزید کی جانب تو پھر آپ نے سفر کا رخ یزید کی طرف موڑ دیا۔ فانطلق یسیر نحو یزید بن معاویہ" اور وہیں کربلا میں ہی آپ کے پاس ابن زیاد کا لشکر آ پہنچا اور آپ نے ان کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا۔ ابن زیاد نے حسینؓ کے پاس عمر بن سعد، شمر بن ذی الجوشن اور حصین بن نمیر کو بھیجا تو آپ نے ان کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دیا کہ وہ امیر المومنین یزید کے پاس بھیج دیں فیضع یدہ فی یدہ وہ اس کی بیعت کر لے گا تو انہوں نے کہا بالکل نہیں پہلے آپ ابن زیاد کی طاعت قبول کریں

حرؒ ان کے ہمراہ حر بن یزید حنظلی تمیمی بھی تھا اس نے حضرت حسینؓ کا مطالبہ سنکر کہا کیا تمہیں خوف خدا نہیں تم ان کا مطالبہ اور تجویز کیوں نہیں قبول کرتے؟ یہ مطالبہ تو ترکی اور دیلمی کافر بھی پیش کرتے تو اس کا رد کرنا جائز نہیں حرؒ اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاکر حسینؓ کی طرف چلا آیا حسینی قافلہ نے سمجھا کہ لڑائی اور مقابلہ کی خاطر آیا ہے جب ذرا قریب ہوا تو اس نے اپنی ڈھال الٹ کر سلام عرض کیا پھر اس نے معًا ابن زیاد کی فوج پر حملہ کیا دو کو موت کے گھاٹ اتارا اور پھر خود جام شہادت نوش فرمایا۔

سو روایت ہے کہ زہیر بن قیس بھی حج کی خاطر گیا اور حسینؓ کے ہمراہ واپس آیا ابن ابی بحر مرادی، عمرو بن حجاج اور معن سلمی کو ابن زیاد نے حسینؓ کی خدمت میں بات چیت کے لیئے روانہ کیا آپ دھاریدار جبہ پہنے ان سے گفتگو کر رہے تھے آپ ناکام گفتگو سے فارغ ہوکر واپس ہوئے تو عمرو طہوی نے آپ کے کندھوں کے مابین تیر مارا جو جبہ میں پیوست ہوگیا یہ قافلہ قریبًا سو افراد پر مشتمل تھا ان میں حضرت علیؓ کے پانچ صاحبزادے ۱۶، ہاشمی ایک سلیمی حلیف ایک کنانی حلیف اور ابن زیاد کا ابن عم

دھمکی حصین بیان کرتا ہے کہ مجھے سعید بن عبیدہ نے بتایا کہ ہم عمر بن سعد کے ساتھ پانی میں غسل کر رہے تھے کہ کسی قاصد نے آپ کے ساتھ سرگوشی کی اور یہ بات گوش گزار کی کہ ابن زیاد نے آپ کی طرف جویریہ بن بدر تمیمی کو بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے اگر تم نے آج جنگ کا آغاز نہ کیا اور اس سے گریز کیا تو وہ تیرا سر قلم کردے۔ چنانچہ وہ فورا چھلانگ لگاکر گھوڑے پر سوار ہوگیا اور گھوڑے کی پشت پر ہی اسلحہ سے لیس ہوا پھر لشکر کو حسینی قافلہ کی طرف لے گیا لڑائی کے بعد حضرت حسینؓ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے رکھا گیا۔ آپ کی ناک مبارک کی طرف وہ چھڑی سے اشارہ کرکے کہہ رہا تھا کہ حسین کے کچھ بال سفید پڑ چکے ہیں پھر آپ کے اہل وعیال اور بال بچوں کو پیش کیا گیا۔ اور ان سے بہترین سلوک یہ کیا کہ رہائش کے لیئے ان کو علیحدہ مکان مہیا کردیا اور ان کے خورد و نوش اور لباس کا بھی انتظام کردیا عبداللہ بن جعفر یا ابن ابی جعفر کے

دو صاحبزادے ایک طائی کے پاس پناہ گزین تھے اس نے انکے سر قلم کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیئے ابن زیاد نے اس کی رہائش گاہ مسمار کرادی اور اسے قتل کی دھمکی دی ۔

افسوس حصین معاویہ بن ابی سفیان کے غلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کا سر مبارک یزید کے روبرو پیش کیا گیا تو وہ گریہ و زاری کرتا ہوا کہنے لگا اگر ابن زیاد اور ان کے مابین قرابت اور رشتہ ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتا ۔ حصین کا بیان ہے کہ حسینؓ کی شہادت کے بعد ۲ یا ۳ تین ماہ تک طلوع آفتاب سے چاشت تک تمام در و دیوار خون آلود معلوم ہوتے تھے

نصیحت ابو مخنف بذریعہ لوذان عکرمہ سے بیان کرتا ہے کہ اس کے کسی چچا نے حضرت حسینؓ سے پوچھا آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں انہوں نے بتایا تو اس نے عرض کیا خدارا آپ واپس لوٹ آئیں واللہ ان میں سے نہ کوئی آپ کا دفاع کرے گا اور نہ کوئی معاون و مددگار ہوگا واللہ آپ موت کی طرف گامزن ہیں ۔ یہ خطوط اور پیام رسان اگر آپ کو لڑائی کی مشقت و زحمت سے کفایت کرتے اور دیگر انتظامی امور خود سرانجام دیتے ازاں بعد آپ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو یہ ایک بات تھی لیکن اندریں حالات ان کے پاس آپ کا جانا میں اس کو دانشمندی نہیں سمجھتا تو حسینؓ نے کہا یہ بات مجھ پر مخفی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی قضا و قدرت پر غالب ہے قسمت کا لکھا کوئی مٹا سکتا ہے ؟ پھر آپ کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے خالد بن عاص کہتے ہیں ۔

رب مستنصح یغش ویردی بیشتر لوگ جن سے مشورہ لیا جاتا ہے دھوکہ باز اور ریناہ کار ہوتے ہیں وظنین بالغیب یلفی نصیحا اور بعض اوقات متہم اور ناقابل اعتبار بھی خیر خواہ ہوتا ہے

سنہ ۶۰ھ ماہ رمضان میں یزید نے ولید بن عتبہ کو مدینہ کی امارت سے معزول کر دیا ۔ عمرو بن سعید بن عاص کو امیر حرمین مقرر کر دیا اس نے امارت حج کے فرائض بھی سرانجام دیئے ۔ سنہ ۶۱ھ کے آغاز میں حسینی قافلہ مکہ اور عراق کے مابین سفر پر

گامزن تھا اور ۱۰ محرم ۶۱ھ کو آپ شہید ہوئے اسی مشہور قول کو واقدی وغیرہ مورخین نے درست کہا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ماہ صفر ۶۱ھ میں جام شہادت نوش فرمایا

محفوظ مقام

ابو مخنف (۲) ابو جناب (۳) عدی بن حرملہ (۴) عبداللہ بن حرملہ (۵) عبداللہ بن سلیم اسدی اور مذری بن مشمعل اسدی سے بیان کرتا ہے کہ حسینؓ نے حسب مقام "شرف" پر پڑاؤ ڈالا تو اپنے رفقاء سے سحری کے وقت کہا غروب سیر ہو کر پانی پی لو پھر آپ نے دوپہر تک سفر کیا اور ایک آدمی کو نعرہ تکبیر کہتے ہوئے سنا تو پوچھا نعرہ بازی کا کیا باعث ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے کھجور کے درخت نظر آئے ہیں دونوں اسدیوں نے کہا اس مکان میں کھجور کے درخت ناپید ہیں تو حسینؓ نے کہا تو آپ کے خیال میں اس نے کیا دیکھا ہے تو انہوں نے کہا یہ لشکر آرہا ہے تو حسینؓ نے کہا کوئی ایسا مقام ہے جس کی طرف ہم پشت کریں اور صرف ایک سمت سے ان کے مقابل ہوں انہوں نے عرض کیا "ذوحسم" مقام ہے پھر آپ وہاں سے بائیں طرف چل کر فروکش ہو گئے اور خیمے نصب کر دیئے۔

اقتدا

ابن زیاد نے حر بن یزید تمیمی کی قیادت میں بطور ہراول دستہ ایک ہزار سواروں روانہ کیئے وہ دوپہر کے وقت حسین کے بالمقابل آ کھڑے ہوئے اور حسینی قافلہ بھی اسلحہ سے لیس تھا پھر آپ نے اپنے رفقاء کو پانی پینے اور گھوڑوں کو بھی پانی پلانے کا ارشاد فرمایا نیز دشمن کے گھوڑوں کو بھی پانی فراہم کریں۔ نماز ظہر کا وقت آگیا تو آپ نے حجاج بن مسروق جعفی کو اذان کہنے کا حکم دیا پھر حضرت حسینؓ تہمد باندھے چادر اوڑھے جوتا پہنے تشریف لائے موافق و مخالف سب نمازیوں کو خطاب کیا اور یہاں آنے کی معذرت پیش کی کہ اہل کوفہ نے ہمیں تحریر کیا تھا کہ ان کا کوئی امام اور خلیفہ نہیں اگر آپ تشریف لا دیں تو ہم بیعت کر لیں گے اور آپ کے ہمراہ قتل و قتال میں شامل ہوں گے پھر تکبیر ہوئی تو آپ نے حر سے کہا کیا تم اپنے لشکر کی امامت کرو گے۔ اور علیحدہ نماز پڑھو گے اس نے کہا جی نہیں آپ ہی امامت فرما دیں ہم آپ ہی کی

اقتدا میں نماز پڑھیں گے آپ نماز کے بعد اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ اور آپ کے رفقاء بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حر تمیمی اپنے لشکر میں چلا گیا۔ دونوں فریق پوری تیاری میں تھے۔ پھر حضرت حسینؓ نے نماز عصر کے بعد تقریر فرمائی اور ان کو سمع وطاعت پر آمادہ کیا اور ظالم حکمرانوں کی بیعت توڑ دینے کی تلقین کی

خطوط حر نے کہا ان مکاتیب وخطوط کا ہمیں کوئی علم نہیں اور نہ ہم اس کے تحریر کرنے والوں کو جانتے ہیں چنانچہ حسینؓ نے خطوط کے بھرے ہوئے دو تھیلے اس کے سامنے انڈیل دیئے اور حر نے ان میں سے چند خطوط پڑھے بھی تو حر نے کہا ان مکاتیب لکھنے والوں سے ہمارا کوئی سروکار نہیں اور ہم تو اس بات کے مامور ہیں کہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں یہاں تک کہ آپ کو ابن زیاد کے پاس کوفہ پہنچا دیں تو حسینؓ نے فرمایا لیکن یہ موت سے پہلے ناممکن ہے الموت ادنی من ذالك

واپسی کا عزم پھر حسینؓ نے اپنے قافلہ کو روانگی کا حکم دیا کہ سب سوار ہو جاؤ چنانچہ خواتین تک سب سوار ہو گئے اور واپسی کا ارادہ کیا تو انہوں نے راستہ روک لیا اور واپسی میں حائل ہو گئے آپ نے خفا ہو کر حر سے کہا ثکلتك امك ما تريد، تیری ماں تجھے گم پائے تو کیا چاہتا ہے حر نے جواب دیا آپ کے علاوہ اگر کوئی اور عرب ان حالات میں میری ماں کا نام زبان پر لاتا تو میں اس سے فوراً بدلہ لے لیتا اور اس کی ماں کو معاف نہ کرتا لیکن آپ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی تو ہم بغیر تعظیم وتوقیر کے زبان پر لا ہی نہیں سکتے پھر فریقین کی آپس میں نوک جھونک ہوئی اور اپنے اپنے مقام پر واپس لوٹ آئے پھر حر نے حسینؓ سے کہا مجھے آپ سے لڑنے کا حکم نہیں ملا مجھے تو صرف یہ حکم ملا ہے کہ آپ کا پیچھا نہ چھوڑوں یہاں تک کہ آپ کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچا دوں اگر آپ اسے منظور نہیں کرتے تو ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ جاتا ہو نہ مدینہ اگر آپ پسند کریں تو آپ خود یزید کو لکھ دیں میں ابن زیاد

کو لکھتا ہوں شاید میرے لیئے اللہ تعالیٰ کوئی ایسی صورت پیدا کر دے جس سے میں آپ کے معاملہ میں امتحان سے بچ جاؤں۔ بعد ازاں حضرت حسینؓ نے عذیب اور قادسیہ کے بائیں جانب سفر شروع کر دیا اور حر بھی آپ کے ساتھ برابر چلا آرہا تھا۔ اور بار بار عرض کرتا تھا جناب حسینؓ! اپنے معاملہ میں خدا کو یاد کیجئے خدارا اپنی حفاظت کیجیو اللہ مجھے یقین ہے اگر آپ نے جنگ شروع کیا اور جارحانہ کارروائی کی تو ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اگر مدافعانہ کارروائی پر مجبور ہوئے تو بھی میرے خیال میں ہلاک اور تباہ ہو جاؤ گے۔ تو حسینؓ نے غضبناک ہو کر کہا۔ افبالموت تخوفنی۔ کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے لیکن اب میں وہی کہتا ہوں جو رسول اللہ ؐ کے ایک صحابی نے جہاد پر جاتے ہوئے اپنے بھائی کی یہ دھمکی "تو کہاں جا رہا ہے تو تو مقتول ہے" سن کر کہا تھا

سامضی وما بالموت عار علی الفتی	میں ضرور جاؤں گا نوجوانوں کے لیئے موت ذلت نہیں
اذا ما نوی حقا وجاھد مسلما	جبکہ اس کی نیت نیک ہو اور مسلمان ہو کر جہاد میں شریک ہو
وآسی الرجال الصالحین بنفسه	اور اپنی جان دے کر صالح لوگوں کا مددگار ہو
وفارق تخوفا ان یعیش ویرغما	اور رسوا زندگی بسر کرنے کے خطرہ سے دور ہو

حر یہ اشعار سن کر علیحدہ ہو گیا اور اپنے لشکر میں دوسری طرف چلنے لگا۔

وفد

دونوں فریق "عذیب الہجانات" کے مقام پر پہنچ گئے تو کوفہ سے چار سوار اپنی سواریوں کو تیز دوڑائے چلے آرہے ہیں۔ ان کے ہمراہ نافع بن ہلال کا کامل نامی گھوڑا بھی ہے اور ان کا راہ آموز طرماح بن عدی اپنے گھوڑے پر سوار یہ اشعار الاپ رہا ہے۔

یا ناقتی لا تذعری من زجری	اے میری اونٹنی! میری ڈانٹ سے نہ ڈر
وشمری قبل طلوع الفجر	اور طلوع فجر سے قبل تیز دوڑ
بخیر رکبان وخیر سفر	بہترین سواروں کو لے کر بہترین سفر پہ
حتی تحلی بکریم النجر	یہاں تک کہ تو شریف النسب انسان تک پہنچ جائے

الماجد الحر رحیب الصدر جو معزز آزاد منش اور کشادہ سینہ ہے جس کو
آتی بہ اللہ لخیر امر   اللہ تعالیٰ بہترین کام کے لیے لایا ہے۔
ثمت آبقا نبقاً الدھر   اللہ تعالیٰ اسے سدا سلامت رکھے۔

حر نے ان کو حسین کے پاس جانے سے روکنا چاہا تو حسینؓ نے اس کو ڈانٹ دیا جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو آپ نے ان سے کوفیوں کے حالات دریافت کیے تو مجمع بن عبد اللہ عامری نے عرض کیا اشراف اور امرا تو بالکل آپ کے مخالف ہیں کہ ان کو بڑی بڑی رشوتیں مل چکی ہیں ان کی تجوریاں بھر چکی ہیں بنا بریں ان کے نظریات تبدیل ہو چکے ہیں ان کی وفاداریاں آپ کے ساتھ نہیں۔ باقی رہے عوام۔ تو ان کے دل آپ کی طرف مائل ہیں مگر ان کی تلواریں کل آپ کے خلاف ہوں گی۔ پھر ان سے پوچھا ہمارے قاصد کا کچھ علم ہے پوچھا کون قاصد فرمایا قیس بن مسہر صیداوی تو انہوں نے عرض کیا! ہاں حصین بن نمیر نے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس بھیج دیا تھا ابن زیاد نے اس کو حکم دیا کہ وہ آپ پر اور علیؓ پر لعنت بھیجے چنانچہ اس نے آپ کے لیے مغفرت کی دعا کی ابن زیاد اور زیاد دونوں پر لعنت بھیجی اور آپ کی نصرت و حمایت کی لوگوں کو دعوت دی اور آپ کی آمد کی اطلاع دی پھر اسے قصر امارت پر سے گرا دیا گیا اور وہ شہید ہو گیا یہ سارا واقعہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ منھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر۔

ان میں بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض ابھی منتظر ہیں الٰہی اجنت کے محلات ان کو عطا فرما ہمیں اور ان کو اپنے جوار رحمت اور مرغوب ثواب میں جمع فرما۔ پھر طرماح بن عدی نے حسین سے عرض کیا دیکھئے آپ کے ہمراہ کتنے افراد ہیں مجھے تو صرف یہی معمولی سا قافلہ دکھائی دے رہا ہے اور یہ لوگ جو آپ کا تعاقب کر رہے ہیں وہی آپ کے قافلہ کیلئے کافی ہیں علاوہ ازیں بیرون کوفہ ایک عظیم لشکر آپ کے مقابلہ کے لیے تیار کھڑا ہے۔

خدارا اگر ممکن ہو تو ان کی طرف ایک بالشت بھی پیش قدمی نہ کیجیے اگر آپ دشمنوں سے محفوظ علاقے میں قیام کرنا پسند کرتے ہیں تو واللہ ہمیں کبھی ذلت و رسوائی کا سامنا نہیں ہوا نوبیں آپ کو قبیلہ طی کے اجا وسلمی پہاڑوں میں لے چلتا ہوں وہاں آپ جب تک دل چاہے قیام کریں وہاں دس ہزار طائی آپ کے سامنے تلوار بہ کف کھڑے ہونگے واللہ جب تک انکے دم میں دم ہوگا آپ کا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا۔ تو حسینؓ نے فرمایا خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ لیکن آپ اپنے عزم سے باز نہیں آئے برابر اپنے سفر پر گامزن رہے اور رات کو اپنے نوجوانوں کو بقدر کفایت پینے اور مشکیزے بھر لینے کا حکم فرمایا پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

خواب دوران سفر اونگھ گئے اور چونک کر انا للہ اور الحمد للہ پڑھنے لگے پھر فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک سوار کہتا جا رہا ہے لوگ چلتے ہیں موت ان کی طرف رواں دواں ہے۔ "القوم یسیرون والمنایا تسری الیھم" اس کی تعبیر یہ ہے کہ ہمیں موت سے مطلع کیا جا رہا ہے پھر آپ نے نماز فجر ادا کرنے کے فوراً بعد ہی بائیں طرف سفر شروع کر دیا اور نینوی پہنچ گئے۔ پھر کوفہ کی طرف سے ایک سوار کندھے پر کمان رکھے ہوئے دکھائی دیا اس نے آپ سے رخ پھیر کر حر کو سلام کہا اور ابن زیاد کا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ ہے کہ حسینؓ کو کوفے کی طرف ایسے راہ پر سفر کرنے پر مجبور کرے جس پر بستی ہو نہ قلعہ تاوقتیکہ ہمارا لشکر آ پہنچے یہ بروز جمعرات ۲ محرم ۶۱ھ کا واقعہ ہے

عمر بن سعد دوسرے روز عمر بن سعد چار ہزار کا لشکر لے کر پہنچ گیا جس کو ابن زیاد نے دیلم کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے تیار کیا تھا اور وہ کوفہ سے باہر ہی پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جب یہ قصہ پیش آیا تو ابن زیاد نے اس کو حسینؓ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا کہ اس سے فراغت کے بعد دیلم کی طرف روانہ ہو جائے عمر بن سعد نے حسینؓ کے ساتھ محاذ آرائی کرنے سے استعفا پیش کر دیا تو ابن زیاد نے کہا چاہو تو میں آپ کا استعفیٰ منظور کر

کر لیتا ہوں اور دیگر علاقے کی نیابت سے بھی معزول کر دوں گا تو ابن سعد نے سوچنے کی مہلت طلب کی چنانچہ آپ نے جس سے بھی مشورہ کیا اس نے ہی حسین کے ساتھ برسر پیکار ہونے سے منع کیا حتیٰ کہ آپ کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے بھی کہا کہ آپ حسین رضی کے ساتھ معرکہ کے لیئے قطعاً نہ جائیں یہ معصیت کے علاوہ قطع رحمی بھی ہے حسین کے قتل کا ارتکاب کرنے کی نسبت "خدا کی قسم" تمام روئے زمین کی سلطنت سے دستبردار ہونا بہتر ہے تو عمر بن سعد نے کہا میں انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

پھر ابن زیاد نے آپ کو معزول کرنے کے علاوہ قتل وغارت کی بھی دھمکی دی تو وہ مرعوب ہو گئے اور با دل نخواستہ ہو کر حسین کے مقابل پہنچ گئے آپ نے آتے ہی حسین کے پاس قاصد روانہ کیا اور دریافت کیا آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کوفہ کے باشندوں نے ہی مجھے یہاں آنے کی دعوت پیش کی ہے اب اگر وہ مجھے ناگوار سمجھتے ہیں تو میں مکہ واپس جانے کو بالکل تیار ہوں۔ عمر بن سعد کو یہ پیغام ملا تو اس نے کہا غالب امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے سے محفوظ رکھے گا۔

چنانچہ ابن زیاد کو فوراً خط لکھ کر یہ پیغام پہنچا دیا تو ابن زیاد نے جواب میں یہ مراسلہ روانہ کیا۔ ان حل بينهم وبين الماء كما فعل بالتقي الزكي المظلوم امير المومنين عثمان بن عفان رضي الله عنه. کہ امیر المؤمنین عثمان کی طرح تم بھی ان کا پانی بند کر دو حسین رضی اور ان کے رفقاء سے کہو کہ وہ امیر المومنین یزید کی بیعت کر لیں اسکے بعد ہم اپنی صوابدید کے موافق عمل کریں گے ایک فوجی دستہ نے عمرو بن حجاج کے زیر قیادت حسینی قافلہ کو پانی سے روکنا شروع کر دیا حضرت حسین رضی نے اس پہ تشنگی اور سدا پیاسا رہنے کی بد دعا کی تو وہ پیاس کی شدت سے چل بسا۔ پھر آپ نے عمر بن سعد کو یہ تجویز پیش کی کہ فریقین کا اجتماع ہو پھر دونوں بیس، بیس سوار لے کر آتے اور رات گئے تک تخلیہ میں باتوں میں مصروف رہے کوئی تیسرا شخص اس راز و نیاز میں

شریک نہ تھا لیکن بعض کا خیال تھا کہ حسینؓ نے یہ مطالبہ پیش کیا ہے کہ ان کے ہمراہ شام میں یزید کے پاس چلے اور دونوں لشکر یہیں فروکش رہیں تو عمر بن سعد نے کہا ایسا ہوا تو ابن زیاد میرا مکان مسمار کرادے گا آپ نے کہا میں اس سے بہتر مکان تعمیر کرادونگا پھر عمر نے کہا میری زمین اور جائیداد ضبط کرے گا تو آپ نے فرمایا میں اپنی حجاز کی جائیداد آپ کو عطا کر دوں گا مگر عمر بن سعد نے یہ بھی پسند نہ کیا اور بعض کی قیاس آرائی یہ ہے کہ حسینؓ نے کہا یا تو ہم دونوں یزید کے پاس جائیں یا آپ مجھے حجاز جانے دیں یا پھر ترک کی سرحد پہ جا کر ان سے جہاد کرنے کی اجازت دو اس کے بعد عمر بن سعد نے ابن زیاد کو پھر خط لکھا اور صورتحال سے آگاہ کیا تو ابن زیاد نے کہا ٹھیک ہے میں نے منظور کر لیا۔ مگر شمر نے عرض کیا جناب بالکل نہیں جب تک وہ آپ کی اطاعت نہ قبول کریں کہیں نہ جلنے پائیں واللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسین اور ابن سعد رات بھر سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں۔ ابن زیاد نے اس رائے کو پسند کیا اور اس کی تائید کی (نعم مارأیت)۔

دردست یزید

ابومخنف (۲) عبدالرحمن بن جندب (۳) عقبہ بن سمعان سے بیان کرتا ہے کہ میں مکہ سے حسینؓ کی روانگی کے وقت سے سانحہ شہادت تک آپ کے ہمراہ رہا۔ واللہ میں نے آپ کی ہر بات اپنے کانوں سے سنی ہے آپ نے یہ تجویز پیش نہیں کی کہ یزید کے پاس جا کر اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں اور نہ آپ نے کسی سرحد پر جانے کا مطالبہ پیش کیا بلکہ آپ نے صرف دو مطالبے پیش کیے (۱) جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس ہو جائیں یا وہ اللہ کے وسیع وعریض ملک میں کہیں جانے کی اجازت دیں تاآنکہ پبلک کسی بات پر متفق ہو جائے۔ پھر ابن زیاد نے شمر کو یہ حکم دے کر روانہ کیا اگر حسینؓ اور اس کے رفقا میری طاعت قبول کر کے آجاویں تو بہتر ورنہ ابن سعد کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دے اگر وہ ذرا بھی تامل کرے تو اس کا سر قلم کر کے خود قیادت سنبھال لو۔

مکتوب نیز ابن سعد کو بھی جنگ میں دیر کرنے پر تہدید آمیز مراسلہ بھیجا اگر حسینؓ طاعت قبول نہ کرے تو ان سے برسرپیکار ہو جا کیونکہ وہ باغی ہیں۔

پناہ عبیداللہ بن ابی المحل نے اپنی پھوپھی ام البنین بنت حرام زوجہ علی کی اولاد (عباسؓ عبداللہ، جعفر اور عثمان) کے لیے ابن زیاد سے امان طلب کی تو اس نے پروانہ لکھ دیا یہ تحریر عبیداللہ بن ابی المحل نے اپنے غلام کرمان کے ہاتھ وہاں روانہ کی یہ پروانہ ان کو ملا تو انہوں نے کہا ابن سمیہ کی امان ہم نہیں چاہتے ہم اس سے بہتر امان کے طلب گار ہیں۔

فرمان ابن زیاد کا یہ فرمان لے کر شمر جب عمر بن سعد کے پاس پہنچا تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے اور جو پیغام تو لایا ہے۔ ابعد اللہ دارک وقبح ما جئت بہ۔ واللہ میرا غالب گمان ہے کہ حسینؓ کے جو مطالبات میں نے ابن زیاد کے پاس روانہ کیے تھے ان سے تو نے ہی برگشتہ کیا ہے۔ شمر نے کہا بتائیے آپ کا کیا ارادہ ہے آپ ان سے جنگ پر آمادہ ہیں یا یہ منصب میرے سپرد کرتے ہیں ابن سعد نے کہا نہیں، نہیں میں خود جنگ کی قیادت کروں گا چنانچہ ابن سعد نے شمر کو پیادہ فوج کا رئیس مقرر کر دیا۔

بھانجے بروز جمعرات ۹ محرم بعد از زوال اپنے لشکر کو حسینی قافلہ کے سامنے لا کھڑا کیا تو شمر نے کہا ابن بنو اختنا ہمارے بھانجے کہاں ہیں تو عباسؓ عبداللہ، عثمان اور جعفر ان کے پاس آئے تو اس نے کہا تمہارے لیے امن و سلامتی ہے تو انہوں نے کہا ہمارے ساتھ نواسہ رسول کو بھی امن امان ہے تو بہتر ورنہ ہمیں آپ کی پناہ اور امان کی کوئی حاجت نہیں۔ پھر ابن سعد نے اعلان کیا کہ اے خدائی لشکر سوار ہو جاؤ اور فتح کا مژدہ سنو چنانچہ وہ نماز عصر کے بعد حسینی قافلہ کی طرف بڑھے اور قریب آ پہنچے۔ ادھر یہ کمروفر ہے۔

خواب ادھر حسینؓ اپنے خیمہ کے سامنے تلوار لیے گوٹ مار کر تشریف فرما تھے اونگھ آگئی اور سر ذرا نیچے جھک گیا یہ شور و غوغا سن کر زینبؓ

نے آپ کو بیدار کیا تو فرمایا میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ ہے آپ نے مجھے فرمایا "انک تروح الینا" تو ہمارے پاس چلا آئے گا اس نے اپنا چہرہ پیٹتے ہوئے کہا ہائے افسوس، تو آپ نے فرمایا پیاری بہن! آپ کو کوئی افسوس نہیں، اطمینان کیجئے اللہ آپ پر رحم فرمائے۔

آغاز پھر آپ کے بھائی عباس بن علی نے عرض کیا وہ آ گئے ہیں آپ نے فرمایا جاؤ ان سے پوچھو کیا بات ہے؟ تو آپ نے قریبًا بیس سواروں کے ہمراہ ان سے صورتحال دریافت کی تو انہوں نے کہا ابن زیاد کا حکم ہے کہ غیر مشروط طور پر اس کا فیصلہ تسلیم کر کے اس کے پاس چلے چلو ورنہ ہم آپ سے جنگ کریں گے۔ تو عباس نے کہا ذرا ٹھہرو میں حضرت حسینؓ کو مطلع کرتا ہوں آپ واپس ہوئے تو دونوں فریق بالمقابل کھڑے نوک جھونک کرنے لگے حضرت حسینؓ کے طرفدار کہنے لگے تم بدترین لوگ ہو جو اہل بیت کے قتل وغارت کے درپے ہو اور زمانے کے بہترین لوگوں کو ہلاک اور برباد کرنے کے خواہشمند ہو۔ عباس بن علی نے ان کو حضرت حسینؓ کا یہ پیغام دیا کہ اب تم واپس لوٹ جاؤ رات کو ہم اس معاملہ میں غور وخوض اور اصلاح مشورہ کریں گے۔

مہلت عمر بن سعد نے شمر بن ذی الجوشنؓ سے کہا اب کیا رائے ہے شمر نے کہا آپ امیر اور سپہ سالار ہیں جو آپ کی رائے ہو تو عمرو بن حجاج بن سلمہ زبیدی نے کہا سبحان اللہ۔ عجیب ہے واللہ یہ تجویز تو کوئی کافر بھی پیش کرے تو قبول کر لینی چاہیے پھر قیس ابن اشعث نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا واللہ وہ صبح کو لڑائی کے لیئے آمادہ ہوں گے۔ فلعمری لیصبحنك بالقتال غدوة۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔

تیاری عباس بن علی واپس تشریف لے آئے تو آپ نے فرمایا آج رات ہم نفل ونوافل پڑھیں گے دعاؤ استغفار مانگیں گے کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ میں اس کی عبادت وبندگی، تلاوت واستغفار کا شائق وو دلدادہ ہوں۔

پھر آپ نے خویش و اقارب کو وصیت کی اور رفقا و احباب کو خطاب فرمایا خدا کی فصیح و بلیغ حمد و ستائش اور نبی علیہ السلام پر درود وسلام کے بعد کہا جو شخص آج شب یہاں سے جانا چاہتا ہے چلا جائے میں بخوشی اسے اجازت دیتا ہوں یہ لوگ تو صرف میرے خون کے پیاسے ہیں دریں اثنا مالک بن نضر نے عرض کیا میں مقروض اور عیالدار ہوں تو آپ نے فرمایا رات کی تاریکی چھا چکی ہے۔ اس میں کود جاؤ میرے اہل بیعت کا ہاتھ پکڑو اور رات کی تاریکی میں وسیع و عریض علاقے میں ادھر ادھر ہوتے ہوئے اپنے علاقے میں چلے جاؤ وہ میری جان پاکر تم سے غافل ہو جائیں گے اب تم بخوشی رخصت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ مشکل رفع کر دے گا۔ یہ سن کر آپ کے بھائیوں بیٹوں اور بھتیجوں نے بیک زبان ہو کر کہا آپ کے بعد ہماری زندگی کس کام کی خدا ہمیں وہ برا دن نہ دکھائے پھر آپ نے اولاد عقیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے اولاد عقیل! مسلم کا قتل کافی ہے تم چلے جاؤ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں وہ کہنے لگے لوگ طعنہ دیں گے کہ تم نے دنیا کی عیش و عشرت کی خاطر اپنے شیخ، رئیس اور تابعہ روزگار ابن عم کی رفاقت کو ترک کر دیا اور ان کے ساتھ جنگ و جہاد میں شریک نہیں ہوئے واللہ ہرگز نہ ہوگا ہم تو آپ پر اپنی جان و مال اور اہل وعیال سب کچھ قربان کر دیں گے آپ کے ہمراہ جنگ میں شامل ہوں گے اور آخر دم تک آپ کا حق رفاقت ادا کریں گے آپ کے بعد زندگی بدمزا اور دوبھر ہے اور اسی قسم کے کلمات مسلم بن عوسجہ اسدی سے منقول ہیں۔

سعید بن عبد اللہ حنفی نے کہا۔ واللہ! ہم آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے تا وقتیکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم نے آل رسول اور اس کی عشرت کی پاسبانی اور حفاظت کا حق ادا کر دیا ہے واللہ اگر مجھے معلوم ہو کہ میرے ہزار بار قتل ہونے سے آپ اور اہل بیت محفوظ رہ سکتے ہیں تو مجھے یہ بات بصد خوشی گوارا ہے۔ باقی رفقا نے بھی اس قبیل کی گفتگو کی واللہ ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے ہماری جان آپ پر قربان ہم آپ کے سر تکمحافظ و معاون ہوں گے۔ جب ہم نے آپ کے روبرو جام شہادت نوش کر لیا تو

سمجھ گئے کہ ہم نے وفاداری کا حق ادا کر دیا آپ کے برادر عباس نے کہا اللہ ہمیں وہ روز بد نہ دکھائے جب آپ نہ ہوں آپ کے بعد زندگی بے فائدہ اور رائیگاں ہے

اشعار ابو مخنف بواسطہ حارث بن کعب اور ابو الضحاک، علی زین العابدین سے بیان کرتے ہیں کہ جس رات کی صبح میرے والد شہید ہوئے میں بیمار تھا میری پھوپھی زینب میری تیمارداری میں مصروف تھی میرے والد اپنے رفقاء کے ساتھ خیمہ میں تشریف فرما تھے ابوذر غفاری کا غلام حوّی تلوار صاف کر رہا تھا۔ اور میرے والد یہ اشعار گنگنا رہے تھے۔

یا دھر اف لک من خلیل	اے زمانہ! افسوس ہے تیری بے وفا دوستی پر
کم لک بالاشراق والاصیل	صبح و شام تیرے ہاتھوں کس قدر ہلاک ہوتے ہیں
من صاحب او طالب قتیل	اور زمانہ کسی کے عوض پر قناعت نہیں کرتا سارا
والدھر لا یقنع بالبدیل	معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور ہر ذی روح
وانما الامر الی الجلیل	موت کی راہ پر گامزن ہے۔
وکل حی سالک السبیل	

آپ نے یہ اشعار تین چار مرتبہ دہرائے مجھے یاد ہو گئے اور میں ان کا مطلب سمجھ گیا میں نے اپنے آنسو بمشکل ضبط کیے خاموش ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ مصیبت کے پہاڑ ٹوٹ چکے ہیں۔

تعزیت اور میری پھوپھی بدحواسی کے عالم میں برہنہ سر ان کے پاس جا کر کہنے لگے واثکلاہ! ہائے ہلاکت، کاش مجھے آج ہی موت آجاتی، امی فاطمہ ابو علی اور برادر حسن اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں اے رفتگان کے جانشین! اور اے پسماندگان کے فریاد رس اور پناہ گاہ حسین نے ان کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا اے بہن شیطان تجھے بدحواس نہ کر دے تو اس نے کہا بھائی! تجھ پر میرے والدین قربان استقتلت تم اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر رہے ہو۔ پھر چہرہ پیٹ لیا گریبان چاک کر لیا اور شدت غم سے بے حال ہو کر گر پڑیں آپ نے اس کے چہرے پر پانی

کے چھینٹے مارے اور کہا اسے بہن خدا سے ڈر اور صبر کر اللہ کے فرمان کے مطابق تعزیت دلی تسلی حاصل کر۔ تعزی بعزاء اللہ، اتقی اللہ واصبری دیکھو! دنیا میں سب کے لیے موت ہے آسمان والے بھی جیتے نہ رہیں گے۔ ہر چیز فنا ہونے والی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو بقا ہے جو کائنات کا خالق ہے غور کرو! میرا والد مجھ سے بہتر تھا میری والدہ مجھ سے افضل تھیں۔ میرا بھائی مجھ سے اعلیٰ و برتر تھا ہم سب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اسوہ حسنہ اور بہترین نمونہ ہے پھر آپ نے اسے سختی سے منع کیا کہ میری شہادت کے بعد جزع فزع اور بے صبری کا مظاہرہ کرے پھر آپ اسے سہارا دے کر میرے پاس چھوڑ گئے اور خود رفقا کے پاس چلے گئے اور ان کو مشورہ دیا کہ سب خیمے بالکل باہم متصل اور قریب قریب ہوں۔ یہاں تک کہ ان کی طنابیں آپس میں الجھی ہوئی ہوں اور دشمن صرف ایک طرف سے حملہ آور ہو سکے خیمے دائیں بائیں اور پشت کی جانب ہوں۔

مکالمہ پوری رات آپ نے اور آپ کے رفقاء نے نماز و استغفار دعا اور گریہ و زاری میں گزاری دشمن کے سوار عزرہ بن قیس کے زیر نگرانی ان کے گرد چکر لگا رہے تھے اور حضرت حسین یہ آیت کریمہ ۱۷۸/۳ تلاوت فرما رہے تھے۔

ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما ولھم عذاب مھین۔ ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب۔ اور کافر لوگ یہ خیال نہ کریں ہم جو ان کو مہلت دیئے جاتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے نہیں بلکہ ہم ان کو اس لیے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کر لیں آخر کار ان کو ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا جب تک خدا ناپاک کو جس میں تم ہو ہرگز نہیں رہنے دے گا۔ دشمن کے ایک سوار نے یہ آیت سنی تو وہ کہنے لگا قسم ہے رب کعبہ کی ہم ہی طیب ہیں اللہ نے ہمیں تم سے الگ کر دیا ہے نحن و رب الکعبۃ الطیبون میزنا اللہ منکم، علی زین العابدین نے بریر بن حضیر سے کہا جانتے ہو یہ کون ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے کہا یہ

ابو حرب سبیعی عبید اللہ بن شمیر ہے تو ہریر نے اسے جواب دیا اے فاسق تو کب کا طیب اور پاکیزہ لوگوں میں سے ہے؟ ابو حرب نے پوچھا تو کون ہے؟ تو اس نے اپنا تعارف کرایا پھر ہریر نے کہا انا للہ واللہ تو ہلاک ہو گیا پھر آپ نے اسے گناہوں سے توبہ کی پیش کش کی اور کہا کہ ہم طیب و طاہر ہیں اور تم خبیث و پلید ہو تو اس نے کہا واقعی درست ہے اور میں اس بات کا شاہد ہوں پھر عزرہ بن قیس نے اسے ڈانٹا اور وہ چلا گیا۔

جنگ بروز جمعہ یا ہفتہ دس محرم کو ابن سعد اپنی فوج لے کر جنگ کے لیے تیار ہو گئے حضرت حسینؓ نے بھی اپنے ساتھیوں کی صف بندی کی سو کل ۳۲ اور ۴۰ پیادہ تھے میمنہ پہ زہیر بن قین کو مقرر کیا اور میسرہ پر حبیب بن مطہر کو متعین کیا اور علم عباس بن علی کے سپرد کیا خیمے پشت کی جانب تھے اور خیموں کے پیچھے خندق کھود کر اس میں بہت سا ایندھن ڈال دیا اور اس میں آگ لگا دی کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور نہ ہو سکے۔ عمر بن سعد نے میمنہ پہ عمرو بن حجاج زبیدی کو اور میسرہ پر ابن ذی الجوشن، شرجیل بن اعور بن عمرو بن معاویہ از بنی ضباب بن کلاب کو مقرر کیا۔ سواروں پہ عزرہ بن قیس کو اور پیادوں پر شبیث بن ربعی کو تعینات کیا اور علم اپنے غلام دردان کے سپرد کیا اور دونوں فریق آمنے سامنے آ گئے۔ پھر حضرت حسینؓ ایک خیمہ میں چلے گئے وہاں آپ نے نورہ استعمال کیا زائد بال صاف کیے غسل فرمایا اور خوشبو لگایا پھر بعض افراد قافلہ نے بھی اسی طرح غسل کیا اسی اثنا میں کسی ایک نے دوسرے کو کہا ایسے پر خطر موقع پر یہ غسل کیسا ہے؟ اس نے کہا چھوڑیئے یہ فالتو بات کرنے کا مقام نہیں۔ واللہ میری قوم تو خوب جانتی ہے کہ میں نے عمر بھر کبھی باطل اور ناحق بات کو پسند نہیں کیا مگر واللہ اب مجھے ان حالات نے فرحت و مسرت سے مخلوط کر دیا ہے جن سے ہم دوچار ہونے والے ہیں ہمارے اور حوروں کے مابین صرف ان کے حملہ کے بعد جسد عنصری سے روح کا پرواز ہونا ہی حائل ہے۔

پھر حسینؓ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ قرآن سامنے رکھا اور سب کے سامنے کھڑے ہوکر دعا کے لیئے ہاتھ اٹھائے۔ اللھم انت ثقتی فی کل کرب و رجائی فی کل شدۃ۔ نیز علی بن حسینؓ بھی جو مریض اور نحیف تھے احمق نامی گھوڑے پہ سوار ہوئے

خطاب

پھر حضرت حسینؓ نے بلند آواز سے خطاب فرمایا میں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں سنیئے! بلا تامل سب خاموش ہوگئے تو آپ نے حمد وثنا کے بعد فرمایا اگر آپ میرا عذر قبول کرلیں اور عدل و انصاف سے کام لیں تو خوش بخت اور سعادت مند اور سننے کے بعد میرا عذر نہ قبول کرو تو فاجمعوا امرکم وشرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الیّ ولا تنظرون ؎ تم اپنے شریکوں کے ساتھ مل کر ایک کام جو میرے بارے میں کرنا چاہو مقرر کرلو اور وہ تمہاری تمام جماعت کو معلوم ہو جائے اور کسی سے پوشیدہ نہ رہے۔ پھر وہ کام میرے حق میں کر گذرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا مددگار خدا ہی ہے جس نے کتاب برحق نازل کی اور نیک لوگوں کا وہی دوستدار ہے ۷/۱۹۶ ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین۔ آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے تقریر سنی تو بے ساختہ ان کی چیخیں نکل گئیں۔ تو اس وقت فرمایا خدا ابن عباس کی عمر دراز کرے (یہ دعائیہ کلمات آپ نے اس وجہ سے فرمائے کہ ابن عباس نے عورتوں کو سفر میں ساتھ لے جانے سے منع کیا تھا مگر آپ نے توجہ نہ دی پھر آپ نے خطاب شروع کیا اپنے منہ گریبان میں ڈالو، اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو، کیا تمہارے لیئے میرے ایسے عالی مقام سے جنگ و جدال درست ہے میں تمہارے نبی کا نواسہ ہوں جعفر طیار میرا چچا ہے اور سید الشہداء حمزہ میرے والد کا چچا ہے۔ میرے اور میرے بھائی کے حق میں رسول اللہؐ نے فرمایا تھا ھذان سیدا شباب اھل الجنۃ یہ دونوں نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ اگر تم میرے اس بیان کی تصدیق کرو تو یہی حق و صواب ہے واللہ جب سے مجھے غلط بیانی کی مذمت معلوم ہوئی ہے میں نے دانستہ کبھی دروغ گوئی نہیں

کی۔ اگر تمہیں ذرا بھی اس بات میں شک و شبہ ہو تو ان صحابہ کرام، جابر بن عبداللہؓ ابو سعید خدریؓ، سہل بن سعد، زیدؓ بن ارقم اور انس بن مالک سے پوچھ لو وہ آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیں گے،۔ افسوس! کیا تمہیں خوف خدا نہیں ہے۔؟ کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی اس وقت شمر نے کہا اس کی بات سمجھ میں نہیں آ رہی وہ صرف دنیاوی مفاد کی خاطر خدا کی عبادت کرتا ہے (هو يعبد الله على حرف) تو حبیب بن مطہر نے جواب دیا ہم ان کی بات خوب سمجھ رہے ہیں۔ جناب! تمہارا تو نصب العین ہی مالی مفاد ہے تمہارے دل پر ضلالت کی مہر ثبت ہو چکی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو، میں واپس چلا جاتا ہوں انہوں نے عرض کیا آپ کو اپنے ابن عم کا حکم تسلیم کرنے سے کیا مانع ہے؟ تو آپ نے فرمایا خدا کی پناہ ہر متکبر سے جو حساب کے دن یعنی قیامت پر ایمان نہیں لاتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں یہ کہہ کر آپ نے اونٹنی بٹھا دی اور عقبہ بن سمعان کو گھٹنہ باندھنے کا حکم دیا پھر آپ نے فرمایا، بتاؤ کیا میں نے تمہارا کوئی آدمی قتل کیا ہے جو انتقام لینا چاہتے ہو۔ یا تمہارا مال لوٹا ہے۔ یا کسی زخم اور چوٹ کا قصاص لینا چاہتے ہو۔

خطوط سے انکار

"آپ نے بارہا پوچھا" وہ کچھ جواب نہیں دے رہے تھے تو بالآخر آپ نے پکارا، اے شبیث بن ربعی! اے حجار بن ابجر! اے قیس بن اشعث! کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک چکے ہیں۔ باغات سرسبز و شاداب ہیں آپ تشریف لائیے۔ آپ ایک مضبوط اور جفاکش فوج کے پاس آئیں گے انہوں نے جواب دیا ہرگز نہیں ہم نے کبھی نہیں لکھا تھا سبحان اللہ واللہ تم نے ضرور ارسال کیے تھے آپ نے پھر کہا اے لوگو! چونکہ تم اب مجھے ناپسند کرتے ہو مجھے چھوڑ دو میں واپس چلا جاتا ہوں تو قیس بن اشعث نے کہا آپ ابن عم کا حکم تسلیم کیوں نہیں کر لیتے وہ آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچائیں گے

اور آپ سے اچھا برتاؤ کریں گے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ تو محمد بن اشعث کا بھائی ہی ہے جس نے ابن عقیل کو پناہ دی تھی۔ تو چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے ابن عقیل کے سوا ایک اور خون کا مطالبہ کریں۔ نہیں واللہ میں ذلت کے ساتھ اپنے آپ کو ان کے حوالے نہیں کروں گا اور غلاموں کی طرح ان کے سامنے اعتراف نہیں کروں گا

اعتراف پھر دشمن کے لشکر نے ان کی طرف حرکت شروع کر دی اور ان کے لشکریں سے قریباً تیس سوار حسینؓ کے قافلہ میں آکر شامل ہو گئے ان میں حر تمیمی ابن زیاد کے ہراول دستہ کا امیر بھی شامل تھا اس نے حضرت حسین سے اپنی سابقہ لغزشوں کا اعتراف کیا اور معذرت پیش کی کہ اگر مجھے ان کی بدنیتی معلوم ہو جاتی تو میں آپ کے ہمراہ یزید کے پاس چلتا آپ نے اس کی معذرت قبول فرمائی پھر وہ آگے بڑھ کر عمر بن سعد سے مخاطب ہوا افسوس! کیا تم رسول اللہ کے نواسہ سے ان تین تجاویز سے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتے پھر ابن سعد نے کہا بخدا اگر میرے اختیار میں ہوتا ضرور قبول کر لیتا۔

نصیحت حسینیؓ قافلہ سے زہیر بن قین ہتھیاروں سے لیس اپنے گھوڑے پر سوار اہل کوفہ سے مخاطب ہوا۔ کوفیو! عذاب الٰہی سے ڈرو! ہر مسلمان پر اپنے بھائی کو نصیحت کرنا فرض ہے اب تک ہم سب بھائی ہیں ایک ہی دین ہے اور ایک ہی طریقہ پر قائم ہیں جب تک تلواریں نیام سے نہیں نکلتی۔ جب تلواریں میدان میں آگئیں تو باہمی اخوت وحرمت کٹ جائے گی اور ہم دو الگ الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ خدا نے ہمیں اور آپ کو اپنے نبیؐ کی اولاد کے بارے میں ایک آزمائش میں ڈالا ہے ہمارے اور آپ کے کردار معلوم کرنے کی خاطر ہم آپ کو اہل بیت کی نصرت وحمایت کی دعوت پیش کرتے ہیں اور سرکش عبیداللہ بن زیاد کی معاونت ومتابعت سے دستکش ہونے کی اپیل کرتے ہیں اگر تم نے اب تدارک نہ کیا تو ان سے کبھی بھلائی کی امید نہیں۔ تمہاری آنکھیں پھوڑیں گے دست وپا قطع کریں گے چہرے بگاڑیں گے حجرؓ بن عدی اور ہانی بن عروہ وغیرہ

کی طرح بنگلہ کاروں کو قتل کریں گے ۔ وہ یہ سنکر برا بھلا کہنے لگے اور ابن زیاد کی تعریفیں کرنے لگے ۔ بخدا ہم حسینؓ اور اس کے رفقا کو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑیں گے ۔ تو زہیر نے کہا سمیہ کا بیٹا فاطمہ کے لال سے نصرت وحمایت کا زیادہ مستحق ہے تم ان کی مدد وخیر خواہی نہ کر سکو تو آپس میں اپنا معاملہ طے کر لینے دو وہ جہاں چاہتا ہے جانے دو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ حسینؓ کے قتل کے بغیر ہی یزید تمہاری فرمانبرداری اور طاعت سے خوش ہو جائے گا ۔

تیر سے جواب

شمر نے زہیر پر تیر چلا کر کہا بس خاموش ! کب تک ہمارا دماغ چاٹے گا ۔ تو زہیر نے کہا اے ایڑیوں پر موتنے والے گنوار کے بیٹے ! میں تجھ سے مخاطب ہوں تو نرا جانور ہے میں نہیں سمجھتا کہ تو قرآن پاک کی دو آیات بھی ٹھیک سے پڑھ سکے تجھے قیامت کے دن رسوائی اور عذاب الیم کا مژدہ ہے تو شمر نے کہا تھوڑی دیر بعد تجھے اور تیرے صاحب کو اللہ ہلاک کر دے گا تو زہیر نے کہا آبالموت تخوفنی! کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے ۔ خدا کی قسم ان کے قدموں میں مرنا ۔ تمہارے ساتھ عمر جاوداں سے محبوب ہے ۔ پھر زہیر نے باآواز بلند لوگوں کو مخاطب کیا اے اللہ کے بندو ! یہ جاہل جفا کیش تمہیں دین سے بے بہرہ نہ کر دے واللہ ایسے لوگ رسول اللہ کی شفاعت سے محروم رہیں گے جنہوں نے آلِ رسول کی خونریزی کی اور انکے بہی خواہوں کو موت کے گھاٹ اتارا ۔

انتخاب

حرؓ نے عمر بن سعد سے کہا اللہ آپ کو صالح اور نیک بنائے کیا آپ حسینؓ سے واقعی لڑیں گے تو اس نے کہا ، ہاں واللہ ایسی لڑائی جس سے کم از کم سر کٹیں اور ہاتھ شانوں سے اڑ جائیں ۔ حر کوفہ کے دلیر اور شجاع افراد میں سے تھا کسی نے اس کو حضرت حسینؓ کے ساتھ شمولیت پر برا بھلا کہا تو اس نے کہا واللہ میں جنت اور جہنم کے انتخاب میں مبتلا ہوں ۔ بخدا میں نے جنت منتخب کر لی خواہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے اور آگ میں پھینک دیا جائے پھر وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر حسینی قافلہ میں جا ملا اور اپنی سابقہ

حرکت سے معذرت کی۔

خطاب پھر اہل کوفہ سے مخاطب ہوئے، اے کوفیو! تمہاری مائیں تمہیں روئیں کیا حسینؓ کو تم نے اپنے ہاں آمد کی دعوت پیش کی تھی اور اس کی حفاظت کی خاطر جانیں نثار کرنے کا عہد و پیمان کیا تھا جب وہ تشریف لے آئے تو تم نے ان کو تنہا بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور اب تم اس پر حملہ آور ہو کہ موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے ہو اور اللہ کی وسیع و عریض دنیا میں اس کو جانے سے روک رہے ہو۔ جس میں کتے اور خنزیر دندناتے پھرتے ہیں وہ شدت پیاس سے نیم جان ہو رہے ہیں اور تم نے ان پر فرات کا پانی بند کر دیا ہے کتے اور خنزیر بغیر کسی مزاحمت اور رکاوٹ کے پی رہے ہیں اس لحاظ سے تم رسول اللہ کے بدترین جانشین ہو۔ اگر تم توبہ نہ کرو اور اپنی اس دشمنی سے باز نہ آؤ تو اللہ تمہیں قیامت کے روز پیاسا رکھے گا۔ یہ سن کر انہوں نے حرؓ پر تیر برسانے شروع کر دیئے آپ واپس لوٹ کر حضرت حسینؓ کے آگے کھڑے ہو گئے۔ اور عمر بن سعد نے کہا اگر میرا اختیار ہوتا تو میں حسینؓ کی بات ضرور قبول کر لیتا مگر میں کیا کروں ابن زیاد منظور نہیں کرتا۔

حرؓ بن یزید نے اہل کوفہ کو پھر خوب بُرا بھلا کہا اور انکی بدعہدی پہ سب و شتم کیا افسوس ! کہ تم نے حسینؓ اور ان کے اہل خانہ پہ فرات کا پانی بند کر دیا ہے جس سے یہود و نصاریٰ خوب سیر ہو رہے ہیں اور اس میں خنزیر اور کتے لوٹ رہے ہیں اور وہ ایک قیدی کی طرح تمہارے قبضہ اور گرفت میں مجبور اور عاجز ہے۔

آغاز جنگ پھر عمر بن سعد نے آگے بڑھ کر اپنے غلام درید کو کہا علم قریب کیجئے اس نے قریب کر دیا تو آستین کو لپیٹ کر تیر پھینکا اور کہا گواہ رہو! سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہے پھر لوگوں نے تیر بازی شروع کر دی۔ زیاد کا غلام یسار اور عبید اللہ کا غلام سالم میدان جنگ میں نکلے اور

مبارزت طلب کی حضرت حسینؓ کی اجازت کے بعد عبداللہ بن عمر کلبی نے انکا چیلنج قبول کیا اور میدان میں کود پڑا اور یکے بعد دیگرے دونوں غلاموں کو قتل کر ڈالا صرف سالم کے وار سے ان کے بائیں ہاتھ کی انگلیاں کٹیں۔ عبداللہ بن حوزہ نے حسینؓ کے سامنے ہو کر کہا اے حسینؓ! تمہیں آگ مبارک ہو تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ میں تو انشاء اللہ رب رحیم اور شفیع مطاع کے پاس حاضر ہوں گا۔ اور تو ہی جہنم رسید ہو گا۔ وہ واپس ہونے لگا تو گھوڑے سے گر پڑا اور اس کا ایک قدم رکاب میں الجھ کر رہ گیا قبل ازیں حضرت حسینؓ نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا میں ابن حوزہ ہوں تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اللّٰھم حزہ الی النار۔ الٰہی! اس کو جہنم رسید کر۔ یہ بددعا سن کر ابن حوزہ آگ بگولا ہو گیا اور آپ کے سامنے سے گھوڑے پر نہر کو عبور کرنے لگا (فاداران یقحم علیہ الفرس دبینہ وبینہ نھر) گھوڑے سے گر کر اس کا پاؤں پنڈلی اور ران ٹوٹ گئی اور پاؤں رکاب میں اٹک گیا اور دوسرا پاؤں مسلم بن عوسجہ نے کاٹ دیا اس کا گھوڑا لاشے کو لیئے دوڑتا رہا۔ سر پتھروں سے ٹکرا کر چکنا چور اور ریزہ ریزہ ہو گیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

جان نثاری

ابو مخنف نے ابو جناب سے واقعہ بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عمیر از بنی علیم جد ہمدانی کے چاہ پہ رہائش پذیر تھا اس کی بیوی نمر بن قاسط کے قبیلہ سے تھی اس نے دیکھا کہ لوگ حضرت حسینؓ سے جنگ کرنے کیلئے جا رہے ہیں اس نے کہا کہ میں تو مشرکین سے برسرپیکار ہونے کا بڑا اشتاق اور حریص تھا مجھے قوی امید ہے کہ رسول اللہ کے نواسے کے ہمراہ جہاد کرنا مشرکین کی نسبت جنگ کرنے سے افضل اور اعلیٰ ہو گا چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو اس عزم سے آگاہ کیا تو اس نے بھی تائید کی بلکہ خود خاوند کے ساتھ جانے کی خواہش کا اظہار کیا چنانچہ رات کی تاریکی میں گھر سے نکل پڑے اور حضرت حسین کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ بعد ازاں راوی نے

آغاز جنگ کا واقعہ اور مبارزت کا قصہ بیان کیا ہے ابن عمیر نے حضرت حسینؓ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دیجئے آپ نے اسے دیکھا کہ گندمی رنگ لمبا تڑنگا تنومند اور کشادہ سینہ ہے اور فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے حریف کا کام تمام کر دے گا اور اسے اجازت دی وہ میدان میں نکلا تو حریف نے پوچھا تو کون ہے؟ اپنا نسب بیان کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر اس نے یسار پر حملہ کر کے اس کا خاتمہ کر دیا وہ اس کے ساتھ نبرد آزما تھا ہی کہ سالم اس پر ٹوٹ پڑا اور ہاتھ کی انگلیاں کاٹ دیں پھر ابن عمیر نے یک لخت اس پر حملہ کیا اور اس کو بھی قتل کر ڈالا اور میدان کارزار میں رجز پڑھنے لگا۔

ان تنکرونی فانا ابن کلب	اگر تم مجھے نہیں جانتے تو سنو! ابن کلب
بیتی فی علیم حسبی	میری نسب ہے۔ اور علیم خاندان میری حسب ہے
انی امرؤ ذو مرۃ وعضب	میں مرد میدان اور غضبناک ہوں
ولست بالخوار عند الکرب	جنگ وجہاد میں ضعیف اور بزدل نہیں ہوں
انی زعیم لک ام وھب	اے ام وھب! میں ان میں نیزے اور تلوار
بالطعن فیہم مقدما والضرب	کی ضرب سے پیش قدمی کروں گا۔
ضرب غلام مومن بالرب	وہ ایک مرد مومن کی ضرب ہو گئی۔

پھر ام وھب بھی ہاتھ میں لاٹھی لیے اس کی طرف بڑھی اور اس کو جنگ کی ترغیب دینے لگی میرے ماں باپ تجھ پر قربان آل محمد کی دفاع کر اور ان کے سامنے لڑ۔ ابن عمیر اسے پیچھے دھکیل رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی مجھے چھوڑ دیئے میں بھی آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونا چاہتی ہوں تو حضرت حسینؓ نے اسے فرمایا تم عورتوں کے پاس چلی آؤ اور ان کے ساتھ بیٹھو جہاد عورتوں پر فرض نہیں ہے چنانچہ وہ واپس لوٹ آئی۔ فریقین میں خوب مبارزت ہوئی اور طرفین میں انفرادی لڑائی ہوئی اس انفرادی لڑائی میں جرأت وجسارت کی بنا پر حضرت حسینؓ کا پلہ بھاری تھا کیونکہ وہ دیوانہ وار سر بکف لڑتے تھے اور جان نثاری کو کامیابی سمجھتے تھے۔ یہ حالت

دیکھ کر کسی نے ابن سعد کو جنگ مبارزت کے ختم کرنے کا مشورہ دیا۔

دو رخی ابن زیاد کی فوج کا امیر میمنہ عمرو بن حجاج کہنے لگا کہ جماعت سے جدا ہونے والوں کو اور دین سے خارج ہونے والوں کو تہ تیغ کر دو۔ یہ سن کر حسینؓ نے فرمایا اے ابن حجاج! تو ہمارے خلاف فوج برانگیختہ کرتا ہے۔ کیا ہم دین سے خارج ہیں اور تم دین پر قائم ہو۔ موت کے بعد معلوم ہوگا کہ کون جہنمی ہے۔

ابن عوسجہ اسی عام حملہ میں حسینی لشکر کا ایک مجاہد مسلم بن عوسجہ خاک و خون میں لت پت پڑا ہے حضرت حسینؓ لپک کر اس کی طرف آئے دعا دی! اس کے آخری سانس باقی تھے کہ حبیب بن مطہر نے کہا جنت مبارک ہو اس نے نہایت نحیف آواز سے جواب دیا اللہ سلامت رکھے اور وصیت کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا اگر مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میں ابھی تم سے ملنے والا ہوں تو میں آپ کی وصیت سرانجام دیتا تو اس نے حضرت حسینؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میری وصیت یہی ہے کہ تم ان کی حفاظت میں جان نثار کر دو۔

شمر کا حملہ پھر شمر نے میسرہ سے حضرت حسینؓ پر یلغار کی اور حسینی قافلہ نے نہایت بے جگری سے دفاع کیا اور بڑی بہادری سے مقابلہ کیا سنگین حالات کے پیش نظر انہوں نے ابن سعد سے تیر اندازوں کی کمک طلب کی چنانچہ اس نے پانچ سو تیر انداز بھیج دیئے وہ آتے ہی حسینی قافلہ پر تیر برسانے لگے اور سب گھوڑوں کو ناکارہ اور زخمی کر دیا اور سوار پیادہ ہو گئے۔

حر حر بن یزید کے گھوڑے کو زخمی کر دیا تو وہ زمین پر کود پڑا ہاتھ میں تلوار تھی بالکل شیر معلوم ہوتا تھا اور یہ شعر زبان پر تھا۔

ان تعقروا بی فانا ابن الحر	اگر تم نے میرے گھوڑے کو بیکار کر دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، میں ابن حر ہوں وحشت ناک شیر سے بھی بہادر جری ہوں۔
اشجع من ذی لبد هذبر	

خیمے جلانا

بعض مورخ کہتے ہیں کہ ابن سعد نے حسینی قافلہ کے خیموں اکھاڑ پھینکنے کا حکم دیا جو حملے میں آڑے آرہے تھے اور حسینی قافلہ ان کو اڑنے والوں کو تہ تیغ کر رہا تھا پھر اس نے خیموں کو جلا ڈالنے کا حکم دیا تو سیدنا حضرت حسینؓ نے فرمایا چھوڑ دو۔ انہیں جلانے دو اب وہ اس طرف سے حملہ آور نہیں ہو سکیں گے۔ شمر نے حضرت حسینؓ کے خیمہ پر نیزہ مارتے ہوئے کہا آگ لاؤ میں اس خیمے کو جلا کر خاکستر کر دوں گا یہ سن کر خواتین چیخنے لگیں تو حضرت حسینؓ نے فرمایا تجھے اللہ آگ میں جلائے۔ شبیث بن ربعی نے آگے بڑھ کر شمر کو کہا خدا تیرا برا کرے۔ میں نے تیرے قول وکردار اور اس موقف سے بدترین منظر کبھی نہیں دیکھا کیا تو خواتین کو مرعوب اور مضطرب کرنا چاہتا ہے۔ یہ سن کر وہ شرما کر چلنے لگا تو حمید بن مسلم نے کہا یہ تیری حرکت درست نہیں تو دوگنا عذاب میں مبتلا ہونا چاہتا ہے آگ سے جلانا خواتین اور بچوں کو قتل کرنا واللہ تو صرف مردوں کو ہی قتل کر کے اپنے قائد کو خوش کر سکتا ہے اس نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا یہ نہیں بتاؤں گا۔ پھر زہیر بن قین میمنہ کو ساتھ لے کر شمر پر حملہ آور ہوا اس کو پسپا کر دیا اور ابو عزہ ضبابی کو قتل کر ڈالا۔

ضعف

حسینی قافلہ میں سے کوئی شہید ہو جاتا تو لشکر میں کمی بڑھ جاتی اور ضعف نمودار ہو جاتا ابن زیاد کے لشکر سے کوئی ہلاک ہو جاتا تو تازہ دم کمک آجاتی ہے۔

ظہر

ظہر کا وقت آگیا تو حضرت حسینؓ نے کہا انہیں کہو جنگ بند کر دیں ہم نماز پڑھ لیں تو ایک کوفی نے کہا تمہاری نماز قبول نہ ہوگی۔ تو حبیب بن مطہر نے حملہ کر کے بدیل بن حریم عنفانی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور زبان پہ یہ اشعار تھے۔

انا حبیب وابی مطہر — میرا نام حبیب ہے اور والد کا نام مطہر ہے
فارس ہیجا وسعر حرب — شعلہ بار جنگ کا شاہسوار ہوں

انتم اوفر عدة و اکثر	تم اسلان حرب واضح ہے اور نفری کثیر ہے۔
ونحن اوفی منکم و اصبر	مگر ہم تم سے زیادہ وفا شعار اور صبر مند ہیں
ونحن اعلی حجة واظہر	ہم دلیل و برہان میں تم سے بلند و فائق اور حق و
حقا و اتقی منکم و اطہر	صداقت ہیں تم سے غالب اور تم سے زیادہ پاکباز
	ہیں اور ہمیں بقا نصیب ہے۔

پھر حبیب پر ایک تمیمی حملہ آور ہوا اس نے نیزہ مارا تو وہ گر پڑے پھر اٹھنے لگے تو حصین بن نمیر نے سر پر تلوار ماری اور وہ گر پڑے پھر تمیمی نے گھوڑے سے اتر کر سر کاٹ لیا اور ابن زیاد کے سامنے پیش کر دیا حبیب کے فرزند نے سر دیکھتے ہی پہچان لیا اور اسے کہا یہ سر مجھے دے دو میں دفن کر دوں پھر وہ اپنے جذبات سے مغلوب ہو کر رو پڑا۔ ابن حبیب جب خوب جوان ہو گیا تو اسے اپنے باپ سے بدلہ لینا کا ہی فکر دامنگیر رہتا تھا مصعب بن زبیر کے عہد میں اس نے اپنے باپ کے قاتل کو ابن زبیر کے خیمہ میں موت کی نیند سلا دیا۔

حر کی جرأت

ابو مخنف، محمد بن قیس سے بیان کرتا ہے کہ حبیب کی شہادت نے آپ کو سخت بے چین اور مضطرب کر دیا اور فرمایا مجھے اپنی جان نثاری کرنے کے ثواب وصلہ کی امید ہے۔ یہ سن کر حر بن یزید یہ اشعار پڑھنے لگا۔

آلیت لا نقتل حتی اقتلا	میں قسمیہ کہتا ہوں کہ آپ شہید نہ ہونگے
ولن اصاب الیوم الا مقبلا	جب تک میں شہید نہ ہو جاؤں اور میں آگے
اضربہم بالسیف ضربا مقصلا	بڑھتا ہوا ہی قتل ہوں گا۔ میں ان کو
لا ناکلا عنہم ولا معہلا	تلوار کی کاری ضرب سے ماروں گا۔

پھر حر اور زہیر نے خوب داد شجاعت دی اور بڑی بے جگری سے لڑے حتی کہ جب ایک حملہ آور ہوتا اور دشمن کے پیچھے لگ جاتا اور دوسرا حملہ کر کے اسے بحفاظت باہر نکال لاتا۔ کچھ دیر انہوں نے اپنا جوہر دکھایا اور حر بن یزید دشمنوں کے ہاتھوں شہید

ہو گئے پھر حضرت حسینؓ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز خوف پڑھی۔

گھمسان کی جنگ نماز کے بعد لڑائی اور تیز ہو گئی اور حضرت حسینؓ کے رفقاء نے آپ کا خوب دفاع کیا اور آپ کے سامنے زہیر بن قین نے خوب جنگ لڑی۔ کسی کا تیر لگنے سے آپ حضرت حسینؓ کے سامنے گر پڑے اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔

انا زھیر وانا ابن القین — میں زہیر ہوں اور قین کا فرزند ہوں۔

اذودکم بالسیف عن الحسین — تلوار کی نوک سے حسین کا دفاع کروں گا۔

پھر کھڑے ہوئے اور حضرت حسینؓ کے شانہ پر ہاتھ مار کر یہ اشعار پڑھے۔

اقدم ھدیت ھادیا مھدیا — آگے بڑھ۔ تو ہدایت یافتہ رہنما ہے

فالیوم تلقی جدک النبیا — آج تو اپنے نانا نبیؐ سے ملاقات کرے گا۔

حسنا والمرتضیٰ علیا — حسن اور علی مرتضےٰ سے اور

وذا الجناحین الفتی الکمیا — نوجوان بہادر جعفر طیار سے۔

واسد اللہ الشھید الحیا — اور اسد اللہ حمزہ زندہ شہید سے ملاقات کریگا

پھر کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس دونوں نے حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا

نافع جملی حسین کے رفقاء میں سے نافع بن ہلال جملی نے تیر کی انی پہ نشان لگایا ہوا تھا اور زہر میں بجھایا ہوا تھا وہ تیر چلاتا اور رجز پڑھتا ہے

انا ارمی بھا معلما افواقھا — میں نشان زدہ تیر چلاتا ہوں۔

والنفس لا ینفعھا شفاقھا — اور آدمی کو اس کا تردد اور اضطراب مفید

انا الجملی انا علی دین علی — نہیں ہوتا میں جمل قبیلے سے منسوب ہو اور علی کے طریقہ پہ قائم ہو۔

اس نے زخمیوں کے علاوہ دشمن کی فوج کے بارہ افراد کو موت کے گھاٹ اتارا پھر اس کے دونوں بازو ٹوٹ گئے اور خون سے شرابور تھا تو ابن سعد کی فوج نے اسے حراست میں لے کر ابن سعد کے سامنے پیش کیا تو اس نے کہا نافع: ایسی جا زکاہ

مصیبت میں کیوں پڑے تو اس نے کہا میرے مقصد و مدعا کو خدا جانتا ہے۔ واللہ میں نے زخمیوں کے علاوہ تمہارے لشکر کے ۱۲ سپاہیوں کو موت کا مزا چکھایا ہے مجھے کوئی ملال نہیں، اگر میرے بازو قائم رہتے تو تم مجھے گرفتار نہ کر سکتے شمر نے ابن سعد کو کہا اسے تہ تیغ کر دے عمر بن سعد نے کہا تو اسے گرفتار کر کے لایا ہے۔ دل چاہے تو قتل کر دے۔ چنانچہ شمر نے تلوار سونتی تو نافع نے کہا۔ اے شمر! اگر تو مسلمان ہوتا تو اس قدر ناحق قتل تجھے شاق گزرتا اور اپنے اس نامہ اعمال کو لے کر خدا کے حضور پیش ہونے سے خائف ہوتا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمارا قتل بدترین مخلوق کے سپرد کر دیا پھر شمر نے تلوار ماری اور بہشت بریں پہ پہنچا دیا

مردانہ وار

پھر شمر نے کثیر لشکر کے ہمراہ ایک تابڑ توڑ حملہ کیا اور حضرت حسینؓ کے قریب پہنچ گئے جب آپ کے رفقاء نے سمجھا کہ دشمن کو روکنا مشکل ہے تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپ کے سامنے ایک ایک کر کے شہید ہو جائیں چنانچہ عبدالرحمٰن اور عبداللہ پسران عزرہ غفاری نے آگے بڑھ کر سلام عرض کیا اور کہا ہم دشمن کے گھیرے میں آچکے ہیں ہم آپ کے سامنے ہی آپ کا دفاع کرتے ہوئے شہید ہونا پسند کرتے ہیں تو آپ نے ان کو خوش آمدید کہا وہ آپ کے سامنے لڑتے تھے اور یہ اشعار ان کی زبان پہ جاری تھے۔

قد علمت حقا بنو غفار	بنی غفار کو واقعی معلوم ہو چکا ہے نیز
وخندف بعد بنی نزار	بنی نزار کے بعد بنی خندف کو بھی۔
لنضربن معشر الفجار	کہ فاسق و فاجر گروہ کو قتل کریں گے
بکل عضب قاطع بتار	ہر مہلک اور تیز تلوار سے۔
یاقوم ذودوا عن بنی الاخیار	اے قوم! شرفا کا دفاع کرو۔
بالمشرفی والقنا الخطار	آبدار تلوار اور چمکدار نیزے سے۔

عابس

عابس بن ابی شبیب نے سلام کے بعد عرض کیا جناب حسینؓ! واللہ اب دنیا میں آپ سے زیادہ مجھے کوئی عزیز اور پیارا نہیں۔ میں اگر

ہر ممکن طریق سے آپ کو ظلم و تشدد اور قتل سے محفوظ کر سکتا تو کر گزرتا پھر اس نے سلام عرض کرنے کے بعد کہا، گواہ رہیئے! میں آپ کی سیرت اور روش پر قائم ہوں وہ شجاع اور بہادر انسان تھا اس کی پیشانی پر زخم کا نشان تھا وہ تلوار سونت کر نکلا تو اس نے مبارزت طلب کی اس کی جرات و جسارت کے باعث اس کا سامنا کرنے سے گریز کر رہے تھے تو ابن سعد نے کہا اسے پتھروں سے کچل دو چنانچہ ہر سمت سے اس پر پتھروں کی بارش ہونے لگی۔

اس صورتحال کے پیش نظر اس نے زرہ اور خود اتار کر پھینک دی اور فوج پر پل پڑا اور تن تنہا دو سو فوجیوں کو دھکیلتا ہوا لے گیا پھر انہوں نے یکبارہر طرف سے حملہ کر دیا اور آپ اللہ کو پیارے ہو گئے رحمہ اللہ۔ پھر اس کا سر متعدد افراد نے ابن سعد کے سامنے پیش کیا اور ہر ایک اس کے قتل کا مدعی تھا تو ابن سعد نے یہ کہہ ان کا تنازع نپٹا دیا۔ جھگڑا مت کرو کسی فرد واحد کا یہ کارنامہ نہیں غرضیکہ یکے بعد دیگرے حضرت حسین کے سب رفقا شہید ہو گئے بجز سوید بن عمرو بن ابی مطاع کے

علی اکبر خاندان نبوت میں سے سب سے پہلے علی اکبر شہید ہوئے ان کو مرہ بن منقذ بن نعمان عبدی نے شہید کیا ان کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی اور نانی میمونہ بنت ابی سفیان ہے یعنی علی اکبر امیر معاویہؓ کی بھانجی کے بیٹے ہیں۔ "الکامل" ۲۲۵۔ علی اکبر میدان میں آئے اور اپنے والد حضرت حسینؓ کی حفاظت کے فرائض سر انجام دے رہے تھے اور مرہ عبدی آپ پر وار کرنا چاہتا تھا تو علی اکبر یہ رجز پڑھنے لگے۔

انا علی بن حسین بن علی	میں حسین کا فرزند اور علی کا پوتا ہوں۔
نحن وبیت اللہ اولی بالنبی	بیت اللہ کی قسم ہم نبی کے سب سے اقرب ہیں
فاللہ لا یحکم فینا ابن الدعی	واللہ ہم پر ابن زیاد حکومت نہ کر سکے گا۔
کیف ترون ابوم ستری عن ابی	اپنے والد سے میرا دفاع آج آپ کیسے دیکھ رہے ہیں

مرہ عبدی نے آپ پر حملہ کیا اور لوگوں نے آپ کو گھیرے میں لے کر تلواروں سے پاش پاش کر دیا تو حسینؓ نے فرمایا خدا اس قوم کو غارت کرے جو تیری قاتل ہے اے بیٹا! یہ کم بخت اللہ کی حدود توڑنے پر کس قدر دلیر اور جرأت مند ہیں تیرے بعد دنیا پر خاک۔

خیمہ سے ایک خاتون نکلی حسن و جمال جیسے آفتاب جہانتاب وہ چلا رہی ہے۔ آہ بھائی! آہ بھتیجے! معلوم ہوا کہ وہ زینب بنت علی ہے وہ نعش سے لپٹ گئیں تو حسینؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خیمہ میں پہنچا دیا۔ پھر ان کی نعش وہاں سے اٹھائی گئی اور آپ کے خیمہ کے سامنے رکھ دی گئی بعد ازاں مسلم بن عقیل کے صاحبزادے عبداللہ عبداللہ بن جعفر کے دو صاحبزادے عون اور محمد۔ عقیل بن ابی طالب کے دو لڑکے عبدالرحمن اور جعفر اور حسن بن علی کے فرزند ارجمند قاسم نے یکے بعد دیگرے شہادت پائی

کنانی ابو مخنف، فضیل بن خدیج کندی کے حوالہ سے نقل کرتا ہے کہ ابو الشعثاء یزید بن زیاد کنانی نے حضرت حسینؓ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر سو تیر چلائے جس سے پانچ سپاہی موت کے گھاٹ اترے پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

انا یزید وانا المهاجر	میں یزید ہوں اور مہاجر ہوں
اشجع من لیث قوی حادر	طاقتور شیر سے زیادہ بہادر ہوں
یارب انی للحسین ناصر	خدایا، میں حسینؓ کا مددگار ہوں
ولابن سعد تارک وهاجر	ابن سعد کی رفاقت سے فرار ہوں

تن تنہا پھر دیر تک حضرت حسینؓ تنہا میدان میں کھڑے رہے جو یلغار کر کے آتا واپس چلا جاتا، کسی کو بھی وار کرنے کی جرأت نہ پڑتی۔ آخر مالک بن بشیر بدائی آگے بڑھا اس نے آپکے سر مبارک پہ تلوار لگائی ٹوپی کٹ کر سر زخمی ہو گیا اور ٹوپی خون میں لت پت ہو گئی آپ نے وہ اتار دی اور عمامہ پہن لیا اور حملہ آور کو مخاطب کر کے کہا۔ تجھے دنیا میں خورد و نوش نصیب نہ ہو۔ خدا تیرا حشر ظالموں کے ساتھ کرے

قاسم بن حسن ابو مخنف، بواسطہ سلیمان بن ابی راشد حمید سے بیان کرتا ہے کہ میدان جنگ میں ایک جوان نمودار ہوا اس کا چہرہ چاند سا تھا۔ ہاتھ میں تلوار ہے کرتا پہنے، تہبند باندھے اور پاؤں میں جوتا ہے بائیں جوتے کا تسمہ ٹوٹا ہوا ہے۔ عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے کہا میں اس پر وار کرتا ہوں میں نے کہا سبحان اللہ تجھے کیا یہ لوگ اس کے قتل کے لئے کافی ہیں وہ باز نہ آیا اور اس جوان پر تلوار سے وار کر دیا۔ جوان چلایا، ہائے چچا۔ یہ آواز سنتے ہی حضرت حسینؓ شیر کی طرح اس پر لپکے اور تلوار کا وار کیا اس نے یہ وار بازو پر روک لیا اور بازو کٹ کر جدا ہو گیا وہ چلاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا کوفی لوگ اس کو بچانے کے لیے آگے بڑھے تو گھبراہٹ کے عالم میں اسے روند ڈالا پھر ذرا غبار چھٹ گیا تو دیکھا کہ حضرت حسین نوجوان کے سرہانے کھڑے ہیں اور وہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے اور حضرت حسین فرما رہے ہیں۔ اس قوم کا مقدر ہلاکت ہے جو تیری قاتل ہے اور قیامت کے روز تیرے قتل کا رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دیں گے؟ بخدا تیرے چچا کے لئے یہ سخت مشکل مقام ہے کہ تو پکارے اور وہ جواب نہ دے یا جواب دے مگر اس کا جواب تجھے مفید نہ ہو واللہ تیرے چچا کے اب معاون قلیل ہیں اور مخالف کثیر۔ پھر آپ نے نعش اٹھائی اس کا سینہ آپ کے سینے سے پیوست تھا پاؤں زمین پر رگڑتے جاتے تھے اور پھر اسے علی اکبر وغیرہ کی لاشوں کے ہمراہ لٹا دیا۔ حمید کہتا ہے میں نے جوان کے بارے دریافت کیا تو معلوم ہوا وہ قاسم بن حسن بن علیؓ ہے۔

رعنا جوان ھانی بن شبیت حضرمی کہتا ہے کہ شہادت حسینؓ کے روز میں، دس دیگر اسپ سوار تھا۔ دیکھا کہ ایک جوان خیمہ کی لکڑی لیے میدان میں آیا ہے تہبند قمیص میں ملبوس ہے وہ سہما ہوا دائیں بائیں جھانک رہا ہے جب وہ ادھر ادھر التفات کرتا ہے تو اس کے کانوں میں پڑے ہوئے موتی جھلملاتے ہیں اچانک ایک سوار آیا اور جوان کے قریب ہوا اور اس کا سر تلوار سے کاٹ دیا

ننھا عبداللہ

بقول ہشام سکونی۔ یہ صحابی حضرمی خود ہی قاتل ہے اور ملامت کے خوف سے اس نے اپنا نام نہیں لیا اور کنایہ کیا ہے۔ حضرت حسین تھک گئے۔ اور اپنے خیمے کے دروازے کے سامنے بیٹھ گئے آپ کے ایک ننھے بچے عبداللہ کو آپ کے پاس لایا گیا آپ نے گود میں بٹھا لیا سے پیار کرنے لگے۔ اور باقی اہل وعیال کو وصیت کرنے لگے کہ "ابن موقد النار" نے تیر پھینکا جو حلق میں لگا اور بچہ ہلاک ہو گیا آپ نے خون سے چلو بھرا اور آسمان کی طرف اچھال کر کہا اے پروردگار عالم! اگر تو نے ہم سے اپنی نصرت روک لی ہے تو وہی کر جو ہمارے لیے بہتر ہو اور ان ظالموں سے ہمارا انتقام لے۔ پھر عبداللہ بن عقبہ غنوی نے ابوبکر بن حسین کو تیر مار کر شہید کر دیا اس کے بعد عبداللہ۔ محمدؒ۔ عباسؓ۔ عثمان اور جعفر پسران علی رضی اللہ عنہم نے جام شہادت نوشش فرمایا۔

پیاس

حضرت حسینؓ کو سخت پیاس لگی آپ نے فرات سے پانی پینے کا عزم کیا وہ روکتے تھے آپ ادھر جاتے تھے بصد مشکل پانی تک رسائی ہوئی حسین بن تمیم نے تیر پھینکا اور آپ کے حلق میں پیوست ہو گیا آپ نے تیر کھینچ کر نکال دیا اور خون ابلنے لگا آپ نے دونوں ہاتھوں میں خون لیا اور آسمان کی طرف اچھال کر دعا کی الٰہی ان کو گن گن کر تباہ کر اور ایک ایک کر کے ہلاک کر دنیا میں ان کا تخم باقی نہ رہنے دے

کرامت

واللہ حصین بن تمیم کو فوراً اس قدر پیاس نے ستایا کہ وہ سیر نہیں ہوتا تھا کبھی یخ ٹھنڈا پانی دیا جاتا اور کبھی ٹھنڈی لسی۔ وہ پیتا مگر پیاس نہ بجھتی بلکہ کہتا پلاؤ۔ پلاؤ پیاس سے جان نکل رہی ہے پھر بالآخر اس کا پیٹ اونٹ کے پیٹ کی طرح پھول گیا۔ پھر شمر نے قریباً دس پندرہ پیادہ سپاہ لے کر حضرت حسین کے خیمہ کا رخ کیا جس میں آپ کا اہل وعیال تھا آپ خیمے کی طرف رستے لگے تو انہوں نے تعرض کیا تو آپ نے ان سے کہا۔ افسوس! اگر تمہیں دین کا پاس نہیں اور قیامت کا خوف نہیں تو کم از کم دنیا میں اشراف اور با اخلاق لوگوں کا مظاہرہ کرو میرے خیمے اور اہل خانہ کو اپنے جاہلوں اور اوباشوں سے محفوظ رکھو تو شمر نے کہا اے ابن فاطمہ

یہ مشکل رہے

محاصرہ پھر ہر طرف سے فوج نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور شمر نے لوگوں کو آپ کے قتل پر برانگیختہ کرنا شروع کیا تو ابو جنوب نے کہا اس کے قتل سے تجھے کیا رکاوٹ ہے؟ تو شمر نے جواب دیا تو کب تک یہ بکواس کرتا رہے گا پھر اس نے سخت جواب دیا اور کچھ آپس میں تو تکار ہوتی رہی۔ تو ابو جنوب نے جو ایک نامور بہادر تھا اسے کہا میں یہ نیزہ تیری آنکھ میں گھونپ دوں گا چنانچہ شمر اس سے دور ہٹ گیا پھر شمر نے خیمہ کے پاس حضرت حسین کا محاصرہ کر لیا۔ میدان میں آپ تنہا تھے کوئی معاون و محافظ باقی نہ رہا چاند جیسا ایک حسین و جمیل بچہ خیمہ سے دوڑتا ہوا باہر نکلا اس کے کانوں میں موتی تھے زینب نے اسے روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکا اور آگے بڑھ کر حضرت کا دفاع کرنے لگا حملہ آور نے اسے تلوار ماری تو اس نے ہاتھ پر روک لی ہاتھ کٹ گیا صرف معمولی سی کھال بچ گئی بچہ تکلیف سے چلایا یا ابتاہ! ہائے ابا، تو حضرت نے فرمایا بیٹا! اللہ کے ہاں ثواب کی امید رکھ تو اپنے نیک آباؤ و اجداد کے ساتھ جا ملے گا۔

قاتل حسین رض پھر حضرت حسین پر ہر طرف سے حملہ شروع ہوا آپ نے بھی ان پر دائیں بائیں تلوار چلانا شروع کی تو وہ اس طرح بھاگ کھڑے ہوئے جس طرح شیر کو دیکھ کر بکریاں بھاگ نکلتی ہیں اسی اثناء میں آپ کی ہمشیرہ زینب بنت فاطمہؓ خیمہ سے باہر نکل کر کہنے لگیں، کاش! آسمان، زمین پر ٹوٹ پڑے اور عمر بن سعد کو پکار کر کہا اے عمر! کیا حسینؓ کا قتل تجھے اپنے سامنے پسند ہے! یہ سن کر عمر نے اپنا منہ پھیر لیا اور آنسو کی لڑیاں داڑھی پر بہنے لگیں۔ کسی کو وار کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی آخر شمر چلایا افسوس! کیا انتظار کر رہے ہو، اس کا کام تمام کر دو چنانچہ ہر طرف سے حملہ شروع ہوا۔ زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ کے بائیں کندھے پر تلوار ماری اور آپ لڑکھڑا گئے مگر سب لوگ پیچھے ہٹ گئے۔

پھر سنان بن ابی عمرو بن انس نخعی نے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پر گر پڑے پھر اس نے اتر کر آپ کو ذبح کیا اور سر کاٹ کر تن سے جدا کر کے خولی بن یزید کے سپرد

کے حوالے کیا ۲۔ بعض کہتے ہیں آپ کا قاتل شمر ہے ۳۔ اور بعض ایک مذحجی کی طرف قتل منسوب کرتے ہیں ۴۔ اور بعض ابن سعد ؎ کو بتاتے ہیں۔ یہ درست نہیں ابن سعد تو صرف لشکر کا امیر تھا جس نے حضرت حسینؓ کو قتل کیا پہلا قول مشہور ہے

عبداللہ بن عمار روایت کرتا ہے کہ جب فوج نے آپ کا محاصرہ کر لیا تو آپ دائیں جانب پر ٹوٹ پڑے اور وہ ڈر کے مارے بھاگ گئے واللہ میں نے کبھی کسی خستہ حال انسان کو حسینؓ کے سامنے اس کے احباب اور اہل و عیال قتل ہو چکے ہیں"۔ ایسا شیر دل مطمئن اور جری نہیں دیکھا۔

دیگر روایت ابو مخنف بذریعہ صقعب بن زہیر، حمید بن مسلم سے بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ دشمن پر حملہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کیا تم مجھے قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے ہو! واللہ تم میرے بعد کسی ایسے انسان کو قتل نہ کرو گے جس کا قتل میرے قتل سے زیادہ خدا کے ہاں غضبناک ہو اللہ تعالیٰ سے بخشنہ امید ہے کہ تمہیں ذلیل و رسوا کر کے مجھے عزیز و رفیع بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ تم سے وہ انتقام لے گا جو تمہارے عقل و شعور اور وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔ سنو! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان تفرقہ ڈال دے گا اور تمہاری خونریزی کے اسباب پیدا کرے گا پھر بھی تمہیں خدا کی رضا و خوشنودی میسر نہ ہو گی۔ حتیٰ کہ وہ تمہیں دوچند عذاب میں مبتلا کرے گا۔

پھر دیر تک لڑائی بند رہی دشمن اگر چاہتا تو فوراً قتل کر ڈالتا۔ مگر اس قتل میں کوئی بھی ملوث ہونا نہیں چاہتا تھا اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ اس قتل کا گناہ دوسرے کے سر پڑے۔

بالآخر شمر چلایا کیا انتظار کر رہے ہو۔ چنانچہ زرعہ تمیمی نے آگے بڑھ کر آپ کے کندھے پر تلوار ماری پھر سنان نخعی نے نیزہ مارا پھر اتر کر سر کاٹا اور خولی بن یزید کے سپرد کر دیا

شمر شمر کے تعارف و ترجمہ میں حافظ ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ اس کا والد ذوالجوشن جلیل القدر صحابی ہے اس کا اسم گرامی شمر جبیل ہے یا عثمان بن نوفل یا ابن اوس بن اعور العامری ضبابی قبیلۂ کلاب سے شمر کی کنیت ابوالسابغہ ہے

ابن عساکر ۲ عمر بن شعبہ ۳ ابو احمد ۴ فضیل بن زبیر ۵ عبدالرحیم بن میمون ۶ محمد بن عمرو بن حسن سے نقل کرتے ہیں کہ ہم کربلا میں حضرت حسین کے ہمراہ تھے آپ نے شمر کو دیکھ کر فرمایا صدق اللہ ورسولہ! رسول اللہؐ نے فرمایا تھا گویا میں سیاہ سفید دو رنگے ابقع کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون کو چپڑ چپڑ کر پی رہا ہے۔ شمر برص میں مبتلا تھا۔

سلب سنان وغیرہ نے آپ کا سلب (مقتول کا اسلحہ اور لباس) لے لیا اور دیگر لوگوں نے آپ کا مال و دولت حتیٰ کہ خواتین کے لباس تک آپس میں تقسیم کر لیے۔ ابو مخنف جعفر بن محمد سے بیان کرتا ہے کہ حضرت حسین کے جسم مبارک پر نیزے کے ۳۳ اور تلوار کے ۳۴ زخم تھے

علی اصغر علی زین العابدین کم سن اور بستر پر بیمار پڑے تھے شمر نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے ایک ساتھی حمید بن مسلم نے اسے سختی سے روک دیا۔ اور ابن سعد نے اعلان کر دیا کہ ان عورتوں کے خیمہ میں کوئی نہ گھسے زین العابدین کو کوئی قتل نہ کرے جس کسی نے ان کا سامان لوٹا ہو وہ واپس کر دے مگر کسی نے واپس نہ کیا۔ علی زین العابدین نے کہا اے ابن سعد! خدا تجھے جزائے خیر دے۔ تیرے اعلان نے ہمیں بچا لیا۔

سنان نخعی سنان نخعی ابن سعد کے خیمہ کے دروازے کے پاس آیا اور بلند آواز سے کہا۔

اوقر رکابی فضۃ وذھبا — میری سواریوں کو سیم و زر سے بھر دے

انا قتلت الملک المحجبا — میں نے بڑا بادشاہ قتل کیا ہے۔

قتلت خیر الناس اما و ابا	میں نے بہترین والدین والے انسان کو
وخیرھم اذ ینسبون نسبا	قتل کیا ہے اور نسب میں سب سے اعلیٰ ہے

ابن سعد نے کہا اسے اندر بلاؤ وہ اندر آیا تو کوڑے سے اس کی تواضع کی اور کہا افسوس! تو دیوانہ ہے واللہ اگر ابن زیاد تیری یہ بات سن لیتا تو تجھے قتل کر ڈالتا ابن سعد نے عقبہ بن سمعان کو جب اس نے بتایا کہ وہ غلام ہے گرفتار نہیں کیا چھوڑ دیا اور مرقع بن یمامہ گرفتار ہوا اسے ابن زیاد نے رہا کر دیا

شہدا کی تعداد اس معرکہ میں حسینی قافلہ کے ۷۲ آدمی شہید ہوئے جن کو قتل کے ایک دن بعد غاضریہ کے باشندوں بنو اسد نے دفن کیا اور ابن سعد کی فوج سے کل ۸۸ آدمی قتل ہوئے اسنے نماز جنازہ کے بعد ان کو دفن کیا۔ ابن سعد کا حضرت حسینؓ کی نعش کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روند ڈالنے کا حکم دینا درست نہیں واللہ اعلم محمد ابن الحنفیہ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے حسینؓ کے ہمراہ ۱۷ افراد شہید ہوئے اور حسن بصری کا قول ہے کہ ۱۶ افراد تھے دنیا پر ان کے ہم پلہ اس وقت کوئی نہ تھا۔ کسی کا مقولہ ہے کہ اہل بیت سے ان کے ہمراہ کل ۲۳ آدمی شہید ہوئے۔ حضرت علیؓ کی اولاد میں سے جعفرؓ ۲ حسینؓ ۳ عباسؓ ۴ محمدؓ ۵ عثمانؓ ۶ ابوبکرؓ۔ اور حسینؓ کی اولاد میں سے علی اکبرؓ ۲ عبداللہؓ اور حسنؓ کی اولاد میں سے عبداللہ ۲ قاسم ۳ ابوبکر عبداللہ بن جعفر کی اولاد میں سے عون اور محمد اور عقیل کی اولاد میں سے جعفر ۲ عبداللہ ۳ عبدالرحمن ۴ قبل از ابن کوفہ میں مسلم ۵ عبداللہ بن مسلم بن عقیل ۶ محمد بن ابی سعید بن عقیل۔ کسی شاعر نے کہا۔

واندبی تسعة لصلب علی	حضرت علی کے حقیقی نو فرزندان کا ماتم
قد اصیبوا وستة لعقیل	کر اور عقیل کے چھ لڑکوں کا۔ اور
سمی النبی غودر فیھم	رسول اللہؐ کے ہم نام کا۔ جو
قد علوه بصارم مصقول	آبدار تلوار سے شہید ہوا۔

اور حسینؓ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر بھی کربلا میں شہید ہوا بعض کہتے ہیں ابن زیاد نے اسے کوفہ میں قتل کر دیا تھا جب وہ حضرت حسین کا خط لے کر کوفہ گیا تھا۔

سر مبارک

ابن سعد کے حکم سے خولی بن یزید اصبحی نے اسی روز آپ کا سر مبارک کوفہ پہنچا دیا جب وہ قصر امارت میں لے کر پہنچا تو وہ مقفل تھا۔ وہ اپنے گھر واپس لے آیا اور کپڑے دھونے کے لگن کے نیچے رکھ دیا اور اپنی بیوی نوار بنت مالک کو کہنے لگا میں تیرے پاس "زمانہ کی عزت" لایا ہوں۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے تو اس نے کہا "حسینؓ کا سر" تو اس نے کہا لوگ سیم وزر لائے اور تو رسول اللہؐ کے نواسے کا سر لایا واللہ آئندہ میں تیرے پاس شب باش نہ ہوں گی، پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی اور اس نے اپنی دوسری بیوی اسدیہ کے ساتھ رات بسر کی، وہ اسدیہ کہتی ہے واللہ میں برابر اس لگن سے آسمان کی طرف نور بلند ہوتا دیکھتی رہی اور اس کے گرد چند سفید پرندے پھڑ پھڑا رہے تھے۔ صبح کو اس نے یہ سر مبارک ابن زیاد کے سامنے پیش کیا اور بعد ازیں اس نے یزید کے پاس شام روانہ کر دیا بعض کہتے ہیں حسین کے سر کے علاوہ اور سر بھی موجود تھے جن کی مجموعی تعداد ۷۲ ہے کیونکہ وہ ہر شہید کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیتے تھے۔

حدیث انس

مسند احمد میں محمد عن انس سے مروی ہے کہ ایک طشتری میں حسینؓ کا سر مبارک جب ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ اس پر چھڑی پھیرنے لگا اور آپ کے حسن و جمال کے متعلق کچھ نازیبا الفاظ استعمال کیئے تو انسؓ نے کہا آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شبیہ تھے۔ اور وسمہ لگایا کرتے تھے۔ امام بخاری نے بھی مناقب میں ابن سیرین از انسؓ اسی طرح بیان کیا ہے

امام ترمذی نے بھی حفصہ بنت سیرین از انس بیان کر کے اس کو حسن

صحیح کیا ہے اس میں ہے۔ فجعل ینکت بقضیب فی انفہ ویقول ما رأیت مثل ھذا حسنا۔

امام بزار ۲ مفرج بن شجاع بن عبیداللہ موصلی ۳ غسان بن ربیع ۴ یونس بن عبیدہ ۵ ثابت وحمید ۶ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن زیاد کے پاس جب حسینؓ کا سر مبارک پیش کیا گیا تو وہ اپنی چھڑی آپ کے دانتوں پر پھیرنے لگا اور کہا بہت خوبرو تھا۔ انس کہتے ہیں واللہ میں تجھے ایک ناگوار بات سناتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ جہاں تمہاری چھڑی مس کر رہی ہے وہاں رسول اللہؐ بوسہ دیا کرتے تھے تو پھر وہ شرما کر جھینپ گیا۔ امام بزار اس سند میں منفرد ہے حمید سے یونس بن عبیدہ کے علاوہ کسی نے بھی یہ روایت بیان نہیں کی اور یونس بن عبیدہ مشہور و معروف بصری ہیں۔ دلیس بہ باس مسند ابو یعلیٰ موصلی میں یہ روایت علی بن زید از انس سے مذکور ہے اور قرہ بن خالد نے بھی یہ روایت حسن از انسؓ بیان کی ہے۔

فتح کا مژدہ

ابو مخنف ۲ سلیمان بن ابی راشد ۳ حمید بن مسلم سے بیان کرتا ہے کہ ابن سعد نے مجھے اپنے اہل خانہ کو فتح کا مژدہ اور اپنی خیر و عافیت کا پیام رسے کر بھیجا میں نے کوفہ میں ابن زیاد کے ہاں ایک وفد کو دیکھا اور میں بھی وہاں چلا گیا دیکھا تو حسینؓ کا سر مبارک اس کے سامنے پڑا ہے وہ آپ کے دانتوں میں چھڑی سے کرید رہا ہے۔ اذا ھو ینکت فیہ بقضیب بین ثنایاہ ساعۃ، تو زید ارقمؓ نے کہا ان دانتوں سے چھڑی اٹھالو۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی قسم میں نے ان دانتوں پر رسول اللہؐ کو اپنے ہونٹوں سے بوسہ دیتے دیکھا ہے۔

صحابی کا فرمان

پھر وہ علیحدہ ہٹ کر آہ و بکا کرنے لگے تو ابن زیاد نے کہا، خدا تجھے رلائے، واللہ اگر بوڑھا کھوسٹ نہ ہوتا تو میں تیرا سر قلم کر دیتا۔ پھر وہ اٹھ کر چلا گیا جب وہ چلا گیا تو لوگوں نے کہا واللہ

اس نے ایسی بات کہی ہے ابن زیاد اگر سن لیتا تو اسے ضرور قتل کر ڈالتا۔ حمید بن مسلم نے پوچھا اس نے کیا کہا لوگوں نے بتایا وہ یہ کلمات کہتا جا رہا تھا۔ غلام، غلاموں کا بادشاہ بن بیٹھا ہے اس نے ان کو اپنے آباء کی جاگیر بنا لیا ہے۔ اے عرب! آج کے بعد سے تم غلام ہو تم نے ابن فاطمہؓ کو قتل کر دیا اور ابن مرجانہ کو امیر در حاکم بنایا وہ تمہارے نیک اور اخیار کو قتل کرتا ہے اشرار اور اشقیا کو غلام بناتا ہے جس نے ذلت و رسوائی پر قناعت کی وہ ہلاک و برباد ہوئے۔

ملك عبد عبيدا، فاتخذهم تليدا، انتم يا معشر العرب! العبيد بعد اليوم، قتلتم ابن فاطمه وامرتم ابن مرجانة، فهو يقتل خيارکم و يتعبد شرارکم فبعد المن رضى بالذل۔ یہ روایت سنن ابوداؤد میں اور طبرانی میں بھی زید بن ارقم سے مروی ہے

یادداشت امام ترمذی نے عمارہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ ۶۶ھ میں جب ابن زیاد اور اس کے رفقا کے سر مسجد کے صحن میں لاکر رکھے گئے تو میں بھی وہاں پہنچ گیا لوگ کہہ رہے تھے، وہ آیا۔ دیکھا کہ سانپ باقی سروں میں سے گزرتا ہوا ابن زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا تھوڑی دیر بعد نکل کر چلا گیا لوگوں نے پھر شور مچایا، وہ آیا وہ آیا چنانچہ اس نے ۲، ۳ بار ایسا کیا ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

ایک اور قتل ابن زیاد نے ہنگامی اجلاس کا اعلان "الصلوٰۃ جامعة" کیا اس اجتماع میں اس نے قتل حسینؓ کے متعلق بیان کیا کہ وہ حکومت پر قابض ہونا چاہتے تھے۔ ملکی نظام اور قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنا چاہتے تھے۔ تو عبد اللہ بن عفیف ازدی نے کہا افسوس، اے ابن زیاد تم نبیوں کی اولاد کو قتل کرتے ہو اور صدیقوں ایسی باتیں بناتے ہو۔ یہ سن کر ابن زیاد نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

سر مبارک

پھر ابن زیاد کے حکم سے حضرت حسینؓ کے سر مبارک کو گلی کوچوں میں پھرایا گیا اور کوفہ کی مسجد میں نصب کیا گیا پھر دیگر سروں کے ساتھ آپ کا سر مبارک بھی زحر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس شام کی طرف روانہ کر دیا زحر کے ہمراہ ابو بردہ بن عوف ازدی اور طارق بن ابی ظبیان ازدی وغیرہ تھے۔ تمام سر انہوں نے یزید کے پاس پہنچا دیئے۔

معرکہ کا حال

ہشام ۱۔ عبداللہ بن یزید بن روح بن زنباع جذامی ۲۔ اپنے والد یزید ۳۔ غاز بن ربیعہ جرشی حمیری سے نقل کرتا ہے کہ زحر بن قیس جب یزید کے پاس دمشق میں پہنچا میں بھی وہاں موجود تھا یزید نے پوچھا بتاؤ کیا خبر ہے تو اس نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! فتح و نصرت کا مژدہ سماعت فرمایئے حضرت حسینؓ اٹھارہ اہل بیت اور ۶۰ شیعہ اور جماعتوں کو لیئے آئے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر یہ تجویز پیش کی امیر ابن زیاد کے فیصلہ کو تسلیم کریں اور فرمانبردار بن جائیں یا حرب و قتال کے لیئے تیار ہو جائیں انہوں نے جنگ وجدال کو پسند کیا چنانچہ ہم نے طلوع آفتاب کے ساتھ ہی ان کا محاصرہ کر لیا جب تلواریں چلنے لگیں تو وہ راہ فرار اختیار کرنے لگے۔ ٹیلوں اور گڑھوں میں پناہ لینے لگے جیسے کبوتر شاہین سے بس پھر کیا تھا کہ ہم نے تھوڑی دیر میں ان کا صفایا کر دیا اب ان کے جسم برہنہ ہیں رخسار غبار آلود ہیں وہ دھوپ کی تمازت میں پڑے سڑ رہے ہیں آندھی ان پر خاک اڑا رہی ہے گدھیں اور چیلیں ان کو نوچ رہی ہیں۔

یزید

یزید یہ سن کر اشکبار ہو گیا اور کہنے لگا قتل حسین کے بغیر ہی میں تمہاری طاعت و فرمانبرداری سے خوش ہو سکتا تھا۔ ابن سمیہ پہ خدا کی لعنت واللہ اگر میں وہاں موجود ہوتا تو عفو و درگزر کرتا۔ اللہ تعالیٰ حسینؓ پر رحمت کرے اس قاصد اور سرپیش کرنے والے کو کوئی انعام نہیں دیا۔ جب حسینؓ کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا واللہ اگر میں تیرا مدمقابل ہوتا تو قتل نہ کرتا پھر اس نے حسین بن حمام مری کا یہ شعر پڑھا۔

یفلقن ھاماً من رجال اعزۃ	تلواریں سرکشوں کے سر پھاڑ کر ٹکڑے کر
علینا وھم کانوا اعق واظلما	دیتی ہیں جو قاطع رحم عاق اور ظالم ہوتے ہیں

ابو مخنف، ابو جعفر عبسی سے نقل کرتا ہے کہ مروان کے بھائی یحییٰ بن حکم نے یہ اشعار پڑھے

لھام بجنب الطف ادنی قرابۃ	کربلا میں جو سر قلم ہوئے ان سے ہمارا
من ابن زیاد العبد ذی الحسب الوغل	ابن زیاد غلام اور کمینے کی نسبت قریبی رشتہ تھا
سمیۃ امسی نسلھا عدد الحصی	سمیہ کی نسل اب بے شمار ہے
ولیس لآل المصطفی من نسل	اور مصطفےٰ کی نسل ناپید ہے

یزید نے یحییٰ کے سینے کو مار کر کہا، خاموش! محمد بن حمید رازی شیعہ، محمد بن یحییٰ احمری ۳۴ مجاہد سے بیان کرتا ہے کہ حضرت حسینؓ کا سر مبارک جب یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے ابن زبعری کے یہ اشعار پڑھے۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا	کاش میرے آباء جو بدر میں قتل ہوئے وہ خزرجی
جزع الخزرج فی وقع الاسل	انصار کی جزع فزع دیکھتے جب ان پر نیزے پڑ رہے تھے
فاھلوا واستھلوا فرحا	وہ خوشی سے جھوم جاتے اور
ثم قالوا لی ھنیئاً لا تسل	مجھے مبارک باد پیش کرتے۔
قد قتلنا الضعف من اشرافکم	ہم نے تمہارے شرفا میں سے دو چند قتل کیے ہیں اور بدر کی کوتاہی کو
وعدلنا میل بدر فاعتدل	پورا کر دیا ہے پس اب اعتدال رونما ہو چکا ہے۔

مجاہد نے کہا، ان اشعار میں سے اس کا نفاق ٹپکتا ہے اور لشکر میں موجود سب لوگوں نے اس کی مذمت کی۔

تبصرہ ان اشعار کی قتل حسین سے کوئی مناسبت نہیں اور نہ ہی کوئی خزرجی انصاری حضرت حسینؓ کے ہمراہ تھا۔ اور نہ ہی واقعہ کربلا میں شریک ہوا۔ مورخین نے بیان کیا ہے کہ زبعری کے یہ اشعار اس نے وقعہ حرہ کے

بعد بطور تمثیل پڑھے تھے مگر ان کی تاریخی حیثیت مشکوک ہے کیونکہ جب روح بن زنباع نے وقعہ حرہ کی بشارت اور خوشخبری یزید کو سنائی تو اس نے جزع فزع کا اظہار کرتے ہوئے" واقوماہ" کہا تھا البدایہ والنہایہ ص ۲۲۳ ج ۸

سر مبارک حضرت حسینؓ کے سر مبارک کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ یزید کے پاس ابن زیاد نے بھیجا تھا یا نہیں؟ واضح یہی ہے کہ وہ ابن زیاد نے یزید کے پاس ارسال کر دیا تھا اس باب میں بیشتر آثار مروی ہیں واللہ اعلم

ابو مخنف ۲ ابو حمزہ ثمالی ۳ عبداللہ یمانی ۴ قاسم بن بخیت سے بیان کرتا ہے کہ حضرت حسین کا سر مبارک جب یزید کے سامنے رکھا گیا تو وہ چھڑی سے اس کو مس کرنے لگا اور کہا کہ ہم اور وہ اس شعر کے مصداق ہیں۔

يفلقن هاماً من رجال أعزة — علينا وهم كانوا أعق وأظلما

تو ابن برزہ اسلمی ۶۴ھ نے کہا واللہ تیری چھڑی اس ہونٹ کو چھو رہی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوسہ دیا کرتے تھے پھر آپ نے فرمایا سنو! قیامت کے روز اس کے شفیع تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور تیرا ابن زیاد ہوگا۔ پھر وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

ابن ابی الدنیا ۲ ابو الولید ۳ خالد بن ولید بن اسعد ۴ عمارہ دھنی ۵ جعفر سے بیان کرتے ہیں کہ جب یزید کے پاس حسینؓ کا سر مبارک پیش کیا گیا تو وہ چھڑی سے اسے چھونے لگا تو ابو برزہ اسلمی نے کہا چھڑی کو اس مقام سے اٹھا لو میں نے رسول اللہ کو اس کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابن ابی الدنیا ۲ مسلمہ بن شبیب ۳ حمیدی ۴ سفیان ۵ سالم بن ابی حفصہ ۶ حسن سے بیان کرتے ہیں کہ جب یزید کے پاس حضرت حسینؓ کا سر لایا گیا تو وہ چھڑی سے چھونے لگا (جعل يزيد يطعن بالقضيب)

مقتل حسین باقی ماندہ بچوں اور خواتین پہ ابن سعد نے محافظ اور نگہبان مقرر کر دیا پھر ان کو ہودجوں اور رکھادوں پر سوار کر کے

کوفہ روانہ کر دیا جب مقتل حسینؓ کے پاس سے یہ قافلہ گزرا تو حسینؓ اور ان کے رفقا کو خاک و خون میں لت پت دیکھ کر چیخنے چلانے اور آہ و بکا کرنے لگا۔ اور حضرت زینب بنت فاطمہؓ روتے ہوئے کہنے لگی یا محمداہ، یا محمداہ، اے محمد! تجھ پر اللہ اور آسمان کے فرشتوں کا درود و سلام، یہ حسینؓ چٹیل میدان میں پڑا ہے خون میں لت پت ہے۔ اعضاء قطع ہو چکے ہیں اے محمد تیری بیٹیاں اسیر ہیں اور تیری عترت و اولاد مقتول ہے ہوا ان پر خاک اڑا رہی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ بلا امتیاز دوست، دشمن سب ان کی آہ و فغاں سن کر رونے لگے۔ قرہ بن قیس کہتا ہے کہ خواتین جب شہدا کے پاس سے گزریں تو چیخنے چلانے لگیں میں نے اتنی حسین عورتیں کبھی نہیں دیکھیں تھی واللہ وہ سیرین کی نیل گاؤ سے بھی زیادہ خوبرو تھیں۔

کوفہ میں پھر وہ کوفہ پہنچیں تو ابن زیاد نے ان کی خاطر مدارات کی اور ان کے قیام و طعام اور لباس کا انتظام کیا۔

ابن زیاد کی بڑ قرہ کہتا ہے کہ اہل بیت جب ابن زیاد کے پاس پہنچے تو زینب بنت فاطمہ نہایت معمولی لباس پہنے بے پہچان کنیزوں کے جلو میں تھیں تو ابن زیاد نے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور کسی لونڈی نے بتایا یہ زینب بنت فاطمہؓ ہے تو ابن زیاد نے کہا اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو رسوا اور ہلاک کیا اور تمہاری آرزو کو ناکام بنایا۔ پھر حضرت زینب نے جواب دیا بلکہ اس خدا کی حمد و ستائش ہے جس نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عزت بخشی اور ہمیں پاک کیا نہ کہ جیسا تو کہتا ہے، فاسق رسوا و ذلیل ہوتا ہے فاجر اور بدکار جھوٹ بکتا ہے۔

ابن زیاد نے پھر آپ کو مخاطب کر کے کہا تو نے دیکھا خدا نے تیرے خاندان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو آپ نے جواب دیا ان کی قسمت میں قتل کی موت لکھی تھی اس لیے وہ اپنے مقتل میں پہنچ گئے عنقریب تجھے اور انہیں ایک جگہ

جمع کرے گا وہ اللہ کے پاس تیرا شکوہ کریں گے یہ سن کر ابن زیاد غضبناک اور سیخ پا ہوگیا تو عمرو بن حریث نے کہا جناب! خدا آپ کو سنوارے! یہ تو محض ایک غمزدہ عورت ہے اور عورت کی بات پر گرفت نہیں کرنی چاہیئے اس کی گفتگو پر مواخذہ نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کی حماقت پر ملامت۔

علی اصغر ابو مخنف، مجالد بن سعید سے بیان کرتا ہے کہ ابن زیاد نے جب علی زین العابدین کو دیکھا تو شرطی کو کہا دیکھو! کیا بالغ ہے! بالغ ہو تو اسے قتل کردو چنانچہ اس نے ملاحظہ فرمایا تو اثبات میں جواب دیا۔ پھر اس نے کہا اسے لے جا اور قتل کر دے تو علی زین العابدین نے کہا اگر تیرا ان خواتین کے ساتھ کوئی رشتہ ہے تو ان کے ہمراہ کسی محافظ و نگہبان کو بھیج دے تو پھر ابن زیاد نے کہا تو ہی آجا۔ چنانچہ اسے قتل نہ کیا اور ان کے ہمراہ روانہ کر دیا۔

تعارف ابو مخنف ۲ سلیمان بن ابی راشد ۳ حمید بن مسلم سے اس طرح نقل کرتے ہیں کہ جب علی زین العابدین کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو ابن زیاد نے پوچھا آپ کا نام تو اس نے بتایا علی بن حسین پھر زیاد نے از راہ تعجب کہا کیا علی بن حسین قتل نہیں ہوچکا وہ خاموش رہا تو ابن زیاد نے کہا بولتا کیوں نہیں۔ اس نے کہا میرے ایک اور بھائی کا نام بھی علی تھا لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ ابن زیاد نے کہا لوگوں نے نہیں اللہ نے اسے قتل کیا ہے وہ خاموش ہوگیا تو اس نے کہا کیا بات ہے بولتا کیوں نہیں تو اس نے کہا ؟ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ اللہ موت کے وقت جان قبض کرتا ہے اس کے اذن کے بغیر کوئی نہیں مرتا تو ابن زیاد نے کہا تو بھی ان ہی میں سے ہے دیکھو کیا یہ بالغ ہے مجھے تو واللہ بالغ معلوم ہوتا ہے مری بن معاذ احمری نے معائنہ کیا تو اس نے کہا جی ہاں بالغ ہوچکا ہے تو ابن زیاد نے اسے قتل کا حکم دیا تو علی زین العابدین نے کہا یہ خواتین کس کے سپرد ہوں گی۔

عجیب چیز یہ سنتے ہی زینب اس کے ساتھ چمٹ گئی اور کہنے لگی اے ابن زیاد جو ہو چکا ہے وہی کافی ہے کیا تو ہمارے خون سے سیر نہیں ہوا۔ کسی کو زندہ بھی چھوڑے گا؟ پھر اس نے علی کو گلے سے لگا کر کہا خدارا! اگر تو مسلمان ہے اسے قتل کرے تو مجھے بھی اس کے ساتھ قتل کر دے تو علی زین العابدین نے بلند آواز سے کہا اے ابن زیاد اگر تو ان خواتین سے ذرا بھی رشتہ سمجھتا ہے تو ان کے ہمراہ کسی متقی شخص کو بھیج دے جو اسلامی معاشرے کے مطابق ان سے سلوک کرے پھر ابن زیاد کچھ دیر تک ان کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے مجلس سے مخاطب ہو کر کہا عجبا للرحم رشتہ بھی عجیب چیز ہے واللہ مجھے یقین ہے کہ یہ سچے دل سے لڑکے کے ساتھ قتل ہونا چاہتی ہے۔ لڑکے کو چھوڑ دو جا، اپنی خواتین کے ہمراہ سفر کر۔

یزید کے پاس پھر ابن زیاد نے تمام خواتین اور بچوں کو یزید کے پاس دمشق بھیج دیا اور علی زین العابدین کے گلے میں طوق ڈال دیا ان کے ہمراہ محفر بن ثعلبہ عائذی اور شمر کو روانہ کیا جب یزید کے محل کے دروازے پر پہنچے تو محفر چلایا۔ یہ محفر بن ثعلبہ ہے امیر المومنین کی خدمت میں ان کمینے فاجروں کو لایا ہے یزید نے یہ سن کر کہا محفر کی ماں سے زیادہ کمینہ اور ذلیل بچہ کسی عورت نے نہیں جنا۔ پھر شہداء کے سر اور خواتین و بچے یزید کے دربار میں پہنچے تو اس نے شام کے اعیان و اشراف کو بلا کر اپنی مجلس میں بٹھایا پھر علی زین العابدین سے مخاطب ہوا۔ اے علی تیرے والد نے قطع رحمی کی میرا حق بھلایا اور میری سلطنت چھیننا چاہی۔ اس پر اللہ نے اس کے ساتھ جو کیا وہ تم دیکھ چکے ہو تو علی زین العابدین نے کہا ما اصاب من مصیبۃ فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب ۔۔۔

یزید نے اپنے بیٹے خالد سے کہا اسے جواب دیجئے مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا تب یزید نے اسے کہا: ہاں! کہو وما اصابکم من مصیبۃ فبما

کسیست ابد بیکند ہے جو مصیبت بھی آتی ہے خود تمہارے اپنے ہاتھوں آتی ہے

بے باک گفتگو

پھر یزید نے تھوڑی دیر بعد دوسرے بچوں اور خواتین کو قریب بلایا اور ان کی خراب ہیت وصورت کو دیکھ کر افسوس کرنے لگا۔ خدا ابن مرجانہ کا برا کرے (قبح اللہ ابن مرجانہ) اگر ان سے ان کا رشتہ ہوتا تو ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا اور نہ اس برے حال میں میرے پاس بھیجتا۔ ابو مخنف، حارث بن کعب کی معرفت فاطمہ بنت علی سے بیان کرتا ہے کہ جب ہم یزید کے سامنے بٹھلائے گئے تو اس نے ہم پر ترس کیا اور ہمیں کچھ دینے کا حکم دیا اور ہم پر مہربانی کی اسی اثنا میں ایک سرخ رنگ کا شامی کھڑا ہو کر کہنے لگا اے امیر المومنین! یہ لڑکی (میری طرف اشارہ کر کے) مجھے عنایت کر دیجئے میں خوبصورت لڑکی تھی۔ یہ سن کر خوف سے کانپنے لگی اور سمجھی کہ یہ ان کے لیئے جائز ہے اور اپنی بہن زینب سے لپٹ گئی اور اس کی چادر پکڑ لی وہ مجھ سے بڑی اور سمجھ دار تھیں اور جانتی تھیں کہ یہ بات نہیں ہو سکتی تو زینب نے اس آدمی کو کہا، واللہ تو جھوٹا اور کمینہ ہے نہ تجھے اس بات کا اختیار ہے نہ اسے یزید یہ سن کر غصے سے کہنے لگا واللہ! تو جھوٹ کہتی ہے مجھے یہ حق حاصل ہے اگر چاہوں تو کر سکتا ہوں زینب نے کہا ہرگز نہیں اللہ نے تمہیں یہ حق نہیں دیا یہ الگ بات ہے کہ تم ہماری ملت سے نکل جاؤ اور دوسرا دین اختیار کر لو یہ سن کر یزید آگ بگولا ہو کر کہنے لگا مجھ سے ایسی نازیبا گفتگو کرتی ہو۔ دین سے تو تیرا باپ اور بھائی نکل چکا ہے تو زینب نے جواب دیا اللہ کے دین سے "میرے باپ کے دین سے میرے بھائی کے دین سے میرے نانا کے دین سے تو تو نے تیرے باپ نے۔ تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔ یزید نے ڈانٹ کر کہا تو جھوٹی ہے اے دشمن خدا! پھر زینب نے کہا تو زبردستی اور بزور بازو امیر المومنین ہے بیجا اور ناحق گالیاں بکتا ہے اور اپنی قوت سے دباتا ہے یہ بات سن کر

یزید شرمندہ سا ہو کر خاموش ہو گیا ۔ پھر وہی شامی کھڑا ہو کر کہنے لگا (ھب لی ھذہ) یہ مجھے ہبہ کر دیجئے تو یزید نے اسے غصے سے کہا، چلا جا ، دور ہو جا اللہ تجھے موت نصیب کرے

مدینہ روانگی پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ مدینہ تک ان کے ہمراہ ایک معتبر آدمی فوج کی حفاظت میں روانہ کرو اور علی زین العابدین بھی ان کے ساتھ ہو ۔ اور یزید نے ان خواتین اور بچوں کو اپنے محل میں مہمان رکھا ۔ آل معاویہ کی عورتیں روتی تھیں اور تین دن تک صف ماتم بچھی رہی ۔ یزید صبح شام کھانے پر علی زین العابدین اور عمر بن حسین رضی کو اپنے ساتھ شریک کرتا یزید نے ایک دن عمر بن حسین رضی کو جو کہ کم سن بچہ تھا کہا ۔ کیا تو اس (خالد بن یزید) سے لڑے گا تو عمر بن حسین نے کہا ایک چھری مجھے دو اور ایک اسے پھر ہم لڑیں گے تو یزید نے اسے چھاتی سے لگا کر کہا میں تمہاری طبع سے خوب واقف ہوں سانپ کا بچہ بھی سانپ ہوتا ہے ۔

شنشنة اعرفها من اخزم   هل تلد الحية الا حية

ندامت جب اہل بیت کو یزید نے رخصت کیا تو علی زین العابدین سے کہا ۔ اللہ ابن سمیہ کا برا کرے ! واللہ اگر میں حسین کے مقابل ہوتا تو ان کی ہر بات منظور کر لیتا اور میں ہر ممکن طریق سے ان کی حفاظت کرتا خواہ ایسا کرنے میں میرے کسی بیٹے کی جان چلی جاتی لیکن خدا کو وہی منظور تھا جو ہو چکا ہے ۔ پھر یزید نے ان کو بہت سا مال اور خلعت پہنا کر الوداع کیا اور محافظ کو سخت تاکید کی ۔ اور علی زین العابدین سے کہا کوئی ضرورت بھی پیش آئے تو خط لکھ کر مجھے مطلع کیجئے ۔

كاتبني بكل حاجة تكون لك ، وہ محافظ جو ان کے ہمراہ روانہ کیا تھا وہ ذرا دور سے ان کی نگرانی وحفاظت کرتا تھا جب وہ مدینہ پہنچ گئے تو فاطمہ نے اپنی ہمشیرہ زینب سے کہا اس محافظ نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک اور برتاؤ کیا ہے ۔ ہمیں اس کا صلہ دینا چاہیئے تو زینب نے کہا ہمارے پاس زیورات کے سوا کچھ نہیں تو فاطمہ نے کہا ہم زیورات ہی دے دیتی ہیں چنانچہ ہم نے اپنے کنگن اور چوڑیاں معذرت کے ساتھ اس کے پاس بھیج دیں کہ یہ حقیر سا تحفہ تمہاری نیکی کا بدلہ اور حسن سلوک

کا صلہ ہے اس نے زیورات واپس کرتے ہوئے کہا اگر میرا یہ حسن سلوک اور رینا کر کسی دنیاوی لالچ سے ہوتا تو یہ زیورات میری توقع سے کہیں زیادہ تھے مگر واللہ میں نے یہ برتاؤ صرف اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ تمہاری قرابت کی وجہ سے کیا ہے۔

انداز فکر

یزید نے جب حضرت حسینؓ کے سر مبارک کو دیکھا تو حاضرین مجلس سے کہا۔ کیا جانتے ہو کہ حسین کو کیونکر غلط فہمی ہوئی اور کس باعث وہ خطرناک اقدام پر آمادہ ہوا اور کس وجہ سے وہ ہلاکت خیز معرکہ میں وارد ہوا سب نے لاعلمی کا اظہار کیا تو یزید نے کہا حسینؓ کی سوچ یہ تھی کہ علیؓ امیر معاویہ سے بہتر ہے۔ اور میری والدہ فاطمہ یزید کی والدہ سے افضل ہے اور میرے نانا رسول اس کے نانا سے اعلیٰ و بالا ہیں اور وہ اس سے بہتر و بہتر ہیں اس لیے حکومت کا بھی یزید سے زیادہ حقدار ہے۔

سنو! حسین کا یہ انداز فکر کہ اس کا باپ میرے باپ سے بہتر ہے قابل غور ہے کہ میرے والد کا اس کے والد سے نزاع اور اختلاف تھا۔ اور سب کو معلوم ہے کہ کس کے حق میں فیصلہ ہوا۔ اور ان کا یہ کہنا کہ ان کی ماں میری ماں سے افضل ہے۔ بلا شبہ، فاطمہ بنت رسول میری والدہ سے بدرجہا افضل و اعلیٰ ہیں اور ان کا یہ فرمان کہ ان کے نانا میرے نانا سے افضل و اشرف تھے۔ تو یقیناً کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا یہ نہیں سمجھتا کہ رسول اللہؐ کے برابر ہم سر کوئی انسان ہے۔ یہ سب کچھ ان کی کم فہمی سے رونما ہوا اور وہ اس آیت ۳/۲۶ کو بھول گئے قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء۔ کہہ! اے اللہ ملک کے مالک! جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے تو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے واللہ یوتی ملکہ من یشاء ۲/۲۴۷ اور اللہ اپنا ملک جسے چاہتا ہے دیتا ہے

اچھا سلوک جب خواتین یزید کے پاس پہنچی تو فاطمہ بنت حسین نے کہا جو سکینہ بنت حسینؓ سے بڑی تھیں۔ اے یزید! رسول اللہ کی لڑکیاں اسیر اور کنیز ہیں تو اس نے کہا اے بھتیجی! میں اس دارو گیر سے ناخوش تھا پھر فاطمہ نے کہا بخدا ہمارے کانوں میں انہوں نے ایک بالی تک نہیں چھوڑی تو اس نے کہا تمہارا جتنا گیا ہے اس سے کہیں زیادہ دوں گا پھر ان کو اپنے محل میں اتارا اور ہر ایک سے نقصان دریافت کیا پھر جتنا نقصان کسی نے بتایا اس سے دوگنا ان کو دیا۔

ہشام ۱؎ ابو مخنف ۲؎ ابو حمزہ ثمالی ۳؎ عبد اللہ ثمالی ۴؎ قاسم بن نجیب ۵؎ سے بیان کرتا ہے کہ جب کوفہ کا وفد حضرت حسین کا سر مبارک لے کر جامع دمشق میں پہنچا تو مروان نے ان سے پوچھا تمہارا کیا طریق کار رہا تو انہوں نے کہا کہ اہل بیت کے ۱۸ افراد آئے ہم نے سب کو تہس نہس کر دیا یہ ان کے سر ہے اور وہ اسیر ہیں مروان اٹھ کر چلا گیا تو اس کا بھائی یحییٰ آیا اور اس نے کارروائی پوچھی تو انہوں نے پہلے سا جواب دیا تو یحییٰ نے کہا تم قیامت کے روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شرمندہ اور پنہاں ہو گے میں اب تمہارے کسی کام میں شریک نہیں ہوں گا پھر وہ بھی چلا گیا۔ جب مدینہ میں روح فرسا خبر پہنچی تو بنی ہاشم کی خواتین رو ئیں۔ اور صف ماتم بچھائی۔

مشورہ مروی ہے کہ یزید نے اہل بیت کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا تو بعض نے کہا خوامخواہ کتے کا پلا نہ باقی چھوڑیئے علی زین العابدین کو بھی قتل کر دو کہ حسینؓ کا تخم ہی باقی نہ رہے مگر یزید خاموش ہو گیا پھر نعمان بن بشیر نے کہا اے امیر المومنین! ان کے ساتھ وہی سلوک کیجئے جو رسول اللہ انہیں اس حال میں دیکھ کر کرتے۔ پھر یزید کو ان پر ترس آگیا ان کو حمام میں بھیجا ان کے لباس اور طعام قیام کا انتظام کیا۔

دروغ اس بیان سے روافض کی یہ کذب بیانی اور دروغ گوئی الم نشرح ہو گئی کہ اہل بیت کو اسیروں کی حالت میں پالان اور کجاوے کے بغیر ہی اونٹوں

پر سوار کیا گیا۔ اس دروغ بے فروغ میں بعض یہ بھی اضافہ کرتے ہیں کہ اس روز بخاتی اونٹوں کی دو کوہان پیدا ہوئیں کہ پس و پیش دونوں جانب سے ستر ہو۔

بدلہ

پھر ابن زیاد نے عمرو بن سعید امیر حرمین کو قتل حسینؓ کا مژدہ سنایا تو اس نے وہاں اعلان کروایا جب بنی ہاشم کی خواتین نے یہ اعلان سنا تو آہ و بکا اور فغاں کا شور بپا ہوگیا یہ شور سن کر عمرو بن سعید نے کہا یہ تو حضرت عثمان بن عفان کی خواتین کی گریہ و زاری کا معاوضہ ہے۔ عبدالملک بن عمیر کا بیان ہے کہ ابن زیاد کے پاس میں نے حضرت حسینؓ کا سر مبارک طشتری میں رکھا دیکھا پھر میں نے مختار ثقفی کے سامنے ابن زیاد کا سر ۶۶ھ میں دیکھا اور ۶۷ھ میں مختار ثقفی کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے رکھا پایا ۷۱ھ میں مصعب بن زبیر کا سر عبدالملک بن مروان ۷۲ھ کے پاس رکھا دیکھا۔

سانحہ کربلا

تاریخ طبری میں ہے کہ مجھے ذکریا بن یحییٰ ضریر ۲ احمد بن خباب مصیصی ۳ خالد بن یزید ۴ عبداللہ قسری ۵ عمار دھنی نے بتایا کہ میں نے ابو جعفر سے عرض کیا کہ قتل حسینؓ کا سانحہ ایسے بتائیے گویا وہ میرا چشم دید ہو میں نے کہا ابن عقیل کا مکتوب موصول ہونے کے بعد (جس میں ان کو کوفہ پہنچنے کی تاکید تھی) حضرت حسینؓ کوفہ روانہ ہوگئے۔ جب قادسیہ سے تین میل دور رہ گئے تو حر تمیمی ایک ہزار سپاہ لے کر آیا اور حسین سے دریافت کیا کہاں کا مقصد ہے، آپ نے فرمایا کوفہ جا رہا ہوں تو حر نے کہا واپس لوٹ جائیے آپ کے لیے وہاں کے حالات ناساز گار ہیں آپ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو ابن عقیل کے بھائی کہنے لگے واللہ ہم واپس نہیں ہوں گے۔ جب تک مسلم کا بدلہ نہ لے لیں۔ یا قتل ہو جائیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی بے لطف اور بے مزہ ہے چنانچہ آپ وہاں سے روانہ ہوئے تو ابن زیاد کے لشکر کا ہراول دستہ آپ کو ملا جب آپ اس صورت حال سے دوچار ہوئے تو کربلا کی طرف لوٹ آئے۔ دفعتیا اور ملا کو پس پشت کیا کہ ایک جہت سے لڑ سکیں پھر آپ نے وہاں خیمے نصب کر دیئے

آپ کے رفقا میں ۴۵ سوار اور سو پیادہ تھے۔ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو ری کا حکمران اور گورنر نامزد کر دیا تھا پھر" نئے حالات کے پیش نظر" اسے کہا پہلے اس معاملہ سے فارغ ہوں فراغت کے بعد رے کی طرف چلے جانا تو ابن سعد نے معذرت کی تو اس نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر ابن سعد نے ایک رات کی مہلت مانگی اس نے رات بھر سوچا سمجھا اور صبح سویرے ہی اپنی رضا مندی کا اظہار کر دیا چنانچہ ابن سعد حسینؓ کی طرف روانہ ہو گئے پھر حسینؓ سے بات چیت ہوئی تو حضرت حسینؓ نے کہا ان تین تجاویز سے کوئی پسند کر لو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس لوٹ جاتا ہوں ۲ یا میں یزید کے پاس چلا جاتا ہوں ۳ یا آپ چاہیں تو سرحدی علاقہ میں منتقل ہو جاؤں۔ ابن سعد نے ان مطالبات کو ابن زیاد کے پاس توثیق کے لیئے تحریر کیا تو اس نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ پہلے خود کو میرے حوالے کرے۔ حسینؓ نے یہ سن کر کہا واللہ یہ قطعی ناممکن امر ہے چنانچہ آپ نے لڑائی کو ترجیح دی اور سب لوگ شہید ہو گئے ان میں ۱۷ ، ۱۸ افراد صرف اہل بیت میں سے ہی تھے۔

ایک بچے کو تیر لگا جسے حضرت حسینؓ اپنی آغوش میں لیئے ہوئے تھے آپ خون صاف کرتے ہوئے یہ دعا فرما رہے تھے الٰہی! ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما جس نے ہمیں حمایت و نصرت کی پیش کش کی اور قتل کر دیا۔ اللھم احکم بیننا وبین قوم دعونا لینصرونا فقتلونا۔

پھر آپ نے ایک چادر پھاڑ کر جسم پر لپیٹ لی اور تلوار لے کر میدان جنگ میں اتر پڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ آپ کا قاتل ایک مذحجی ہے جس نے آپ کا سر کاٹ کر ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور کہا

اوقر رکابی فضۃ وذھبا ۔۔۔ فقد قتلت الملک المحجبا

قتلت خیر الناس اما وابا ۔۔۔ وخیرھم اذ ینسبون نسبا

چنانچہ ابن زیاد نے یہ سر یزید کے پاس بھیج دیا اس کے سامنے رکھا گیا تو

ابو برزہ اسلمیؓ بھی وہاں موجود تھے۔ اور یزید آپ کے چہرے مبارک پر چھڑی پھیر کر کہنے لگا

یفلقن ھاما من رجال اعزۃ علینا وھم کانوا اعق واظلما

تو ابو برزہ نے کہا چھڑی اٹھا لیجئے۔ واللہ میں بسا اوقات رسول اللہ کو اس چہرے کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہاں! تو ابن سعد نے آپ کے باقی ماندہ اہل وعیال کو ابن زیاد کے پاس روانہ کر دیا صرف ایک لڑکا زندہ بچا جو بیمار تھا۔ ابن زیاد نے اس کے قتل کا بھی حکم دے دیا تھا یہ سنتے ہی زینب اس سے لپٹ گئیں اور عرض کیا واللہ اس کے قتل سے قبل مجھے قتل کر دو چنانچہ اس کے دل پہ رقت طاری ہو گئی اور قتل سے باز آگیا۔ پھر اس نے ان سب کو یزید کے پاس بھیج دیا جب وہ دمشق پہنچے تو شامیوں نے یزید کو فتح کی مبارک باد دی۔ ان میں سے ایک گلفام نیلی آنکھوں والے آدمی نے ایک لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ مجھے عنایت کر دیجئے تو حضرت زینب نے کہا یہ محال امر ہے یہ الگ بات ہے کہ تم دین سے خارج ہو کر مرتد ہو جاؤ۔ اس گلفام آدمی نے یہ مطالبہ دہرایا تو یزید نے اسے کہا رک جا پھر یزید نے انہیں اپنے محل میں پہنچا دیا پھر ان کو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا جب مدینہ کے نواح میں پہنچے تو خانوادۂ بنی عبدالمطلب کی ایک عورت بال پھیلائے روتی چلاتی یہ شعر پڑھتی ان سے ملی

ماذا تقولون ان قال النبی لکم — نبی نے تم سے سوال کیا تو کیا کہو گے تم نے کیا کیا

ماذا فعلتم وانتم آخر الامم — حالانکہ تم آخر اور اشرف امت ہو۔

بعترتی وباھلی بعد مفتقدی — میرے بعد میرے اہل اور خاندان کے

منھم اساری ومنھم ضرجوا بدم — ساتھ بعض ان میں اسیر ہیں اور بعض خون میں لت پت

ابو مخنف۔ بواسطہ سلیمان بن ابی راشد، عبدالرحمان بن عبید ابی الکنود سے نقل کرتا ہے کہ عقیل کی صاحبزادی نے یہ شعر کہے۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ زینب صغری بنت عقیل نے آل حسین کے مدینہ میں داخلہ کے وقت یہ اشعار کہے

ؒ ابوبکر بن انباری کا بیان ہے کہ زینب بنت فاطمہ عبداللہ بن جعفر کی صاحب اولاد بیوی نے قتل حسین کے روز کربلا میں اپنے خیمے کا پردہ سرکا کر یہ مذکورہ اشعار پڑھے۔ واللہ اعلم۔

عزاء ہشام بن کلبی کسی کی معرفت۔ عمرو بن مقدام سے بیان کرتا ہے کہ مجھے عمر بن عکرمہ نے بتایا کہ قتل حسین کے روز ہم نے مدینہ میں ایک کنیز کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے گزشتہ روز یہ اشعار سنے تھے۔

ایہا القاتلون ظلما حسینا	اے ناحق حسینؓ کو قتل کرنیوالو!
ابشروا بالعذاب والتنکیل	عذاب اور سزا کی بشارت مبارک ہو
کل اھل السماء یدعو علیکم	سب نبی ملائکہ اور قبائل تم پر
من نبی و ملائک وقبیل	بد دعا کرتے ہیں۔
لقد لعنتم علی لسان ابن داؤد	سلیمان موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام
وموسیٰ وحامل الانجیل	کی تم پر لعنت ہے۔

ہاتف ابن ہشام ؒ عمرو بن حیزوم کلبی ؒ اس کی والدہ سے بیان کرتا ہے کہ اس نے یہ غیبی آواز سنی ہیث اور ابونعیم کہتے ہیں بروز ہفتہ یہ آواز سنی۔ امام حاکم نیشاپوری وغیرہ بعض متقدمین کے اشعار قتل حسینؓ کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

جاؤا براسك یا ابن بنت محمد	اے نواسۂ رسول! وہ تیرے سر کو
متزملا بدمائه تزمیلا	خون میں لت پت لائے ہیں۔
وکانما بك یا ابن بنت محمد	اے نواسۂ رسول! آپ کا قتل
قتلوا جهارا عامدین رسولا	گویا برملا رسول کا قتل ہے
وقتلوك عطشانا ولم یتدبروا	ان لوگوں نے آپ کو پیاسا قتل کیا اور
فی قتلك القرآن والتنزیلا	اس قتل میں انہوں نے قرآن اور
	کلام اللہ کو نظر انداز کر دیا۔

ویکبرون بان قتلت وانما	بترے قتل پر وہ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں
قتلوا بك التکبیر والتھلیلا	دراصل بتیرے قتل کے باعث وہ تکبیر و تہلیل کے قائل ہیں۔

تاریخ سانحہ شہادت حسینؓ کا سانحہ بروز جمعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ میں وقوع پذیر ہوا ۲ ہشام بن کلبی اور علی بن مدینی کے مطابق ۶۲ھ میں نمودار ہوا ۳ اور بقول ابن لھیعہ باسٹھ یا ترسیٹھ میں ہوا ۴ اور بعض ۶۰ھ میں بتاتے ہیں قول اول درست ہے آپ عراق کی سرزمین کربلا میں شہید ہوئے ۵۷ سال کی عمر میں یا معمولی کم و بیش، ابونعیم نے ۶۵ یا ۶۶ سال عمر بتائی ہے جو درست نہیں

پیش گوئی امام احمد ۲ عبدالصمد بن حسان ۳ عمارہ بن زاذان ۴ ثابت ۵ انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ابر و باران کے فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی اور ام سلمہ سے کہا خیال رکھنا کوئی اندر نہ آنے پائے پھر حسینؓ کودتے ہوئے اندر چلے آئے اور رسول اللہ کے شانہ مبارک پر چڑھنے لگے فرشتے نے کہا کیا آپ کو یہ پیارا ہے آپ نے فرمایا بالکل تو فرشتے نے کہا وان امتك تقتله، آپ کی امت اسے قتل کرے گی۔ چاہو تو میں آپ کو مقتل دکھادوں، چنانچہ فرشتے نے آپ کو وہاں کی سرخ مٹی دکھائی۔ اور حضرت ام سلمہ نے یہ مٹی اپنے دامن میں باندھ لی۔ حضرت انس کہتے ہیں ہم سنا کرتے تھے کہ وہ کربلا میں شہید ہوں گے۔

امام احمد ۲ وکیع ۳ عبداللہ بن سعید ۴ سعید ۵ حضرت عائشہ یا ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا آج ایک فرشتہ آیا ہے جو قبل ازیں کبھی نہیں آیا اس نے مجھے بتایا ہے حسین شہید ہوگا چاہو تو میں آپ کو اس کی قتل گاہ دکھا دوں چنانچہ اس نے سرخ مٹی مجھے دکھائی۔ یہ حدیث متعدد

متعدد واسطوں سے حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے طبرانی اُس کو ابوامامہ سے نقل کیا ہے اس میں بھی ام سلمہ کا یہ قصہ موجود ہے۔ اور محمد بن سعد نے بھی حضرت عائشہؓ سے ام سلمہ کی روایت کے مطابق بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم زینب بنت جحش سے اور لبابہ ام فضل زوجہ عباسؓ سے بھی یہ روایت مروی ہے اور متعدد تابعیوں نے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

ابوالقاسم بغوی ۲ محمد بن ہارون ابوبکر ۳ ابراہیم بن محمد رقی اور علی بن حسن رازی ۴ سعید بن عبدالملک ابو واقد حرانی ۵ عطا بن مسلم ۶ اشعث بن سحیم ۷ انس بن حارث کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ سے سنا کہ حسینؓ کربلا میں شہید ہوگا جو شخص وہاں موجود ہو اسے ان کی نصرت و حمایت کرنا چاہیے چنانچہ انس بن حارث کربلا میں حضرت حسینؓ کے ہمراہ شہید ہوا۔ واللہ اعلم (رواہ غیرہ)

امام احمد ۲ محمد بن عبید ۳ شراحیل بن مدرک ۴ عبداللہ بن یحیٰی ۵ یحیٰی الوہ یہ حضرت علی کے ساتھ صفین جا رہے تھے جب نینوا میں پہنچے تو حضرت علی نے کہا اے ابوعبداللہ ذرا فرات کے ساحل پہ رکیے اس نے عرض کیا کیا بات ہے فرمایا میں ایک روز رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ اشکبار رتھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیونکہ آبدیدہ ہیں تو آپ نے فرمایا ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس سے گئے ہیں اس نے مجھے بتایا ہے کہ حسین فرات کے ساحل پہ شہید ہوں گے اس نے کہا قتل گاہ کی مٹی سونگھنا چاہتے ہو چنانچہ اس نے مشت بھر خاک مجھے دی اور میرے آنسو بے ساختہ جاری ہو گئے۔ تفرد بہ احمد۔

محمد بن سعد ۲ علی بن محمد ۳ یحیٰی بن زکریا ۴ گمنام راوی ۵ عامر شعبی ۶ علیؓ سے پہلی روایت جیسی روایت کرتے ہیں۔

صفین محمد بن سعد وغیرہ نے متعدد اسانید سے علی بن ابی طالب سے نقل کیا ہے کہ وہ صفین جاتے ہوئے مقام کربلا میں تھے کی بیلوں کے پاس سے گزرے تو اس مقام کا نام دریافت کیا تو بتایا گیا کربلا تو آپ نے فرمایا۔ کرب وبلا رنج وغم اور دکھ درد پھر آپ نے سواری سے اتر کر وہاں حنظل کی بیل کے پاس نماز پڑھی اور فرمایا، یہ شہیدوں کا مقتل ہے۔ یہ سب صحابہ کرام کے علاوہ سب سے افضل شہید ہوں گے اور جنت میں بے حساب داخل ہوں گے آپ نے ایک مخصوص مقام کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے اس پر نشان لگا دیا چنانچہ حضرت حسینؓ اسی مقام پر شہید ہوئے۔

جنات کعب احبار سے کربلا کے بارے میں کئی ایک آثار مروی ہیں۔ ابو جناب کلبی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ کربلا کے باشندے حسینؓ پر جنات کا نوحہ برابر سنتے رہتے ہیں۔

مسح الرسول جبینہ	رسول اللہ نے اس کی پیشانی پر ہاتھ
فلہ بریق فی الخدود	پھیرا وہ نورانی اور چمکدار تھی
ابواہ من علیا قریش	اس کے والدین قریش کے اعلیٰ
جدہ خیر الجدود	خاندان سے ہیں اور اس کا نانا سب سے بہتر و برتر ہے۔

نوشتہ دیوار ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ روم کے علاقہ میں لوگ جہاد کی خاطر گئے تو ایک گرجا میں یہ شعر تحریر پایا

اترجو امۃ قتلت حسینا	کیا حسین کے قاتل قیامت کے روز
شفاعۃ جدہ یوم الحساب	اس کے نانا کی سفارش کے امیدوار ہیں؟

لوگوں نے پوچھا یہ کس نے تحریر کیا ہے تو انہوں نے کہا یہ تو رسول اللہ کے بعثت سے قبل تین سو سال سے مکتوب ہے۔

مروی ہے کہ حسینؓ کے قاتل واپس آرہے تھے انہوں نے شراب

میں مخمور رات بسر کی اور آپ کا سر مبارک ان کے پاس تھا چنانچہ ایک آہنی قلم پردہ غیب سے نمودار ہوئی اور خون سے دیوار پر یہ شعر ثبت کر دیا۔

اترجو امۃ قتلت حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب

خواب امام احمد نے عبدالرحمن و عفان سے حماد بن سلمہ نے عمار بن ابی عمار سے ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو دوپہر کے وقت خواب میں پراگندہ اور گرد آلود دیکھا ان کے پاس شیشی میں خون ہے میں نے عرض کیا "بابی وامی" یا رسول اللہ یہ کیا ہے۔ فرمایا۔ یہ حسینؓ اور اس کے رفقاء کا خون ہے جو آج سے میرے پاس ہے۔ عمار کا بیان ہے کہ ہم نے تاریخ شمار کی تو ٹھیک قتل حسین اسی روز واقع ہوا تفرد بہ احمد و اسنادہ قوی

ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن محمد بن ہانی ابو عبدالرحمن نحوی سے مہدی بن سلیمان نے علی بن زید بن جدعان کا بیان ہے کہ ابن عباس نے بیدار ہو کر انا للہ پڑھا اور فرمایا واللہ حسینؓ شہید ہو گئے ہیں حاضرین مجلس نے کہا۔ کیسے معلوم ہوا۔ تو فرمایا میں نے رسول اللہ کو خواب میں دیکھا ہے ان کے پاس شیشی میں خون ہے اور آپ نے فرمایا تجھے امت کا کارنامہ معلوم ہوا انہوں نے حسینؓ اور اس کے رفقاء کو شہید کر دیا ہے یہ ان کا خون ہے میں اسے بارگاہ الٰہی میں پیش کروں گا۔ یہ خواب بمع وقت و تاریخ تحریر میں لایا گیا ہے۔ ۲۴ دن بعد مدینہ میں آپ کی شہادت کی خبر پہنچی تو یہ خبر خواب کے بالکل مطابق تھی۔

امام ترمذی نے سلمی سے نقل کیا ہے کہ میں ام سلمہؓ کے پاس گئی تو وہ رو رہی تھی میں نے وجہ بکا دریافت کیا تو فرمایا میں نے رسول اللہ کو خواب دیکھا ہے آپ کا سر اور ریش مبارک غبار آلود ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خیر تو ہے فرمایا میں ابھی قتل حسینؓ کے سانحہ میں حاضر ہوا ہوں۔ بقول ترمذی یہ حدیث غریب ہے۔ اور سلمی کے مجہول ہونے کی بنا پر ضعیف بھی ہے

ترمذی مع تحفہ ص ۳۴۴ ج ۴۔

اطلاع محمد بن سعد ۲ محمد بن عبداللہ انصاری ۳ قرہ بن خالد ۴ عامر بن عبدالواحد ۵ شہر بن حوشب سے بیان کرتے ہیں کہ ہم ام سلمہؓ کے پاس بیٹھے تھے کسی لونڈی کی آواز سنی پھر اس نے ام سلمہؓ کے پاس آکر بتایا کہ حسینؓ شہید ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا وہ یہ کر گذرے اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آتش سوزاں سے بھر دے آپ بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور ہم چلے آئے

امام احمد ۱ عبدالرحمن بن مہدی ۲ ابن مسلم ۳ عمار سے بیان کرتے ہیں کہ کہ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے جنات کو حسین پر رونے اور نوحہ کرتے سنا ہے

حسین بن ادریس ۱ ہاشم بن ہاشم ۲ اپنی والدہ سے ۳ ام سلمہ سے نقل کرتی ہیں کہ ام سلمہ نے کہا میں نے جنات کو حسینؓ پر نوحہ کرتے سنا ہے اور وہ یہ اشعار بطور تعزیہ پڑھ رہے تھے۔

ایھا القاتلون جھلا حسینا	ابشروا بالعذاب والتنکیل
کل اھل السماء یدعو علیکم	ونبی ومرسل وقبیل
قد لعنتم علی لسان ابن داؤد	وموسٰی وصاحب الانجیل

اس سند کے علاوہ بھی ام سلمہ سے اور اشعار مروی ہیں واللہ اعلم۔

خطیب بغدادی ۱ احمد بن عثمان بن ساج عسکری ۲ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی ۳ محمد بن شداد مسمعی ۴ ابونعیم ۵ عبیداللہ بن حبیب بن ابی ثابت ۶ حبیب بن ابی ثابت ۷ سعید بن جبیر ۸ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی میں نے یحیٰی بن زکریا کے بدلہ ۷۰ ہزار یہودی قتل کروائے اور تیرے نواسہ کے بدلہ میں اس سے دوگنا قتل کراؤں گا۔ ھذا حدیث غریب جداً۔ امام حاکم نے بھی یہ اپنی مستدرک میں بیان کی ہے اور امام طبرانی نے بھی نہایت غریب اور ضعیف اقوال و آثار نقل کیے ہیں۔

موضوعات شیعہ نے یوم عاشورہ کے متعلق نہایت مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے اور متعدد موضوع اور صریح جھوٹی روایات وضع کی ہیں ۱؎ عاشورہ کے روز سورج کو گہن لگا اور اس قدر تاریکی چھائی کہ تارے چمکنے لگے ۲؎ اس روز جس پتھر کو اٹھاؤ نیچے سے خون نکلتا تھا ۳؎ آسمان کے اطراف واکناف سرخ لال ہو گئے ۴؎ آسمان سے خون برسنے لگا ۵؎ سورج نکلتا تو اس کی کرنیں خون آلود ہوتیں۔ ۶؎ اور آسمان سرخ گوشت کی طرح تھا ۷؎ قبل ازیں آسمان پر سرخی نمودار نہیں ہوتی تھی ۸؎ ستارے باہم ٹکرانے لگے وغیرہ وغیرہ

ابن لہیعہ نے ابی عقیل معافری سے بیان کیا ہے کہ اس روز سورج کو گہن لگا اور ظہر کے وقت ستارے چمکنے لگے۔ قصر امارت میں حسین کا سر مبارک پہنچا تھا کہ در و دیوار سے خون ٹپکنے لگا اور دنیا تین دن تک تاریکی میں ڈوبی رہی اس روز جس نے زعفران اور ورس استعمال کیا اس کا جسم جل گیا اور بیت المقدس کے ہر پتھر کے نیچے تازہ خون نمودار ہوا اور حسینؓ کے قافلے سے جو اونٹ لوٹے گئے ان کا گوشت پکایا تو مزا حنظل ایسا تلخ تھا۔ علاوہ ازیں اور کئی جھوٹی اور موضوع روایات ہیں جو پایہ صحت سے فروتر ہیں۔

مشاہدہ اور وہ روایات و آثار جو قاتلین حسینؓ کے بارے میں منقول ہیں وہ اکثر و بیشتر صحیح ہیں۔ کاروان حسینؓ کا کوئی قاتل بھی ناگہانی قتل و آفت اور مصیبت سے نہ بچ سکا۔ بعض ان میں سے مختلف امراض و مصائب میں مبتلا رہے اور اکثر دیوانے اور پاگل ہو گئے۔

شہادت حسینؓ کے بارے میں شیعہ اور روافض سے اکثر و بیشتر جھوٹی روایات، باطل اور غلط آثار منقول ہیں۔ ہمارے بیان کردہ واقعات میں ازبس کفایت ہے ان میں بھی بعض روایات محل نظر، قابل اعتراض اور غلط ہیں۔ ابن جریر وغیرہ حفاظ اور آئمہ اگر ان احادیث و آثار کو بیان نہ کرتے تو ہم بھی ان کو نظر انداز کر دیتے۔

ابو مخنف ان روایات کا بیشتر حصہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ متوفی سنہ ۱۵۷ھ سے منقول ہے۔ وہ شیعہ ہے اور آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف متروک اور ناقابل اعتبار ہے ص۴۲،ج۸ مگر وہ اخباری تاریخ دان اور صاحب حافظہ ہے اس کے پاس ان روایات کا ایسا ذخیرہ ہے جو اس کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔ اسی لیے اکثر مصنفین اس کے بیان تاریخی مواد اور اقوال و آثار کے نقل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

روافض چوتھی صدی ہجری میں حکومت بنی بویہ کے دور میں روافض یوم عاشورہ میں نہایت عجیب وغریب حرکتیں کرتے تھے بغداد اور دیگر شہروں میں ٹینٹ جلاتے۔ راستوں اور بازاروں میں بھوسہ اور راکھ بکھیرتے دوکانوں اور مکانوں کے سامنے ٹاٹ اور بوسیدہ بوریاں آویزاں کرتے۔ رنج وغم اور آہ و بکا کرتے اور حسینؓ کی اتباع اور متابعت میں بیشتر لوگ رات کو پانی نہ پیتے کہ وہ بھی پیاسے شہید ہوئے تھے۔ خواتین برہنہ پا اور ننگے سر بازاروں میں جلوس نکالتیں روتیں پیٹتیں اور نوحہ کرتیں۔ علاوہ ازیں دیگر خرافات و بدعات اور واہیات رسومات کا ارتکاب بھی کرتیں۔

اس قسم کے جلوسوں سے ان کا مقصد بنی امیہ کی حکومت کے خلاف پروپیگنڈا طعن و تشنیع اور ان کی بدنامی تھا۔ کہ حضرت حسینؓ ان کے دور حکومت میں شہید ہوئے۔

ناصبی اس کے برعکس شام کے ناصبیوں کا یہ رد عمل تھا کہ دن محرم میں خوب غسل کرتے۔ زرق برق لباس پہنتے انواع و اقسام کے لذیذ کھانے پکاتے اور فرحت و مسرت کا اظہار کرتے اور عید مناتے ان کا مقصد شیعہ اور روافض کی مخالفت تھا۔ اور جہاد حسینؓ کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ وہ عالم اسلام کے اتحاد و اتفاق کو پامال کرنے آئے تھے اور جمہور کے متفقہ فیصلہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے عوام کو بغاوت

پر اکسا رہے تھے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں اختلاف و انتشار بپا کرنے کے بارے میں سخت وعید اور زجر و توبیخ آئی ہے۔

تاویل بے جا بالفرض ایک نادان گروہ نے ان کو مذکورہ بالا تاویل کی بنا پر قتل کیا مگر ان کو یہ سزا وار نہ تھا۔ بلکہ ان کو لازم تھا کہ ان کی پیش کردہ تین شرائط میں سے کوئی تسلیم کر لیتے۔

کراہت قدیم اور جدید دور کے اکثر آئمہ قتل حسین کو قبیح اور مکروہ لکھتے ہیں ماسوائے چند کوفیوں کے قبحھم اللہ جن کا خط و کتابت سے اصل مقصد اور مدعا طلب زر اور دنیاوی مقاصد کا حصول تھا جب ابن زیاد کو ان کی اس کمزوری کا علم ہوا اور ان کے مادی مفاد کو سمجھ گیا تو اس نے طمع و لالچ کے علاوہ خوب ڈرایا اور دھمکایا لہٰذا وہ حسین کی نصرت و حمایت سے دستبردار ہو گئے اور ان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا بلکہ موت کے گھاٹ اتار دیا۔

یزید سارا لشکر اس قتل و غارت پر رضامند نہ تھا بلکہ خود یزید کی کیفیت بھی اس میں گومگو سی تھی پسند تھا نہ ناپسند۔ واللہ اعلم" اور غالب گمان ہے کہ اگر یزید کو قبل از قتل ان حالات کا علم ہو جاتا تو وہ حسب وصیت امیر معاویہ ان سے درگزر کرتا جیسے کہ خود اس نے دمشق میں اس بات کا اظہار کیا تھا۔ اور ابن زیاد کو قتل کے ارتکاب پر شدید لعن طعن اور سب و شتم کیا۔

بایں ہمہ اسے معزول کیا نہ اسے کوئی سزا دی اور نہ اسے کوئی ملامت آمیز مراسلہ ارسال کیا واللہ اعلم۔

حسین رضی اللہ عنہ حضرت حسینؓ کا شمار مسلمانوں کے سادات اور علماء صحابہ کرام میں سے ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے افضل بیٹی فاطمہ زہرا (رضی اللہ عنہا) کے لخت جگر ہیں آپ عابد و زاہد

جو دنیا کے بیکر شجاع اور شیر دل تھے آپ کی شہادت کا درد انگیز المیہ ہر مسلمان کے لیئے دردناک اور اندوہناک ہونا چاہیئے۔ لیکن جزع فزع کا یہ انداز اور حزن و ملال کا یہ وطیرہ جو شیعہ اختیار کرتے ہیں ایک غلط اور ناروا امر ہے جس سے عموماً تصنع اور بناوٹ ٹپکتی ہے اور ریاؤ نمود کا مظاہرہ ہوتا ہے

سنیئے ! حضرت علیؓ ان کے والد گرامی ان سے بہتر تھے وہ بروز جمعہ ۱۷ رمضان سنہ ۴۰ھ کو نماز فجر کے لیئے حسب معمول گھر سے نکلے اور شہید کر دیئے گئے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ جو اہلسنت والجماعت کے نزدیک حضرت علیؓ سے افضل تھے۔ اپنے گھر میں محصور عید قربان کے دن نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے لوگوں نے ان کے یوم شہادت کو یوم ماتم اور سوگ کا دن قرار نہیں دیا۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق جو عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ دونوں سے اعلیٰ و بالا تھے وہ نماز فجر میں بطور امامت تلاوت کرتے ہوئے محراب میں زہر آلود خنجر سے زخمی ہوئے اور بروز ہفتہ ۲۹ ذوالحج ۲۳ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے مسلمانوں نے ان کے روز شہادت کو عزاداری کا دن نہیں گردانا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق جو حضرت عمر فاروق سے بھی افضل و اعلیٰ ہیں ان کے یوم وفات (سوموار ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ) کو بھی کسی نے ماتم اور سوگ کا دن قرار نہیں دیا۔

آنحضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سب کائنات سے افضل اور بنی آدم کے سرتاج ہیں۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، اللہ تعالیٰ نے سابق انبیاءؑ کی طرح ان پر بھی موت طاری کی اور کسی مسلمان نے ان کے یوم وصال (سوموار ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ھ) کو یوم ماتم قرار نہیں دیا جیسے شیعہ اور رافضی حسینؓ کے یوم شہادت کو مناتے ہیں اور طرح طرح کی بدعات کرتے ہیں ان سب کے روز وصال اور شہادت کے دن کسی نے نہیں بتایا کہ اس دن سورج گہنایا اور آسمان پر سرخی نمودار ہوئی۔

طریقہ تعزیہ

مصائب و شدائد کے تذکار اور یاد کے وقت سب سے عمدہ اور بہتر بن تعزیت کا طریقہ وہ ہے جو علی زین العابدین اپنے نانا رسول اللہؐ سے بیان کرتے ہیں کہ کوئی مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہوا ہو پھر وہ ابتلا کبھی اسے یاد آجائے اور وہ انا للہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت کے روز ایسا اجر دے گا۔ رواہ الامام احمد وابن ماجہ۔

مشہد

اکثر متاخرین کے نزدیک وہ مشہد علیؓ میں مدفون ہیں مقام طف پر نہر کربلا کے پاس مشہور یہی ہے کہ مشہد آپ کی قبر پر تعمیر ہے واللہ اعلم۔ ابن جریر وغیرہ کا بیان ہے کہ ان کی جائے شہادت کے آثار و نشانات بھی مٹ چکے ہیں حتیٰ کہ ابونعیم فضل بن دکین ۲۱۹ھ قبر حسینؓ سے علم وآگہی کے دعویدار کی تردید کرتے ہیں۔

تربت کی مہک

ہشام بن کلبی کا بیان ہے کہ قبر حسینؓ کے نشانات مٹانے کی خاطر وہاں پانی چھوڑا گیا اور وہ چالیس یوم کے بعد خشک ہوا تو بنی اسد کا ایک اعرابی آیا وہ مٹی سونگھتا رہا یہاں تک کہ قبر حسین کی مٹی سونگھ کر خوب رویا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! تو کس قدر طیب وطاہر ہے اور تیری تربت کس قدر خوشبودار ہے اور یہ شعر پڑھا

ارادوا لیخفوا قبرہ عن عدوہ — وہ دشمن سے قبر کو مخفی رکھنا چاہتے تھے
فطیب تراب القبر دلّ علی القبر — لیکن تربت کی مہک نے قبر سے آگاہ کر دیا
شدیم خاک ولیکن ببوئے تربت ما — توان شناخت کزیں خاک مردمی خیزد

سر مبارک

مورخین اور سیرت نگاروں کے ہاں مشہور ہے کہ آپ کا سر مبارک ابن زیاد نے یزید کے پاس دمشق بھیج دیا تھا اور بعض اس کی تردید کرتے ہیں۔ مگر میرے (حافظ ابن کثیر) نزدیک قول اول اصح اور مشہور ہے واللہ اعلم۔ سر مبارک کے جائے دفن میں بھی اختلاف ہے ابن سعد کا بیان ہے کہ یزید نے اسے مدینہ عمرو بن سعید کے پاس بھیج دیا تھا

اس نے فاطمہ زھراؓ کی قبر کے پاس جنت بقیع میں دفن کر دیا تھا۔

ابن ابی الدنیا نے دو ضعیف راویوں عثمان بن عبدالرحمٰن از محمد بن عمر بن صالح سے بیان کیا ہے کہ سر مبارک یزید کے بیت المال میں اس کی وفات تک محفوظ رہا پھر دمشق کے باب فرادیس کے اندرون دفن کر دیا گیا۔ میں (حافظ ابن کثیر) کہتا ہوں کہ وہاں آجکل "مسجد راس" کے نام سے ایک مقام مشہور و معروف ہے۔ تاریخ ابن عساکر میں یزید بن معاویہ کی اثار ریا کے ترجمہ و نی رف میں مذکور ہے کہ یزید کے سامنے جب حسینؓ کا سر مبارک پیش ہوا تو اس نے بطور تمثیل ابن زبعری کا یہ شعر پڑھا۔

لیت اشیاخی ببدر شہدوا جزع الخزرج من وقع الاسل

اور سر مبارک دمشق میں تین روز تک نصب رکھا پھر اتار کر اسلحہ خانہ میں محفوظ کر لیا۔ سلیمان بن عبدالملک کے عہد خلافت (۹۶ھ تا ۹۹ھ) میں یہ سر جو محض سفید ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا خلافت عباسیہ کا دور آیا تو وہ نکال کر اپنے ہمراہ لے گئے۔

حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ ریا خلافت رموی کے بعد تک زندہ رہی اور سو سال سے زائد عمر پائی واللہ اعلم۔

فاطمی فاطمی خاندان (جو چوتھی صدی کے آخر سے ۵۶۶ھ تک مصر پر قابض اور حاکم رہا) کا دعوٰی ہے کہ حسین کا سر مبارک پانچویں صدی ہجری کے بعد انہوں نے مصر میں دفن کیا اور اس پر مشہد تعمیر کیا جو تاج الحسین کے نام سے معروف ہے۔ اکثر اہل علم کا بیان ہے کہ ان کا یہ دعوٰی بے بنیاد ہے ان کا مقصد صرف فاطمہؓ سے نسبت کی تائید و تثبیت تھا۔ اور یہ "خاندانی نسبت" ہیں بالکل جھوٹے اور دروغ گو ہیں قاضی باقلانی وغیرہ ائمہ کرام نے ان کے عہد حکومت میں ہی اس مسئلہ کو منقح کر دیا تھا

میرا (حافظ ابن کثیر) خیال ہے کہ عوام میں اس قسم کی بات سے رجحان پیدا ہو جاتا ہے کہ انہوں یعنی فاطمیوں نے سر مبارک لا کمرمیاں دفن کیا اور پبلک میں اسی کا چرچا ہوا اور وہ معتقد ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

فضائل و مناقب

بخاری شریف میں ہے عبداللہ بن عمر سے کسی عراق نے پوچھا کہ محرم مکھی مارے تو کیا فدیہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا رسول کے نواسے کے قاتل (جن کو رسول اللہ نے اپنا گلدستہ آرام و راحت قرار دیا) پوچھتے ہیں احرام کی حالت میں مکھی مارنے سے کیا فدیہ لازم آتا ہے۔ ترمذی میں ہے کسی عراقی نے پوچھا کہ مچھر کا خون کپڑے کو لگ جائے تو؟ ابن عمر نے فرمایا۔ عراقیوں کو دیکھو ان کے دین و دانش کا جنازہ نکل گیا ہے۔ نواسۂ رسول کے قاتل۔ مچھر کے خون کا مسئلہ پوچھتے ہیں ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے۔

مسند احمد میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جس نے حسن اور حسین رضی سے پیار کیا اس نے مجھ سے محبت کا اظہار کیا اور جس نے ان سے بغض و عناد رکھا اس نے مجھ سے بھی بغض رکھا۔

مسند احمد میں ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے علی، حسن، حسین اور فاطمہ کو دیکھ کر فرمایا جو کوئی تم سے لڑے میں اس سے لڑوں گا۔ اور جو تم سے صلح رکھے میری اس سے صلح (تفرد بہا الامام احمد)

مسند احمد میں ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ کے دونوں کندھوں پر حسن اور حسین سوار تھے کبھی اس کا بوسہ لیتے اور کبھی اس کا۔ اسی حالت میں ہمارے پاس تشریف فرما ہوئے تو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کو یہ دونوں پیارے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ من احبھما فقد احبنی۔ من ابغضھما فقد ابغضنی۔ تفرد بہ احمد۔

ابو یعلی موصلی نے انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ

سے دریافت ہوا آپ کو اہل بیت میں سے کون زیادہ پیارا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا حسن اور حسینؓ اور آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ حسن اور حسین کو میرے پاس لاؤ پھر ان کو سونگھتے (چومتے) اور چھاتی سے لگاتے۔ امام ترمذی نے بھی اس حدیث کو انسؓ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہؐ نماز فجر کے لیے گھر سے نکلتے تو پوری ششماہی حضرت فاطمہ کے گھر کے پاس سے گزر کر فرماتے رہے: الصلوٰۃ یا اهل البیت۔ اے اہل بیت نماز قائم کرو۔ اے (پیغمبر کے) اہل بیت! خدا چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کا میل کچیل دور کر دے اور تمہیں بالکل صاف کر دے ۔ ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔

سنن ترمذی میں براءؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین کو دیکھ کر دعا فرمائی "اللھم انی احبھما فاحبھما" اور اس کو حسن صحیح قرار دیا۔ مسند احمد اور سنن اربعہ میں ہے کہ رسول اللہؐ خطبہ فرما رہے تھے کہ حسن اور حسین دونوں سرخ قمیص پہنے لڑکھڑاتے آ رہے تھے تو رسول اللہ نے ان کو منبر سے نیچے اتر کر پکڑا اور ان کو اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر آپ نے فرمایا واقعی اللہ تعالیٰ نے ٹھیک فرمایا ہے تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو آزمائش ہے ۶۴/۱۵ میں نے ان بچوں کو لڑکھڑاتے دیکھا اور صبر نہ کر سکا اور اپنی بات قطع کر کے ان کو اٹھا لیا۔ ترمذی نے اس کو غریب کہا ہے۔

امام ترمذی یعلی بن مرۃؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ حسینؓ میرا لخت جگر ہے اور میں حسین کا ہم درد۔ جو شخص حسینؓ سے محبت و پیار کرے اللہ اس سے پیار کرے۔ حسین ایک امت ہے امتوں میں سے۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ امام احمد نے بھی اس حدیث کو یعلی بن مرہ سے بیان کیا ہے اور طبرانی نے یعلی بن مرہ سے یہ الفاظ بیان کیے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحسن والحسین سبطان من الاسباط۔ امام احمد اور ترمذی نے ابی سعید خدریؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا حسن اور حسین نوجوان جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ ابو القاسم بغوی ابو سعید خدری سے بیان کرتے ہیں الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ الا ابنی الخالہ یحیٰی وعیسیٰ علیہما السلام۔
امام نسائی اور سوید بن سعید نے بھی ابو سعید خدری سے بیان کیا ہے۔ امام احمد ابی سابط سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسینؓ مسجد میں آئے تو جابر بن عبداللہ نے کہا جو شخص نوجوان جنتیوں کے سردار کو دیکھنا چاہے ان کو دیکھ لے میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ تفرد بہ احمد۔ امام ترمذی اور نسائی نے حذیفہؓ سے بیان کیا ہے کہ مجھے والدہؓ نے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا کہ رسول اللہ ہمیں "ماں اور بیٹا" دونوں کے لیے استغفار فرمادیں وہ کہتے ہیں میں نے آپ کی اقتدا میں مغرب اور عشاء پڑھی پھر آپ گھر چلے تو میں بھی پیچھے ہو لیا آپ نے میری آہٹ سنی تو فرمایا کون ہے حذیفہ ہے میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے پوچھا کیا بات ہے۔ اللہ تیری اور تیری والدہ کی مغفرت فرمائے یہ فرشتہ ہے آج رات سے قبل وہ کبھی زمین پر نہیں آیا اس نے پروردگار عالم سے مجھے سلام کرنے اور یہ بشارت دینے کی اجازت طلب کی ہے کہ فاطمہ جنتی خواتین کی سردار ہیں حسن اور حسین نوخیز جنتیوں کے رئیس ہیں ترمذی نے اس حدیث کو حسن غریب کہا ہے۔
اس قسم کی روایت حضرت علی خود حضرت حسین، عمرؓ۔ عبداللہ بن عمرؓ ابن عباس اور ابن مسعود وغیرہ سے منقول ہے مگر سب کی اسناد میں ضعف ہے۔ واللہ اعلم۔ ابو داؤد طیالسی ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے حسنؓ اور حسینؓ کے بارے میں یہ الفاظ سنے ہیں من احبنی فلیحب ھٰذین جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے ان سے بھی محبت کرنی چاہیئے۔

مسند احمد میں عطاء کسی آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ نے حسن اور حسین کو چھاتی سے لگا کر دعا فرمائی الٰہی! میں ان سے محبت کرتا کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر۔ اسامہ بن زید اور سلمان فارسی سے بھی اس قسم کے الفاظ منقول ہیں مگر ان کی سند میں ضعف اور سقم ہے واللہ اعلم

امام احمد ابوہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ باجماعت نماز عشاء پڑھی جب آپ سجدہ ریز ہوئے تو حسن اور حسین آپ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے جب آپ سجدہ سے سر اٹھاتے تو آہستہ سے ان کو پکڑ کر زمین پر بٹھا دیتے آپ نے سلام کے بعد ان کو پکڑ کر رانوں پر بٹھا لیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کو انکی والدہ کے پاس چھوڑ آؤں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں اچانک بجلی کی کرن نمودار ہوئی تو آپ نے ان کو فرمایا اپنی والدہ کے پاس چلے جاؤ ان کے جانے تک بجلی کی ضو اور روشنی قائم رہی۔

ابو سعید اور ابن عمرؓ سے قریباً ایسا ہی قصہ منقول ہے۔

مسند احمد میں حضرت علی کا بیان ہے کہ رسول اللہ گھر تشریف لائے میں سو رہا تھا، حسن یا حسین نے پانی مانگا آپ نے بکری دوھی تو دوسرا بھی آگیا آپ نے اس کو ہٹا دیا تو فاطمہؓ نے یہ منظر دیکھ کر کہا یا رسول اللہ آپ کو یہ دوسرے سے پیارا ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بالکل نہیں بات یہ ہے کہ اس نے پہلے طلب کیا پھر آپ نے فرمایا میں، یہ دونوں اور یہ سونے والا اور تم سب قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے تفرد بہ احمد۔ ابو داؤد طیالسی نے بھی حضرت علی سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔ یہ بات صحیح ثابت ہے کہ عمر فاروقؓ ان کی تعظیم کرتے اور ان کو گود میں بٹھاتے اور حضرت علیؓ جتنا ان کو عطیہ دیتے ایک دفعہ یمن سے کچھ پارچات آئے آپ نے صحابہ کرام کی اولاد میں تقسیم کر دیئے اور حسین کو حصہ نہ دیا تو فرمایا ان میں کوئی کپڑا ان کے

شایان شان نہ تھا پھر آپ نے امیر یمن کو پیغام اس نے ان کے مناسب حال کپڑے تیار کروا دیئے۔

محمد بن سعد عیزار بن حریث سے بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن عاص کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے حضرت حسین کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا ھٰذا احب اھل الارض الی اھل السماء، یہ دنیا میں آسمانوں والوں کو سب سے پیارا ہے

بیعت زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ جعفر بن محمد نے اپنے والد سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن، حسین، ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر سے بچپن میں ہی قبل از بلوغت بیعت قبول فرمائی تھی بچپن اور کم سنی میں صرف ہم سے ہی بیعت لی۔ ہذا مرسل غریب۔

ابن سعد، عبداللہ بن عبیداللہ بن عمیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت حسین نے پچیس حج پیدل کیئے اور آپ کی سواریاں آپ کے ہمراہ ہوتی تھیں۔ دوسری روایت ابو نعیم فضل بن وکین سے منقول ہے اس میں حج کی تعداد منقول نہیں دراصل یہ واقعہ حضرت حسنؓ کے بارے میں منقول ہے جیسا کہ امام بخاری نے بیان کیا ہے۔

پہل محدث مدائنی کہتے ہیں کہ حضرت حسن اور حسین کا آپس میں کوئی نزاع پیدا ہوا اور قطع کلامی ہوگئی۔ بعد ازیں حضرت حسن آئے اور آپ کا سر چومنے لگے اور حضرت حسین بھی کھڑے ہو کر آپ کا بوسہ لینے لگے اور عرض کیا میں نے پہل اس وجہ سے نہیں کی کہ آپ اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار تھے میں نے آپ کا حق چھیننا اور سلب کرنا گوارا نہیں کیا۔

عزت و آبرو اصمعی ابن عون سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے حضرت حسینؓ کو شعراء پہ بے جا اسراف کرنے سے منع فرمایا تو حسین نے کہا بہترین مصرف وہ ہے جس سے انسان کی عزت و آبرو محفوظ رہے۔ طبرانی نے سلیمان بن ہشیم سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسینؓ نے طواف کے اثنا میں استلام کرنا چاہا

کسی نے فرزدق سے پوچھا، اے ابو فراس یہ کون ہے تو فرزدق نے برجستہ کہا۔

هذا الذی تعرف البطحاء وطأته	یہ وہ شخص ہے جس کے نقش پا کو وادی بطحا
والبیت یعرفه والحل والحرم	جانتی ہے بیت اللہ اور حل و حرم سب اس سے آشنا ہیں
هذا ابن خیر عباد الله کلهم	یہ خیر البشر کی اولاد سے ہے یہ پاک صاف
هذا التقی النقی الطاهر العلم	طاہر اور شہرہ آفاق ہے۔
یکاد یمسکه عرفان راحته	جب وہ حجر اسود کے استلام کے لیئے آئے تو
رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم	قریب ہے کہ وہ اس کی ہتھیلی تھام لے
اذا رأته قریش قال قائلها	قریش اسے دیکھ کر کہتے ہیں اس کے مکارم
الی مکارم هذا ینتهی الکرم	اخلاق تک کرم وجود کی انتہا ہے
یغضی حیاء ویغضی من مهابته	وہ شرم و حیا سے چشم پوسی کرتا ہے اس کی ہیبت
فما یکلم الا حین یبتسم	سے نگاہ نیچی ہو جاتی ہے مسکرا کر بات کرتا ہے
فی کفه خیزران ریحها عبق	اس کے پاکیزہ ہاتھ میں خوشبودار چھڑی
بکف اروع فی عرنینه شمم	ہے وہ عزیز بلند و قار ہے۔

طبرانی نے معجم کبیر میں حسینؓ کے تذکرہ و تعارف میں اسی طرح بیان کیا ہے اس میں اعجوبہ پن اور ندرت ہے مشہور یہ ہے کہ فرزدق نے یہ اشعار علیؓ کے مدح میں کہے نہ کہ ان کی تعریف میں اور یہی قرین صواب ہے کہ فرزدق نے حج کو آتے ہوئے دیکھا تھا[1] آپ نے فرزدق سے کوفہ کے حالات دریافت کیئے پھر حضرت حسینؓ کچھ ایام بعد شہید ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

حکمنامہ ہشام اعوانہ سے بیان کرتے ہیں کہ ابن زیاد نے ابن سعد سے وہ خط طلب کیا جو اس نے قتل حسین کے بارے تحریر کیا تھا تو ابن سعد نے کہا میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور خط ضائع ہو گیا۔ ابن زیادؒ نے پھر کہا ضرور لانا پڑے گا۔ اس نے پھر وہی جواب دیا اور کہا وہ تو میری معذرت کے طور پر قریشی خواتین کے پاس پڑھا جا رہا ہے۔ واللہ! میں نے آپ کو

(۱) حسین عراقی ص ۱۰

حسین کے بارے ایسی نصیحت و خیر خواہی کی اگر میں وہ اپنے والد سے کہتا تو اس کا حق ادا کر دیتا تو ابن زیاد کے بھائی عثمان نے کہا واللہ! ابن سعد نے سچ کہا اور میری بھی یہی تمنا تھی کہ حضرت حسینؓ قتل نہ ہوتے۔ واللہ! اب قیامت تک زیاد کی نسل کو ندامت اور خجالت لاحق رہے گی۔ پھر ابن زیاد نے اس بات کا کوئی نوٹس نہ لیا۔

اشعار ابو بکر بن کامل۔ عبداللہ بن ابراہیم کے ذریعہ سے بیان کرتے ہیں کہ یہ درج ذیل اشعار حضرت حسینؓ کا کلام ہے۔

اغن عن المخلوق بالخالق	خدا کے ساتھ رابطہ قائم کر کے مخلوق سے
تسد علی الکاذب والصادق	بے نیاز ہو جا۔ ہر راستباز اور دروغ گو سے فائق ہو جائیگا
واسترزق الرحمان من فضله	اللہ کے فضل سے تو رزق کا طالب ہو
فلیس غیر الله من رازق	اللہ کے بغیر کوئی رزق رساں نہیں۔
من ظن ان الناس یغنونه	جو لوگوں سے تونگری اور مال کا گمان کرے
فلیس بالرحمان من واثق	اسے اللہ پر اعتماد اور وثوق نہیں
او ظن ان المال من کسبه	یا جو شخص خیال کرے کہ مال اس کے کسب
زلت به النعلان من حالق	کمال کا ثمرہ ہے وہ ہلاک و برباد ہو گیا

اعمش کا بیان ہے کہ حضرت حسینؓ سے یہ اشعار بھی مروی ہیں۔ ج ۸ ص ۲۰۹

کلما زید صاحب المال مالا — زید فی همه وفی الاشتغال

سرمایہ دار کے سرمایہ میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے ہموم و افکار میں بھی اضافہ ہوتا ہے

قد عرفناك یا منغصة العیش — ویادار کل فان و بالی

اے ہر زوال پذیر اور ناپائیدار کے مقام! اور اے عیش و طرب کے پراگندہ کرنے والی! ہم تجھے پہچان چکے ہیں۔

لیس یصفو لذاهد طلب الزهد — اذا کان مثقلا بعیال

عیال دار عابد و زاہد کو عبادت و ریاضت ذرا دشوار ہوتی ہے۔

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ نے جنت البقیع کی زیارت کی اور یہ اشعار کہے۔

نادیت سکان القبور فاسکتوا   واجابنی عن صمتهم ترب الحصیٰ

میں نے شہر خوشاں کو صدا دی وہ خاموش رہا اور سنگریزوں نے اسکے حال کی ترجمانی کی

قالت أتدری ما فعلت بساکنی   مزقت لحمهم وخرقت الکسا

کیا تجھے معلوم ہے ہم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ ان کے جسم کو ریزہ ریزہ اور کفن کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔

وحشوت اعینهم ترابا بعد ما   کانت تاذی بالیسیر من القذیٰ

وہ آنکھیں جو معمولی تنکے سے اذیت محسوس کرتی تھیں ان کو خاک سے لبریز کر دیا ہے۔

اما العظام فاننی مزقتها   حتی تباینت المفاصل والشویٰ

اور ہڈیوں کو اس قدر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے کہ سب جوڑ جدا ہو چکے ہیں۔

نیز۔ یہ اشعار بھی حضرت حسینؓ سے منقول ہیں۔

لئن کانت الدنیا تعد نفیسة   فدار ثواب الله اعلیٰ وانبل

دنیا عمدہ اور مرغوب شی ہے تو جنت اس سے بھی اعلیٰ اور افضل ہے۔

وان کانت الابدان للموت انشئت   فقتل امرئ بالسیف فی الله افضل

انسان کی نشوونما موت کے لیئے ہے تو اللہ کے راہ میں شہادت پانا سب سے بہتر ہے

وان کانت الارزاق شیئا مقدرا   فقلة سعی المرء فی الرزق اجمل

انسان کی روزی نوشتہ تقدیر ہے۔ اس کی تلاش وجستجو میں انہماک بہتر نہیں۔

وان کانت الاموال للترک جمعها   فما بال متروک به المرء یبخل

مال ترکہ کی خاطر جمع کرتا ہے تو ترکہ میں اس قدر بخل اچھی بات نہیں۔

سیدہ رباب

امرئ القیس بن عدی بن اوس کلبی حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر اسلام لایا اور آپ نے اس کو امیر قوم مقرر کر دیا اس کی ایک صاحبزادی رباب سے حضرت حسینؓ کی شادی ہوئی وہ آپ کو بے حد پیاری تھی کسی نے اس پر فریفتگی

کا طعنہ دیا آپ نے یہ اشعار کہے۔

لعمرك أنني لاحب دارا   تحل بها سكينة والرباب

مجھے یقیناً اس گھر سے محبت ہے جس میں رباب اور اس کی بیٹی سکینہ قیام پذیر ہے

احبهما وابذل جل مالی   وليس لعاذلى فيها عتاب

مجھے ان سے پیار ہے اور میں ان پر اپنا سرمایہ صرف کرتا ہوں کسی ملامت گر کو اس میں اعتراض نہ ہونا چاہیئے۔ ولست لهم وان عتبوا مطيعاً حياتی او يعلينی التراب میں زندگی بھر ملامت گروں کی بات ماننے والا نہیں۔

سیدہ رباب کربلا میں آپ کے ہمراہ تھی مشہور ہے کہ کربلا میں سال بھر مقیم رہیں اور یہ شعر پڑھا۔

الى الحول ثم اسم السلام عليكما   ومن يبك حولا كاملا فقد اعتذر

حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد کئی ایک اشراف نے شادی کا پیغام بھیجا مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ حسینؓ کے بعد کسی سے شادی کرنے کا تصور بھی نہیں (ما كنت لا تخذ حموا بعد رسول اللهﷺ) پھر اسی رنج و غم میں ۶۲ھ میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوئی

ابن حر

ابو مخنف، عبدالرحمن بن جندب کے حوالہ سے بیان کرتا ہے کہ حسینؓ کی شہادت کے بعد ابن زیاد نے اشراف کوفہ کی پڑتال کی تو عبید اللہ بن حر کو غائب پایا۔ چند روز بعد وہ ابن زیاد سے ملا تو اس نے پوچھا کہاں غائب تھے ابن حر نے کہا بیمار تھا۔ ابن زیاد نے کہا مریض القلب ام مريض البدن جسم بیمار تھا یا دل تو ابن حر نے کہا دل کا مریض تو نہ تھا البتہ اب جسمانی صحت بھی الحمد اللہ اچھی ہے ابن زیاد نے کہا تم نے جھوٹ بکا ہے تیرا تو ابوزبیش اور حکومت کے مخالفین کے ساتھ میل جول تھا اس نے کہا میں ان کے ساتھ ہوتا تو اس قدر مخفی نہ ہوتا سب لوگ مجھے بخوبی جانتے ہیں۔ پھر وہ ابن زیاد کی سرزنش سمجھ گیا اور موقعہ پاکر کوفہ سے فرار ہوگیا ابن زیاد نے تعاقب کیا کہ مگر ناکام۔ پھر عبید اللہ بن حر نے یہ اشعار پڑھے۔

يقول امير غادر حق غادر
الا كنت قاتلت الشهيد ابن فاطمه
فيا ندمى الا اكون نصرته
لذو حسرة ما ان تفارق لازمه
سقى الله ارواح الذين تبارزوا
على نصرته سقيا من الغيث دائمه
وقفت على اجداثهم وقبورهم
فكاد الحشى ينقض والعين ساجمه
لعمرى لقد كانوا مصاليت فى الوغى
سراعا الى الهيجا حماة خضارمة
فان يقتلوا تلك النفوس الزكية
على الارض قد اضحت لذالك واجمه
فما ان راى الراؤن افضل منهم
لدى الموت سادات وزهر قماقمه
اتقتلهم ظلما وترجو ودادنا
فذى خطة فليست لنا بملائمه
لعمرى لقد راغمتمونا بقتلهم
فكم ناقم منا وعليكم ناقمه
اهم مرارا ان اسير بجحفل
الى فئته زاغت عن الحق ظالمه
فيا ابن زياد استعد لحربنا
وموقف ضنك تقصم الظهر قاصمه

غدار ابن زیاد کہتا ہے کہ تو نے ابن فاطمہ اور
شہید حسین کے ساتھ جنگ کیوں نہ کیا۔
ہائے ندامت! کہ میں ان کا مددگار نہ ہوا مجھے
یہ حسرت ہمیشہ باقی رہتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ان پاک ارواح کو سدا خوش
و خرم رکھے جنہوں نے اسکی نصرت و حمایت کی
میں نے ان کی تربت کی زیارت کی
جسم خستہ حال تھا اور آنکھیں اشکبار
بخداوہ جنگ میں شیر دل تھے حق کے حامی
تھے اور حرب و ضرب میں سبک رفتار
ان نفوس قدسیہ کے قتل کے باعث وہ
خطۂ زمین سراسیمہ اور مہر بلب ہے
چشم فلک نے موت کے وقت ان سادات سے
بڑھ کر کسی کو حوصلہ مند اور صابر نہیں پایا
اے ابن زیاد تو اہل بیت کو زبردستی قتل
کر کے ہماری محبت و تائید کا بھی خواستگار ہے یہ
خدا شاہد ہے کہ انکو قتل کر کے تو نے ہمیں ذلیل و رسوا
کر دیا ہے بے شمار مرد و زن اسے ناگوار سمجھتے ہیں
میں بارہا عزم کرتا ہوں کہ ظالم اور حق سے
برگشتہ جماعت پر ایک عظیم لشکر سے حملہ کر دوں
اے ابن زیاد! جنگ کے لیئے تیار رہو جیا
اور ایک ایسے مشکل مقام کے لیئے جو تیری
کمر توڑ کر رکھ دے۔

سلیمان بن قتیبہ نے یہ مرثیہ کہا۔

الا ان قتیل الطف من آل ھاشم   اذل رقابا من قریش فذلت

سنو! آل ہاشم کے شہیدان کربلا نے۔ قریش کی گردنوں کو نیچا کر دیا ہے اور وہ سرنگوں ہیں

مررت علی ابیات آل محمد   فالفیتها امثالها حیث حلت

اہل بیت کی رہائش گاہوں پر میرا گزر ہوا۔ میں نے ان کو بے مثال پایا جب ان پر مصائب آئے۔

کانوا لنا غنما فصاروا رزیۃ   لقد عظمت تلك الرزایا وجلت

وہ ہمارے لیے غنیمت تھے وہ اب مصائب کی آماجگاہ ہیں اور مصائب بے انتہا ہیں

فلا یبعد الله الدیار و اهلها   وان اصبحت منهم برغمی تخلت

اللہ تعالیٰ ان خیموں اور ان کے باشندوں پر رحمت کرے گو وہ میری منشا کے خلاف خالی ہو چکے ہیں۔

وعند یزید قطرة من دمائنا   سنجزیهم یوما بها حیث حلت

یزید کے ذمہ ہمارے شہیدوں کا خون ہے ہم اس سے کسی روز بدلہ لے لیں گے

الم تران الارض اصبحت مریضة   لقتل حسینؓ والبلاد اقشعرت

قتل حسینؓ کے باعث دنیا بستر علالت پر دراز ہے اور ان پر کپکپی طاری ہے

ہدایت اللہ ندوی

مین بازار میاں چنوں (خانیوال)

۱۴ اگست ۱۹۸۶ء